اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو ﴿القرآن الحکیم﴾

زکوٰۃ کے مسائل

کی مکمل کتاب

قرآن وحدیث کی روشنی میں

زیر سرپرستی۔

حضرت مولانا قاری دوست محمد چشتی

مولف۔

حافظ مختار احمد ساجد

ادارہ

شعبہ نشر و اشاعت قرآن و حدیث

مدرسہ معین الاسلام رجسٹرڈ

بسطامی روڈ نزد ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ

نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو (القرآن)

قرآن وحدیث کی روشنی میں
مسائل زکوٰۃ کی کتاب

زیر سرپرستی

حضرت مولانا قاری دوست محمد چشتی

مولف

ایس۔ حافظ مختار احمد ساجد

ادارہ

شعبہ نشرواشاعت قرآن وحدیث

مدرسہ معین الاسلام رجسٹرڈ

بسطامی روڈ نزد ملتان روڈ لاہور پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

(ارشاد باری تعالٰی)

احکام خدا کو ہنسی کھیل نہ سمجھو اور اللہ نے تم پر جو احسان کیئے ہیں ان کو ہر وقت یاد کرو اس کا یہ بھی احسان نہ بھولو کہ اس نے تم پر اپنی کتاب یعنی قرآن حکیم اور عقل کی باتیں اتاری ہیں۔

لوگو! جب تک اللہ پاک کی راہ میں وہ چیزیں خرچ نہیں کرو گے جو تم کو عزیز اور پیاری ہیں نیکی کے اس درجے کو ہرگز ہرگز نہ پہنچو گے اور کوئی سی بھی چیز خرچ کرو اللہ پاک اس کو جانتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں کو اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو خبردار نیک کام میں خرچ کیے ہوئے روپے کو احسان جتا جتا کر دکھ دینے والے کلمات کہہ کر ضائع نہ کر بیٹھنا۔

Marfat.com

مکمل مسائل زکوٰۃ

قرآن وحدیث کی روشنی میں

اِلتجاء

اے رب العلمین اپنے پیارے محبوب اور افضل ترین بندے احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے صدقے سے ہماری ادنیٰ سی کوشش کو قبول فرما اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے اس ایثار کے صدقہ سے جو انہوں نے اپنا سب کچھ مولا کی راہ میں پیش کیا۔ اے اللہ ہمیں بھی سیدنا صدیق اکبرؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور وہ محبت عطا فرما جو انہوں نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کی۔ اسی محبت کا واسطہ لے کر کتاب الزکوٰۃ لے کر پیش ہو رہے ہیں۔ اے اللہ اسے شرف قبولیت عطا فرما۔ آمین ثم آمین

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

ناشر:۔ مدرسہ معین الاسلام (رجسٹرڈ)
بسطامی روڈ نزد ملتان روڈ لاہور۔

تزئین وترتیب:۔ حافظ محمد اقبال پراچہ

مطبع:۔ ایس حافظ مختار احمد ساجد

کمپوزنگ:۔ ہاٹ لائن کمپوزرز اردو بازار لاہور۔ 7124469

طابع:۔ ذیشان ارسلان پرنٹرز اینڈ پبلشرز لاہور

Marfat.com
Marfat.com

بنک کا زکوٰۃ کاٹنا

سپریم کورٹ کے تازہ فیصلے کے مطابق حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے لئے بھی درخواست دے کر زکوٰۃ کی کٹوتی سے استثناء کی رعایت دے دی گئی ہے، چونکہ تجارب سے ثابت ہوا کہ حکومت زکوٰۃ کو مصارف زکوٰۃ میں صرف کرنے کا سلسلہ میں احتیاط سے کام نہیں لیتی، اس لیے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق دی گئی مذکورہ رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے درخواست دے کر استثناء حاصل کر لینا چاہیے اور زکوٰۃ اپنی نگرانی میں صحیح مصرف پر خرچ کرنی چاہیے۔ جو صحیح مستحق سفید پوش لوگ ہیں ان کو تلاش کر کے ان تک پہنچانی چاہیے لیکن ان سب سے پہلا حق اپنے رشتہ داروں کا ہے بعد میں دوسرے لوگوں کا ہے۔

پیٹ سے بڑھ کر کوئی بدترین برتن نہیں ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

فہرست عنوانات مسائل زکوٰۃ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	بنک کا زکوۃ کاٹنا	4
1	انتساب	5
2	اظہار تشکر	6
3	غلط دستور کی اصلاح / زکوۃ کے شرعی معنی	"
4	محاسن زکوۃ	11
5	خلاصہ تفسیر	13
6	زکوۃ کی وجہ تسمیہ	14
7	زکوۃ تعریف وتفسیر / زکوۃ اور اس کا ثبوت	15
8	نماز اور زکوۃ میں کمال اتصال	16
9	زکوۃ کے احکام جاننا کب فرض ہے؟	18
	فرضیت اور شرائط زکوۃ	"
10	شرائط ہفتم حولان حول / ہشتم فروغ	19
11	شرائط	20
12	نہم مال کا حاجت اصلیہ	21
13	نیت / شرائط صحت ادا	22
14	تملیک	23
15	زکوۃ کے فائدے	25
16	زکوۃ تین پہلو فائدے	27
17	ایک اور مقصد	28
18	زکوۃ مال کا میل ہے	29
19	عالم برزخ میں زکوۃ نہ دینے والوں کا انجام	30
20	زکوۃ نہ دینے پر عذاب وعید	33
21	نہ دینے پر دنیوی عذاب	34
22	زکوۃ انشورنس	35

Marfat.com

23	سرمایہ داری اور زکوۃ	36
24	کیا اسلامی ٹیکس زکوۃ ہے	37
25	زکوۃ اور ٹیکس بنیادی فرق	39
26	زکوۃ کی وصولی حکومت پر ہے	"
27	کیا سرکاری ٹیکس زکوۃ میں محسوب ہو سکتا ہے	40
	کیا انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوۃ ادا ہوتی ہے؟	"
28	حاکم وقت اور زکوۃ	42
	اموال ظاہرہ و باطنہ کا حکم	"
29	زکوۃ کے واجب ہونے کی شرطیں	43
30	ادائیگی زکوۃ کی شرطیں	47
31	مال کے ضائع ہونے پر زکوۃ کا حکم	48
32	مدہوش پر زکوۃ کا حکم، پاگل اور بچے پر زکوۃ کا حکم	49
33	زکوۃ ہجری یا عیسوی سال سے	50
	زکوۃ مہینہ کا اعتبار یا تاریخ کا	"
34	صاحب نصاب کو اگر تاریخ یاد نہ رہے	51
35	اختتام سال کا اعتبار/ اگلے سال کا شمار کب/ کیا رمضان	52
	میں زکوۃ دینا چاہیے	"
36	زکوۃ کو رمضان تک روکنا کیسا ہے؟	53
37	زکوۃ کا نصاب قدیم وجدید اوزان سے	54
38	خلاصہ نصاب/ زکوۃ کا نصاب کونسا معتبر ہے۔	55
39	نصاب کے معنی میں چاندی کے نصاب کو معیار بنایا	56
40	زکوۃ غفلت کی وجہ سے نہ دی تو کیا حکم ہے؟	57
41	صاحب نصاب کو مال دوران سال میں حاصل ہوا/ نصاب نقد میں رکھنا	58
	نقد میں نصاب سے کم سونے کا حکم	"
42	نصاب سے کم سونے/ کم سونے و چاندی/ ضرورت اصلیہ کیا ہے؟	59
43	زکوۃ کن چیزوں پر ہے؟	60
44	کیا زکوۃ ہر سال/ زکوۃ ادا کرنے میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟	61

Marfat.com

45	زکوٰۃ میں نیت کا حکم	42
46	بلانیت زکوٰۃ دینا/گھر والے زکوٰۃ کی نیت/زکوٰۃ صدقہ کا ثواب	64
	گھر والوں کو ملنا	"
47	میت کے مال سے زکوٰۃ/کاغذ کے نوٹ مال کے حکم میں ہے؟	65
48	زکوٰۃ کے ڈر سے مسلم کو غیر مسلم لکھوانا کیسا ہے؟	67
49	بنک کا زکوٰۃ کاٹنا	68
50	زکوٰۃ سے بچت کیلئے مال ہبہ کرنا/صاحب نصاب دلوالیہ ہو جانے پر حکم	69
51	سونے چاندی کا چالیسواں حصہ پیسوں سے نکالنا	70
52	کیا کاغذ کے نوٹوں پر زکوٰۃ؟	71
53	جمع شدہ نوٹوں پر زکوٰۃ کیوں؟	72
54	گھر کے تمام افراد کے مال کی سربراہ پر زکوٰۃ/	73
	ضروریات کیلئے جو رقم ہے اس کا حکم	"
55	انفرادی ملکیت پر زکوٰۃ ہے؟	75
56	مشترکہ گھرداری/مال کسی دوسرے کے قبضہ کا حکم	76
57	ماں باپ بیٹے کی کمائی پر زکوٰۃ/مسافر پر زکوٰۃ/	77
	استعمال والے زیور پر زکوٰۃ	"
58	زیور کی زکوٰۃ سے متعلق چند سوالات	78
59	بیوی کا زیور اور قرض مرد پر/زکوٰۃ میں شوہر کی اجازت	79
60	زیورات کی زکوٰۃ عورت کہاں سے دے/	80
	بیوی کے زیور کی زکوٰۃ مرد پر ہے	"
61	شوہر اور بیوی کی زکوٰۃ/دلہن کے زیور پر زکوٰۃ	81
62	مہر کے وصول ہونے سے قبل/مہر والی عورت کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟	82
63	بیوی کا مہر مل جانے پر زکوٰۃ	83
64	مہر میں ملی ہوئی زمین کا حکم/استعمال والے زیورات کی زکوٰۃ/	84
	زیور میں جواہرات اور جڑاؤ زیورات کی زکوٰۃ کس طرح دے	"
65	خالص جواہرات کے زیورات/سچے گوٹا اور کامدار کپڑے پر زکوٰۃ	85
66	جو رقم ورثاء کیلئے جمع کی ہوئی پر زکوٰۃ ہوگی؟	88

Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

	شیئرز کی خریداری شیئرز کی مختلف قسمیں اور اس کا حکم	"
88	کمپنی میں نصاب کے برابر جمع شدہ رقم پر زکوۃ	112
89	سرکاری وغیر سرکاری کمپنیوں کی زکوۃ /	113
	پلاٹ کی زکوۃ مارکیٹ کی حیثیت پر زکوۃ	"
90	مکان کی خرید پر خرچ ہونے والی رقم / پلاٹ پر زکوۃ کا حکم	114
91	پلاٹ رہائشی مکان کے لئے / تجارتی پلاٹ پر زکوۃ	115
92	جو مکان کرایہ پر چلانے کیلئے خرید / ضرورت سے زائد مکان /	116
	جس روپے مکان خریدے پر زکوۃ	"
93	اجارہ کی زمین پر زکوۃ / رہائشی مکان سامان / زیر استعمال چیزوں پر زکوۃ	117
94	مرغی فارم اور مچھلی پالن / ان اشیاء پر زکوۃ نہیں	118
95	بینک میں جمع شدہ مال پر زکوۃ / فیکسڈ ڈپازٹ پر زکوۃ	119
96	بینک اور انشورنس کے انٹرسٹ پر زکوۃ	120
97	باؤنڈز پر زکوۃ / موت کے معاوضہ پر زکوۃ	121
98	مالی تجارت پر زکوۃ	122
99	تجارتی سال کی زکوۃ کی شرائط	124
100	زکوۃ کیلئے سال گزرنا کیوں شرط ہے	125
101	کتنی تجارت پر زکوۃ / تجارت کی زکوۃ کو نکالنے کا طریقہ	128
102	قرض کی قسموں پر زکوۃ	129
103	نقد مال اور خرچ کی زکوۃ	131
104	تاجر ادھار اور نقد کی زکوۃ / زکوۃ کیلئے روزانہ کا حساب رکھنا ضروری ہے۔	132
105	آمدنی کا ہر سال حساب کرنا / تھوڑی بچت والا زکوۃ /	133
	ادائیگی میں کونسی قیمت کا اعتبار	"
106	جو رقم سال بھر میں گھٹتی بڑھتی کا حکم	134
107	بچت سے زیادہ قرض والے کا حکم / روپیہ بارہویں مہینہ میں خرچ کا حکم	135
	نقد مال تجارت سال کے خرچ کے بعد جو بچے اس پر زکوۃ	"
108	جس مال کی قیمت بدلتی رہتی ہو / تاجر کی قیمت خرید کا اعتبار یا موجودہ	136
109	قرض سے تجارت کی زکوۃ / روپیہ تجارت میں لگا /	137

Marfat.com

	تجارت میں نفع وخرچ کی زکوۃ	"
110	قابل فروخت مال منافع/گڑ کی زکوۃ/خرید کردہ بیج یا کھاد پر زکوۃ	138
111	مختلف نوعیت کے مال کی زکوۃ/	139
	جو مال بیوپاری کے حوالے کرے اس کی زکوۃ	"
112	منافع کی زکوۃ کیسے دی جائے/مال کی سپلائی پر زکوۃ	140
113	قرض لے کر کاروبار پر/صنعت پر/شرکت والے کاروبار پر زکوۃ	141
114	مقروض تاجر کو زکوۃ دینا کیسا ہے؟	142
115	جائیداد اور سامان تجارت کی زکوۃ/ادائے زکوۃ میں تاجر کی ایک سہولت	143
116	روزمرہ کی آمدنی والا کیلئے زکوۃ دے/آلات تجارت پر زکوۃ	144
117	کراکری پر زکوۃ/پرنٹنگ پریس کارخانوں پر زکوۃ	145
118	صنعتی اوزار کی دو قسمیں ان پر زکوۃ	146
119	ٹیکسی کے ذریعہ کرایہ کی رقم/کرایہ پر چلنے والے سامان پر زکوۃ	147
120	جو مال برآمد کیا جائے اس کی زکوۃ	148
121	اسٹیشنری کی دوکان زکوۃ/دوکان کی زکوۃ/بساط کی زکوۃ	149
122	ادویات پر زکوۃ/کتب خانہ کی زکوۃ/پرچون کی زکوۃ	150
123	جس دوکان کا حساب نہ ہو/دوکان چھوڑنے کی صورت میں زکوۃ	151
124	مویشیوں پر زکوۃ کیوں ہے؟	152
125	شریعت میں مویشیوں کی زکوۃ کی اہمیت	153
126	سائمہ جانور کیا ہیں؟	154
127	سائمہ جانور کسے کہتے ہیں؟	155
128	اونٹ کی زکوۃ	156
129	گائے بھینس کی زکوۃ/بکریوں کی زکوۃ	158
130	جو جانور استعمال میں ہو ان کی زکوۃ	160
131	کن جانوروں پر زکوۃ نصب نہیں/دودھ فروخت کرنے کی	161
	نیت سے پالی ہوئی بھینسوں/تجارتی مویشی کی زکوۃ کا حکم	"
132	زمین کی پیداوار	162
133	زکوۃ میں کیسا مال دیا جائے	163

Marfat.com

Marfat.com

134	زکوۃ میں کس قیمت کا اعتبار/حکومت زکوۃ کاٹ سکتی ہے/ سود کی رقم میں زکوۃ ادا کرنا۔	164
135	زکوۃ میں کس کرنسی کا اعتبار/غیر ملکی سکہ سے ادائے زکوۃ کا طریقہ	165
136	پیشگی زکوۃ دینے کی تفصیل	166
137	کیا مدارس کے سفراء عاملین میں داخل	167
138	زکوۃ کی تشہیر کرنا کیسا ہے؟	168
139	دوسرے شہروں میں زکوۃ بھیجنا	168
140	مستحق نہ ملنے پر زکوۃ کی رقم/فقرا کیلئے آمدنی کا ذریعہ بنانا	170
141	زکوۃ کی رقم سے غریبوں کو تجارت کرانا۔	171
142	زکوۃ کس کو لینا دینا جائز/مستحق کے حالات کی تفصیل ضروری ہے	172
143	زکوۃ کے زیادہ مستحق مدارس یا کالج	173
144	قابل توجہ بات	174
145	زکوۃ کا اندازاً دینا کیسا/بغیر حساب لگائے دیتے رہنا	175
146	زکوۃ کی رقم سے مہینہ مقرر کرنا/تھوڑی تھوڑی کرکے زکوۃ دینا	176
147	جتنی زکوۃ واجب سے زیادہ دینا' زائد دی گئی رقم کو آئندہ سال دینا	177
148	زکوۃ میں وکیل بنانا	178
149	زکوۃ میں حیلہ کرنا/حیلہ میں شرط لگانا۔	179
150	تملیک کیوں ضروری ہے؟	180
151	اشیاء میں زکوۃ دینا/قبرستان میں زکوۃ کی رقم دینا	181
152	زکوۃ کی رقم افطاری یا شبینہ/رقم سے دینی کتب اور قرآن مجید تقسیم کرنا	182
153	زکوۃ کی رقم سے کتابیں خریدنا/خریدی ہوئی کتابیں مطالعے کیلئے رکھنا	183
154	زکوۃ کی رقم سے سکول کا سامان خریدنا/اور رسالے جاری کروانا	184
155	زکوۃ کی رقم سے کارخانہ لگانا/مکان بنا کر غریب کو دینا	185
156	زکوۃ کی رقم کو مدرسین کی تنخواہ میں دینا/مدرسے کی تعمیر اور مکان خریدنا	186
157	موذن امام کو زکوۃ عشر دینا	187
158	زکوۃ کی رقم سے مبلغین کو وظائف/مسافر کو نہیں دینا/مسافر کا قرض ادا کرنا	188
159	مسافر کو رقم کے بجائے ٹکٹ خریدنا/اپنے خادم کو زکوۃ دینا	189

160	نوکر کے اضافہ تنخواہ کے مطالبے پر زکوۃ دینا	190
161	زکوۃ کی رقم سے میت کی تجہیز و تکفین/میت کے کفن کا ثواب زکوۃ دہندہ کا ہونا	191
162	زکوۃ کی رقم سے مردہ کا قرض ادا کرنا	192
163	سفید پوش/غریب لڑکیوں کی تعلیم/کثیر العیال کو زکوۃ دینا	193
164	مال دار ضرورت مند کو زکوۃ دینا	194
165	غیر مسلمانوں کی تعلیم گاہ میں/بلا لحاظ مذہب کو زکوۃ/مسکین کسے کہتے ہیں؟	195
166	یقینی مساکین کون؟	196
167	حکمی مساکین کون/پیشہ ور فقیروں کو زکوۃ	197
168	مال دار فقیر کو زکوۃ دینا/جو فقیر کمانے پر قادر ہو کر زکوۃ دینا	198
169	یتیم خانہ کو زکوۃ دینا	199
170	رسول اللہؐ کے خاندان کو زکوۃ دینا/ہاشمی اور سید کو زکوۃ دینا جائز نہیں	200
171	جسکی ماں سید ہو کو زکوۃ دینا/جو شجرہ نسب نہ رکھے کو زکوۃ دینا	201
172	سادات کو نہ دینے کی عقلی وجہ/سید کی بیوی کو زکوۃ دینا	202
173	رشتہ دار مسکین کو زکوۃ دینا/بھائی کو زکوۃ دے کر باپ پر/سوتیلی والدہ کو دینا	203
174	ادائے زکوۃ/سیلاب زدگان کو زکوۃ دینا	204
175	مد زکوۃ سے قیدیوں کو کھانا کھلانا/ان حضرات کو زکوۃ دینا	205
176	ان حضرات کو زکوۃ دینے سے ادا نہیں ہوتی	207
177	قرض کے نام سے زکوۃ دینا کیسا ہے؟	208
178	زکوۃ کی رقم دوسرے عنوان سے دینا	209
179	غیر مستحق کو زکوۃ دے دی گئی کا حکم	211
180	صدقہ فطر کے آداب	212
181	نصاب کیا ہے؟	213
182	صدقہ فطر واجب ہونے کا وقت	214
183	زکوۃ اور صدقہ فطر میں کیا فرق؟	116
184	صدقہ نفل کی فضیلت/صدقہ لینے والے کو ہدایت	218
185	اللہ کی راہ میں دینے والوں کو ہدایت	221
186	حکمی صدقات کا بیان	223
187	وقت کی اہم ضرورت	224

Marfat.com
Marfat.com

انتساب

حضور پُرنور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کے والدین کریمین طیبین طاہرین کے نام

اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ بلکہ اپنے گھر کا تمام کا تمام اسباب پیش کرنے والے یارِ غار سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بے نیام شمشیر کے نام جس کی چمک نے سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ کے وصال مبارک کے فوراً بعد مانعین زکوۃ کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا اور ان کی گردنوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے احکام باری تعالیٰ اطاعت رسولؐ کے آگے جھکنے پر مجبور کر دیا۔ میں اپنی بات سیدنا صدیق اکبرؓ کے اس ایثار پر ختم کرتا ہوں جو انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میں اپنا سب کچھ پیش کر دیا۔ جب محبوبؐ نے پوچھا کہ صدیق گھر کیا چھوڑ آئے ہو تو عرض کی یارسول اللہؐ

پروانے کو چراغ ہے اور بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

ناظم مدرسہ۔ ایس حافظ مختار احمد ساجد
خادم مدرسہ معین الاسلام رجسٹرڈ بسطامی روڈ لاہور پاکستان

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّيۡ وَسُلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

مَنۡ لَّمۡ يَشۡكُرِ النَّاسَ لَمۡ يَشۡكُرِاللّٰهِ (الحديث)

اظہارِ تشکر

اللہ پاک کالاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنی خاص رحمت وتوفیق سے مسائل زکوٰۃ کی کتاب مکمل کروائی- جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے-

اَقِيۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّكٰوۃَ

ترجمہ:-نماز قائم کرواور زکوٰۃ ادا کرو-

اسی طرح قرآن کریم میں بتیس (32) مقام پر نماز کے ساتھ ساتھ زکوۃ کا ذکر ہے- یہی اس کتاب کا عنوان بھی ہے اور اس سے پہلے احقر کی کتاب روح نماز اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں پیش کر چکے ہیں- اللہ پاک اپنے حبیب ؐ کے صدقہ سے ان کو قبول فرمائے- آمین-

جو یہ نئی کتاب زکوۃ کے مسائل جو صرف اللہ اور اس کے رسول ؐ کی خوشنودی کی خاطر بلا معاوظہ پیش کی جارہی ہے- اللہ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کے پڑھنے والوں کو اپنی توفیق سے آخرت کا ذخیرہ بنانے کی توفیق دے- آمین-

یہ حقیقت ہے کہ جو کچھ کام ہورہا ہے- یہ سب ربل العزت کی توفیق اساتذہ کرام

Marfat.com
Marfat.com

اور میرے مرشد کی نظر کرم جن کی فیض رس نگاہوں اور توجہ کا ثمرہ ہے کہ مجھے اس خدمت کے قابل بنایا۔ لیکن اس حقیقت کا اعتراف کرنے میں کوئی تامل وحجاب نہیں کہ دریائے علم کا جو قطرہ اس ناچیز کے حصے میں آیا ہے۔ وہ کسی تشنہ لب کو تو کیا سراب کرتا خود اس کی تشنگی رفع کرنے کے لئے بھی کافی نہیں۔ حدیث رسول ہے۔ ''بَلِّغُوْ عَنِّیْ وَ لَوْ آیَۃ'' کے تحت یہ دوسری کتاب زکوۃ کے مسائل کا مجموعہ ہدیہ ناظرین و حاضرین ہے۔ جس میں زکوۃ کے مسائل اور کن کن اموال اور کن کن لوگوں پر واجب ہے۔ نیز بنک میں جمع شدہ رقومات' تجارتی اموال' انشورنس' سیونگ سرٹیفکیٹ' شیئرز' فیکسڈ ڈپازٹ' شرعی اصول اور اس کے معرف قابل ذکر ہیں۔

اب میں اس کتاب میں معاونت کرنے والوں کا شکریہ ادا نہ کرنا انتہائی ناشکری ہوگی میری اس کاوش میں میرے محترم دوست حافظ صاحب جنہوں نے اپنا نام لکھنے سے منع کیا ہے۔ ان کی ابتداء ہی سے معاونت اور دعائیں میرے شامل حال رہیں اور ان کا بار بار پوچھنا کہ کام کہاں تک پہنچا ہے۔ میرے اس شوق کو مہمیز لگاتا رہا ہے۔ تاآنکہ میں اس کوشش میں کامیاب ہوا۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے پیارے حبیبؐ کے صدقہ ان پر اپنا خاص فضل فرمائیں اور ہمیشہ اپنی اور اپنے پیارے رسولؐ کی محبت میں سرشار رکھے۔ (آمین) میں تمام اساتذہ کرام خصوصی طور پر میرے استاد قبلہ قاری دوست محمد چشتی مدرس' مدرس ھذا کا شکرگزار ہوں۔ انہوں نے اس کتاب کے مسودہ کو حرفاً اور حرفاً پڑھا اور اغلاط کی نشاندہی فرما کر تصحیح کا موقع فراہم کیا۔

اللہ پاک صدقہ رسول ﷺ کے ان سب کے درجات بلند فرمائے اور دلی حاجات کو پورا فرما کر ان کی عمر دراز فرمائے۔ میرے محترم رفیق کار کے کاروبار میں برکت فرمائے اور میں ان سب محسنین کا تہہ دل سے ممنون اور شکرگزار ہوں کہ جنہوں نے میری

Marfat.com

رہنمائی فرمائی اور کسی طور پر مجھے مایوس نہیں ہونے دیا۔ اور میرے تمام معاونین جنہوں نے دامے درمے سخنے میری اس علمی کاوش میں مدد و معاونت فرمائی اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسولؐ کے صدقہ سے ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

احقر کی استدعا ہے کہ اس کتاب سے فائدہ حاصل کرنے والے حضرات میرے تمام رفاکار و معاسنین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں آمین ثم آمین

جس نے میری قضاء کو تسلیم کیا اور میری بلا یعنی مصیبت پر صبر کیا اور میری نعمتوں پر میرا شکر ادا کیا تو میں اس کو اپنے پاس صدیق لکھتا ہوں۔ اور جس نے میری قضاء کو تسلیم نہ کیا اور میری بلا یعنی مصیبت پر صبر نہ کیا اور میری نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا پس چاہیئے اُس کو میرے سوا کوئی اور رب تلاش کر لے۔

پڑوسی کو ستانے والا دوزخی ہے اگر چہ تمام رات عبادت کرے اور تمام دن روزہ دار ہوں۔

طالب دُعا

حضرت مولانا قاری دوست محمد چشتی

ایس حافظ مختار احمد ساجد

ناظم مدرسہ معین السلام لاہور پاکستان

Marfat.com

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَسَلِّمۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک غلط دستور کی اصلاح

مال اور اولاد دنیا کی چندروزہ زندگی کے بناؤ سنگار ہیں اور عمل نیک جن کا اثر دیر تک باقی رہنے والا ہے۔تمہارے پروردگار کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بہتر ہیں اور توقعات آخرت کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں۔

لوگو! تم کہیں بھی ہو موت تو تم کو آ کر رہے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

عموماً لوگ زیادہ ثواب حاصل کرنے کی حرص میں زکوٰۃ صرف رمضان ہی میں ادا کرتے ہیں اور بعض لوگ رجب کو زکوٰۃ کا مہینہ سمجھتے ہیں اور اسی میں زکوٰۃ نکالتے ہیں' اگرچہ مال زکوٰۃ پر سال رجب یا رمضان سے پہلے گزر چکا ہو' کیا ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جس اسلامی مہینے کی جس تاریخ کو کوئی شخص صاحب نصاب ہوا اس تاریخ کو یادرکھنا فرض ہے-ایک سال گزرنے کے بعد اسی ماہ کی اسی تاریخ کو زکوٰۃ واجب ہوگی' اس لئے اسی تاریخ کو زکوٰۃ کا حساب لگانا فرض ہے' ورنہ لاکھوں روپے ذمہ میں واجب رہ سکتے ہیں-مثلاً ایک شخص پر یکم جمادی الثانیہ یا یکم شعبان کو زکوٰۃ فرض ہوگئی تھی- یکم جمادی الثانیہ یا یکم شعبان کو اس کے پاس کل مال زکوٰۃ دس لاکھ مالیت کے برابر تھا' جمادی الثانیہ یا شعبان میں پانچ لاکھ کا کوئی مکان تعمیر کیا یا کسی کو ہدیہ دے دیا یا کسی اور مصرف میں لگا دیا اور یکم رجب یا یکم رمضان کو صرف پانچ لاکھ سرمایہ رہ گیا- ظاہر ہے کہ یہ شخص اگر رجب یا رمضان میں زکوٰۃ کا حساب لگائے گا تو صرف پانچ لاکھ کی زکوٰۃ کا حساب لگائے گا' جب کہ اس پر

Marfat.com
Marfat.com

دس لاکھ کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے' اس لئے یہ جو دستور ہو گیا ہے کہ زکوٰۃ کا حساب صرف رمضان یا رجب میں کرتے ہیں بالکل غلط ہے' اس کی اصلاح ضروری ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص حساب تو اپنے وقت پر لگا لیتا ہے مگر اداء کرنے کے لئے رمضان کا انتظار کرتا ہے تاکہ زیادہ ثواب ملے تو وہ اگرچہ مذکورہ بالا قباحت سے بچ جاتا ہے مگر اس میں بھی یہ خرابی ضرور ہے کہ اداء فرض میں بلا عذر تاخیر کرنے میں اندیشہ ہے کہ موت کا پیغام آ جائے اور یہ فرض ذمہ میں باقی رہ جائے' بسا اوقات وصیت کرنے کا موقع بھی نہیں ملتا یا موقع ملنے کے باوجود اس میں عموماً غفلت ہوتی ہے' بلکہ وصیت کے باوجود بسا اوقات ورثہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے' ایسی صورت میں موت کے بعد بھی اس فرض کا اداء ہونا ممکن نہیں ہوتا' اس لئے جب زکوٰۃ فرض ہو جائے تو اسے جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے' اس میں تاخیر کرنا صحیح نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (حافظ مختار احمد)

زکوٰۃ کے لغوی اور شرعی معنی:۔

زکوٰۃ کا ''زکا'' کا مصدر ہے جس کے معنی بڑھنے اور نشوونما پانے کے ہیں اور ''زکا کا فلان'' کے معنی ہیں۔ فلاں شخص صالح بن گیا۔ اس طرح زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکیزگی کے ہیں۔ زکوٰۃ ایک مالی فریضہ اور عبادت ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی ایک دینی فریضہ کی حیثیت سے جاری رہی ہے۔

اگرچہ نصاب زکوٰۃ مقدار زکوٰۃ اور مصرف زکوٰۃ کی صورتیں مختلف رہی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال کا کچھ نہ کچھ حصہ خرچ کرنے کی قدر مشترک سب میں یکساں ہے۔

قرآن مجید میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ متعدد بار آیا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مذہب اسلام میں نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ بھی فرض ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

صحابہ کرامؓ زکوۃ کے تفصیلی احکام نازل ہونے سے پہلے جو کچھ کماتے تھے اس سے اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد جتنا بھی مال بچ جاتا وہ سب خیرات کردیتے تھے۔

کمزوروں کی مدد کا جذبہ فطری جذبہ ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اس لئے زکوۃ کے ذریعہ کمزوروں کی مالی مدد کو مالداروں پر فرض قرار دیا گیا۔ مسلمان وہ نہیں کہ دولت کے نشہ میں کمزوروں کو بھول جائے بلکہ مالدار مسلمان پر ان کی امداد فرض ہے۔ اس مالی ہمدردی کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اس کو رکن اسلام قرار دیا گیا۔ گویا کمزوروں کو خوشحال اور زندہ رکھنا دین کا ایک عظیم رکن ہے۔

محاسن زکوۃ:-

(1) زکوۃ ادا کرنے سے تزکیہ یعنی برے اخلاق اور گناہوں سے پاکی اور صفائی حاصل ہوتی ہے۔ (2) تھوڑی محنت سے بہت بڑا اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔ (3) مال، اعمال، اخلاق میں برکت وترقی حاصل ہوتی ہے۔ (4) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ خیرات دینے والوں کے حق میں دعا فرمایا کرتے تھے اور آپ کے وصال کے بعد ہر خلیفہ اور امیر المومنین بھی دعا دیا کرتے تھے۔ (5) زکوۃ وصدقات دینے سے مصائب اور بلاؤں سے آدمی محفوظ رہتا ہے اور زکوۃ نہ دینے سے قحط سالی (بارش نہ ہونا) اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ (مسلمان کیلئے) مال کے واسطے دنیا میں مختلف واقسام کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، اس لئے زکوۃ ہرچند کہ بہت قلیل ہے مگر مال کی محبت ہم لوگوں کے دلوں پر اس قدر غالب آچکی ہے کہ زکوۃ کو جز وقلیل بھی دیتے ہوئے جی کڑتا ہے۔ غرض آدمی بالطبع زکوۃ کو ناپسند کرتا ہے اور وہ بھی لوگ ہیں کہ اس حکم کی تعمیل میں بہت ہی ٹال مٹول کرتے ہیں اور بہت سے لوگوں نے عملاً زکوۃ کو احکام الٰہی سے بالکل خارج کر رکھا ہے اور انکو ادائے زکوۃ کا انہیں بھول کر بھی خیال نہیں آتا اور جو دیتے ہیں تو ناحق کی چٹی سمجھ کر اور وہ بھی پوری نہیں دیتے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّلَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَابَخِلُوْابِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (۳: ۱۸۰)

ترجمہ:- جولوگ بخل کرتے ہیں اس کے ساتھ جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے۔ اس چیز کا قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا کرتے تھے اور اللہ پاک قرآن میں فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ ۳۴ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ ۳۵

جولوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں سو آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنادو- جس دن آتش جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں۔ (۱) (اور ان سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لئے جمع کر کے رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

خلاصہ تفسیر :-

''یعنی جو لوگ سونے چاندی کو جمع کرتے رہتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' ان کو عذاب دردناک کی خوشخبری سنا دیجئے -''

وَلَا یُنفِقُوْنَهَا کے لفظوں سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ جو لوگ بقدر ضروری اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو باقی ماندہ جمع کیا ہوا مال ان کے حق میں مضر نہیں'

حدیث میں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کَنَزْتُمْ میں داخل نہیں - (ابوداؤد احمد وغیرہ)

جس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نکالنے کے بعد جو مال باقی رہے اس کا جمع رکھنا کوئی گناہ نہیں' جمہور فقہاء وائمہ کا یہی مسلک ہے-

آیت میں اس عذاب الیم کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے- یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ۝ ۳۵

- یعنی زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کو یہ عذاب الیم اس دن ہو گا جب کہ ان کے جمع کیے ہوئے سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا' پھر اس سے ان کی پیشانیوں' پہلوؤں اور پشتوں پر داغی جائیں گی اور ان سے زبانی سزا کے طور پر کہا جائے گا کہ یہ وہ چیز ہے جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا' سو اپنے جمع کیے ہوئے سرمایہ کو چکھو' اس سے معلوم ہوا کہ جزائے عمل عین عمل ہے جو سرمایہ ناجائز طور پر جمع کیا تھا' یا اصل سرمایہ تو جائز تھا مگر اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو خود وہ سرمایہ ہی ان لوگوں کے لئے عذاب بن گیا-

اس آیت میں داغ لگانے کے لئے پیشانیوں' پہلوؤں' پشتوں کا ذکر کیا گیا ہے یا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تو اس سے مراد پورا بدن ہے اور یا پھر ان تین چیزوں کی تخصیص اس بناء پر ہے کہ بخیل آدمی جو اپنا سرمایہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نہیں چاہتا' جب کوئی سائل یا زکوٰۃ کا طلب گار اس کے سامنے آتا ہے تو اس کو دیکھ کر سب سے پہلے اس کی پیشانی پر بل آتے ہیں پھر اس سے نظر بچانے کے لئے یہ داہنے بائیں مڑنا چاہتا ہے' اور اس سے بھی سائل نہ چھوڑے تو اس کی طرف پشت کر لیتا ہے' اس لیے پیشانی' پہلو' پشت اس عذاب کے لئے مخصوص کیے گئے۔

(معارف القرآن ص ۳۶۳ جلد ۴)

زکوٰۃ کی وجہ تسمیہ:۔

زکوٰۃ کے لغوی معنی ہیں ''طہارت و برکت اور بڑھنا'' اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں اپنے مال کی مقدار معین کے اس حصہ کو جو کہ شریعت نے مقرر کیا ہے کسی مستحق نادار' مفلس کو مالک بنا دینا' زکوٰۃ کے لغوی و اصطلاحی معنی دونوں کو سامنے رکھ کر یہ سمجھ لیجئے کہ یہ فعل (کہ اپنے مال کی مقدار متعین کے ایک حصہ کا کسی مستحق کو مالک بنا دینا) مال کے باقی ماندہ حصے کو پاک کر دیتا ہے۔ اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عنایت فرمائی جاتی ہے اور اس کا وہ مال نہ صرف یہ کہ دنیا میں بڑھتا اور زیادہ ہوتا ہے بلکہ اخروی طور پر اللہ تعالیٰ اس کے ثواب میں اضافہ کرتا ہے اور اس کے مالک کو گناہوں سے اور دیگر بری خصلتوں مثلاً بخل وغیرہ سے پاک وصاف کر دیتا ہے' اس لیے اس فعل کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔

''زکوٰۃ'' کو صدقہ بھی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ فعل اپنے مال کا ایک حصہ نکالنے والے کے ایمانی دعوی کی صحت اور صداقت پر دلیل ہوتا ہے۔ (مظاہر حق جدید ص ۲۸۳ ج ۲

فرمان رسول ہے کہ مرد بغیر عورت کے مسکین اور عورت بغیر مرد کے مسکینہ ہے خواہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔ ایمان دار آدمی اپنی بیوی سے ناراض نہ رہا کرے۔ کیونکہ اس کی کوئی عادت اسے ناپسند ہو تو کوئی قابل پسند بھی تو ہوگی۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ کی تعریف وتفسیر:-

اپنے مال کی ایک خاص مقدار کا کسی ایسے نادار مفلس مسلمان کو مالک بنادینا جو نہ ہاشمی خاندان سے ہو، نہ اس شخص کا (شرعی نقطہ نظر سے) غلام ہو، اور اس عطیہ کے پیچھے نہ اس شخص کی کوئی دنیاوی منفعت اور کسی عوض کا لالچ بھی نہ ہو بلکہ محض خدا کی رضا پیش نظر ہو- شریعت میں لفظ زکوٰۃ کا یہی مطلب سمجھا جاتا ہے-(عالمگیری ص ۳ ج ۲ بحوالہ تبیین الحقائق درمختار)

مسئلہ مسلمان مستحق کو زکوٰۃ کے مال کا اس طرح مالک بنادینا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کی ہر طرح کی منفعت اس مال سے منقطع ہو جائے- لہذا زکوٰۃ ادا کرنے والا اپنی زکوٰۃ نہ اپنے اصل یعنی ماں، باپ، دادا، دادی، نانا نانی کو دے گا اور نہ اپنی فروع یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی اور نواسہ نواسی کو دے گا، اس لیے کہ ان کے دینے میں فی الجملہ اس کی منفعت ہے- (یعنی زکوٰۃ کا فائدہ اس کو پہنچ رہا ہے) (درمختار ص ٦ ج ٢، عالمگیری)

زکوٰۃ اور اس کا ثبوت:-

مسئلہ زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے اور ہر اس شخص پر فرض عین ہے جو شرائط (آئندہ جو بیان ہوں گی) پورا کرتا ہے-

زکوٰۃ ۲ ہجری میں فرض ہوئی اور دین (اسلام) میں اس کا فرض ہونا بہر حال سب کو معلوم ہے- اس کی فرضیت کتاب، سنت در اجماع سے ثابت ہے- قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے- ''واتو الزکوٰۃ'' یعنی زکوٰۃ ادا کرو-

ایک اور حدیث میں سلیم بن عامر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں- ''ابوامامہؓ سے میں نے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حجۃ الوداع والی تقریر سنی ہے جس میں حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو، اپنی پنجگانہ نمازیں پڑھا کرو اور رمضان آئے تو

روزہ رکھواور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو تو جنت میں جاؤ گے-"

ان کے علاوہ اور بھی احادیث اس ہی مضمون کی ہیں- رہا اجماع سو تمام امت اس امر پر متفق ہے کہ زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے جس کی خاص شرائط ہیں- (کتاب الفقہ ص ۶۵۹ جلد ۱)

مسئلہ درمختار و شامی میں ہے کہ زکوٰۃ کا حکم قرآن کریم میں نماز کے ساتھ ۳۲ جگہ آیا ہے اور نماز کے علاوہ جو ذکر آیا ہے وہ نہیں لکھا- (فتاوی دارالعلوم ص ۱۴ جلد ۲)

نماز اور زکوٰۃ میں کمال اتصال:-

قرآن حکیم میں نماز اور زکوٰۃ کا ساتھ ساتھ ذکر آیا- یہاں اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ فرمایا کہ نماز پڑھو وہاں ہی وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ بھی فرمایا کہ زکوٰۃ بھی دو-

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا- اے موسیٰ! نماز اور زکوٰۃ دونوں توام ہیں یعنی جڑواں اور ملے ہوئے ہیں- ایک کو دوسرے کے بغیر ہرگز قبول نہیں کروں گا- (شرح شرعۃ الاسلام صفحہ ۱۷۵)

پس نماز کی قبولیت کے لئے اغنیاء پر ضروری ہے کہ زکوٰۃ ادا کریں اور زکوٰۃ کی قبولیت کے لئے لازمی ہے کہ نماز پڑھیں- دونوں لازم وملزوم ہیں- اسی شدت اتصال اور تعلق کا اظہار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے اس وقت کیا جب کہ منکرین زکوٰۃ نے زکوٰۃ کا انکار کیا تو آپ نے فرمایا-

والله لا قاتلن من فرق بين الاصلوة و الزكوٰة

اللہ کی قسم میں اس سے ضرور جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے-

کہ نماز کو فرض مانے اور زکوٰۃ کا انکار کرے- نماز کا مقر ہو اور زکوٰۃ کا منکر- وہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ضرور قابل جہاد ہے کیونکہ اس نے نماز اور زکوۃ میں تفریق کی کہ نماز کو فرض ماننے اور زکوۃ کی فرضیت سے انکار کرے) زکوۃ حق المال ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا:۔

خدا کی قسم بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر ان سے جہاد کروں گا۔ فاروق اعظم فرماتے ہیں واللہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے اس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔ ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ نازل ہوئی مسلمانوں پر شاق ہوئی (سمجھے کہ چاندی سونا جمع کرنا حرام ہے تو بہت دقت کا سامنا ہوگا)"

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں تم سے مصیبت دور کر دوں گا۔ حاضر خدمت اقدسؐ ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! یہ آیت حضورؐ کے اصحاب پر گراں معلوم ہوئی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوۃ تو اس لیے فرض کی کہ تمہارے باقی مال کو پاک کر دے اور مواریث اس لیے فرض کیے کہ تمہارے بعد آنے والوں کے لئے ہو (یعنی مطلقاً مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکوۃ سے مال کی طہارت نہ ہوتی بلکہ زکوۃ کس چیز پر واجب ہوتی اور میراث کا ہے میں جاری ہوتی بلکہ جمع کرنا مال حرام وہ ہے کہ زکوۃ اس میں نہ دے۔

مسئلہ زکوۃ فرض ہے۔ اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور مردود ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ زکوۃ اسلام کا پل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں۔ "جو میرے چھ چیزوں کی کفالت کرے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ میں نے عرض کی وہ کیا ہے؟۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز، زکوۃ، امانت، شرمگاہ، شکم و زبان۔

زکوٰۃ کے احکام کا جاننا کب فرض ہے؟:-

مسئلہ آدمی جب تک نصاب زکوٰۃ یعنی ساڑھے سات تولہ سونا ۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام یا ساڑھے باون تولہ ۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت کے برابر نقدی، سامان تجارت وغیرہ کا مالک نہ ہو اس وقت تک اس کو احکام عملیہ زکوٰۃ سیکھنا فرض اور ضروری نہیں گو اعتقاد فرضیت کا فرض ہے اور زکوٰۃ ہر مسلمان، عاقل، بالغ آزاد پر فرض ہے جو نصاب کا بملک تمام مالک ہو اور اس مال پر ایک سال بھی گزر جائے اور ایسے قرض سے بھی فارغ ہو کہ جس کا مطالبہ کسی بندہ کی طرف سے نہ ہو اور یہ مال حاجت اصلیہ سے بھی زائد ہو تو ان شرائط کے ساتھ زکوٰۃ واجب ہوتی اب ان قیدوں کا فائدہ معلوم کریں۔ تفصیل یہ ہے۔

فرضیت زکوٰۃ اور اس کی شرائط:-

مسئلہ زکوٰۃ کن پر فرض ہے اور اس کی شرطیں کیا ہیں؟

اول اسلام:- لہٰذا ہر انسان پر مسلمان ہو جانے کے بعد سے زکوٰۃ لازم آئے گی۔ اس سے پہلے زمانہ کفر کی زکوٰۃ اس پر لازم نہیں ہو گی کیونکہ وہ کفر کی حالت میں تھا۔ کفر پر زکوٰۃ نہیں مسلمان ہونے کے بعد زکوٰۃ واجب ہو گی۔ زکوٰۃ عبادت ہے اور عبادت مسلمان پر ہے۔ کافر پر نہیں۔

دوم بلوغت بالغ:- نابالغ بچہ کے مال پر زکوٰۃ لازم نہیں۔ جب بالغ ہو گا تو وقت بلوغ سے زکوٰۃ کے سال کی ابتداء ہو گی۔ لیکن وقت بلوغ سے مجنون ہی تھا تو اب اس کے مال کی ابتداء ہوش میں آنے کے وقت سے ہو گی۔ (عالمگیری، درمختار)

Marfat.com

سوئم عقل:- مجنون پر زکوٰۃ نہیں بشرطیکہ پورا سال جنون میں گزرا اور اگر شروع اور آخر سال میں افاقہ ہو جاتا ہے تو زکوٰۃ لازم ہو گی اور اگر دوران سال میں کبھی کبھی افاقہ ہو جاتا ہے تو اس میں اختلاف ہے- بعض کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں-

چہارم آزاد ہونا:- شرعی عبد یعنی غلام پر زکوٰۃ نہیں-

پنجم شرط نصاب ہے:- نصاب سے کم مال میں زکوٰۃ نہیں اگر زکوٰۃ دے دی اور بعد میں مالک نصاب ہو گیا تو یہ زکوٰۃ میں شمار نہ ہو گا- نصاب مال کی اس شرعی مقدار کو کہتے ہیں جس میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے جس کا بیان آگے آتا ہے- اگر اس مقدار سے مال کم ہے تو زکوٰۃ فرض نہیں-

ششم ملک تام:- تام ملک جب ہو گی کہ ملک کے ساتھ قبضہ بھی ہو- رہن رکھی ہوئی چیز پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ راہن کا اس پر قبضہ نہیں اور مرتہن پر بھی زکوٰۃ نہیں کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں جب رہن کو چھڑا لیا جائے گا تو اب راہن اس کا مالک بملک تام ہو گا- اب سے حولان حول یعنی ایک سال گزرنے کے بعد اس پر زکوٰۃ لازم ہو گی- اسی طرح اس مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں جس کو خریدا اور خریدا مگر قبضہ سال گزرنے کے بعد کیا تو بائع اور مشتری کسی پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ خریدار کا قبضہ نہ ہونے کے سبب خریدار اس کا بملک تام مالک نہیں ہوا اور بائع اس کو بیچ چکا- بیچنے کے سبب وہ اس کا مالک نہیں رہا- یہی حال اس مال کا ہے جو دریا میں گر گیا یا جنگل میں دفن کیا اور جگہ یاد نہیں رہی یا قرض دار نے قرض کی ادائیگی سے انکار کر دیا اور قرض خواہ کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں- ان سب صورتوں میں قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے مالک بملک تام نہیں ہو گا- لہذا سالہا سال گزرنے کے بعد اگر یہ مال مل بھی جائے تو گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ نہیں دی جائے گی- البتہ ملنے کے وقت سے زکوٰۃ کا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

سال شروع ہوگا - اسی طرح غصب شدہ مال کا حال ہے جس پر گواہ نہیں یا کسی ناواقف شخص کے پاس امانت رکھی اور یاد نہیں رہا کہ کس کو دیا تو بھی زکوٰۃ نہیں -

ہفتم حولانِ حول یعنی ایک سال گزر جانا بھی شرط ہے :- سال سے قمری سال مراد ہے - لہذا ایک سال سے قبل زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی - زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے قمری سال یعنی بارہ مہینہ گزر جانا بھی ضروری ہے اسی طرح مال کا مالک کی ملک میں رہنا بھی ضروری ہے - اگ بیچ میں بالکل مال نہ رہا تو زکوٰۃ نہیں ہاں اول آخر یعنی اگر شروع اور آخر سال میں نصاب کامل ہے مگر درمیان میں کچھ کمی ہوگئی تھی تو زکوٰۃ فرض ہے اور اگر بقدر نصاب درمیان میں قرض ہوگیا تو یہ بھی مثل ہلاک ہونے کے ہے اور بیچ میں مال ہلاک ہونے سے زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی لہذا اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہوگی -

ہشتم فراغ :- یعنی نصاب کا اس قرض سے فارغ ہونا ہے جس کا مطالبہ کسی بندہ کی جانب سے ہو خواہ بحق عبد ہو جیسے اس کے ذمہ قرض یا خرید کی ہوئی چیزوں کی قیمت کا مطالبہ ہو یا کسی چیز کا تاوان دینا ہو یا کفیل ہوگیا ہو - کفالت میں روپیہ دینا ہے یا اللہ کی طرف سے اس کے ذمہ رقم ادا کرنے کا مطالبہ ہو مثلاً زکوٰۃ کا روپیہ اس کے ذمہ ہے تو اگر ان رقموں کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا تو زکوٰۃ لازم نہیں - ہاں نذر، قربانی، حج، کفارات اور صدقہ عید الفطر کی رقوم اس کے ذمہ ہیں ان کو علیحدہ کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتا تو مانع زکوٰۃ نہیں کیونکہ ان رقوم کے مطالبہ کا بندوں کو حق نہیں اگرچہ قیامت میں اس کا مطالبہ ہو گا - اسی طرح اگر مہر کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو یا نفقہ زوجہ منجانب حاکم مقرر ہوا ہو یا آپس کی رضامندی سے لازم کر لیا گیا ہو تو یہ رقوم دین ہوں گی - ان رقوم کو منہا کر کے اگر نصاب باقی نہیں رہتا تو زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی مگر مہر موجل جس کا عادۃ عورت کی طرف سے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مطالبہ نہیں ہوتا یہ قرض ایسا ہے کہ مانع زکوۃ نہیں- نیز بھی یاد رہے کہ قرض زکوۃ میں مانع ہوتا ہے مگر عشر اور خراج میں نہیں- قرضدار کو بھی عشر اور خراج دینا اس پر لازم ہے-

نہم مال کا حاجت اصلیہ سے زائد ہونا ہے:- حاجت اصلیہ میں سکونت کا امکان' گرمی سردی مال نامی ہونا شرط ہے-

مال نامی تین قسم کا ہے-(۱) سونا چاندی (۲) مال تجارت اور (۳) سائمہ یعنی چرنے والے جانور لہذا زکوۃ ان تینوں مالوں کے سوا کسی اور میں نہیں مگر سونے چاندی میں استما یعنی نمو اور ترقی حاصل کرنے کی جب ہی صلاحیت ہوگی کہ وہ اس کے یا اس کے نائب کے قبضہ میں ہو مگر مال جو زیر زمین دفن ہے اور جگہ معلوم نہ رہی تو اس کو نمو اور ترقی معدوم ہو گئی- لہذا نامی نہ رہنے کے سبب اس مال میں زکوۃ نہیں رہی- اسی حکم میں وہ قرض اور مال مغصوبہ ہے جس پر کوئی گواہ نہیں-

مال تجارت پر زکوۃ' لیکن مال تجارت' تجارت کا مال اس وقت بنے گا جب بوقت خرید تجارت کی نیت ہو اور وہ مال کے بدلہ میں ہو لہذا صدقہ' ہبہ' میراث اور وصیت کا مال کہ اس میں سرے سے مال کا بدلہ ہی نہیں ہے اور مہر' بدل خلع' قتل عمد کی صلح میں مال کہ اس میں مال کے بدلہ میں مال نہیں ہے- لہذا یہ مال تجارت نہیں کہلائے گا اگرچہ اس میں ان مالوں کے ہاتھ میں آنے کے وقت تجارت کی نیت بھی کر لی جائے تب بھی یہ مال تجارت نہ بنے گا-

اگر قرض پر عادل گواہ موجود ہیں قرضدار نے کئی سال کے بعد یہ مال قرض خواہ کو دیا تو گذشتہ زمانہ کی زکوۃ دینی ہوگی- کیونکہ اس زمانہ میں مال معدوم نہیں سمجھا جائے گا بوجہ گواہ موجود ہونے کے- نمو اور ترقی کا امکان بھی ختم نہیں ہوا لہذا مال نامی ہونے کا حکم دیا جائے گا- ہاں قرضدار بھاگ گیا جس کو طلب نہیں کر سکتے یا مال گم ہو گیا جس کا پتہ نہیں اگر

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

وہ مال مل گیا تو گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ نہیں کیونکہ نمو اور ترقی اور انتفاع اس سے ناممکن ہو گیا تھا اس لیے نامی کے حکم میں نہیں رہا۔

شرائط صحت ادا:۔

سوال:۔ وہ شرائط تو معلوم ہو گئیں جن کے بعد زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے مگر وجوب کے بعد ادائیگی صحیح طریق پر ہو اس کے لیے کیا شرائط ہیں۔ وہ بھی بیان فرمائیں؟

جواب:۔ اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔ اول نیت' دوم تملیک

پہلی شرط نیت:۔

سوال:۔ نیت کا مطلب کیا ہے؟

جواب:۔ نیت کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے کے وقت اللہ کے حکم کی اطاعت اور اس کی خوشنودی اور رضا کا ارادہ ہو جس میں یہ شرط ہے کہ یہ نیت زکوٰۃ دینے کے وقت ہو اگر بغیر نیت زکوٰۃ دی تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی اور اگر دینے کے وقت تو بھول گیا نیت نہ کی تو اتنی گنجائش ہے کہ جب تک دیا ہوا مال فقیر کے ہاتھ میں ہے اس نے اسے صرف نہیں کیا تو اب بھی یہ نیت کر سکتا ہے کہ یہ مال میں نے اس کو زکوٰۃ کا دیا ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

اور اگر خود مالک نے نہ دیا بلکہ کسی کو وکیل کر کے اس کے ہاتھ سے دلوایا تو وکیل کو دینے کے وقت یہ نیت کر لے کہ زکوٰۃ دینے کے ارادہ سے اس وکیل کو یہ مال سپرد کر رہا ہوں پھر چاہے وکیل فقراء کو دیتے وقت نیت زکوٰۃ نہ کرے زکوٰۃ ادا ہو گئی کیونکہ اصل میں نیت مالک کی معتبر ہے اور وہ موجود ہے۔

اگر مال زکوٰۃ علیحدہ رکھنے کے وقت نیت ہو' پھر اگر فقیر کو زکوٰۃ دینے کے وقت

Marfat.com

نیت نہ ہو تو حرج نہیں زکوٰۃ ادا ہوگئی کیونکہ علیحدگی کے وقت جو نیت کرلی تھی وہ کافی ہے لیکن صرف جدا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جب تک کہ فقیر کے ہاتھ میں نہ پہنچے۔

اگر مالک مر گیا تو یہ مال جدا شدہ زکوٰۃ کا شمار نہ ہوگا بلکہ میراث ہوگا۔ ہاں زکوٰۃ وصول کرنے والے کے ہاتھ میں پہنچ کر یہ مال ضائع ہوگیا تو میراث نہ ہوگا۔ اس کا ہاتھ فقیر کے ہاتھ کے مثل ہے گویا فقیر کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔

جب نیت کا اعتبار ہے تو زبان سے کچھ ہی کہے زکوٰۃ ہی ادا ہوگی۔ اگر عیدی کا نام کرکے دیا یا قرض کہہ کر یا انعام کہہ کر غریب کو دیا۔ ہر صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی کیونکہ مالک کی نیت زکوٰۃ کی ہے خواہ نام کچھ ہی رکھ کر دے۔ بعض دفعہ لینے والے کو زکوٰۃ کے نام سے شرمندگی ہوتی ہے۔ اس صورت میں شرمندگی نہ ہوگی یہ شرط نہیں ہے کہ فقیر کو بھی اس کا علم ہو کہ یہ زکوٰۃ ہے اور اس کو زکوٰۃ کے نام سے دیا جائے یہ کہہ کر کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے یہ کہنا ضروری نہیں۔

دوسری شرط تملیک ہے:۔

سوال:۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب:۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جو مال زکوٰۃ میں دینا چاہتے ہو اس کا کسی غریب نادار مفلس کو مالک بنانا ضروری ہے بغیر اس کے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مثلاً اس نے زکوٰۃ سے کھانا خرید کر غریبوں کو کھلا دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ کھانا کھلانے میں کھانا مباح کیا ہے اس کھانے کا مالک نہیں بنایا ہے۔ فرق یہ ہے کہ مباح کرنے میں صرف کھانا ہی جائز ہے اور کوئی تصرف جائز نہیں حتی کہ اس میں سے دوسرے شخص کو بھی کھانے کے لیے نہیں دے سکتا اور اگر مالک بنا دیا جائے تو اس کو ہر قسم کے تصرف کا حق حاصل ہوگا خود کھا بھی سکتا ہے اور

Marfat.com

دوسروں کو دے بھی سکتا ہے' غرض کہ اباحت اور تملیک میں یہی فرق ہے کہ اباحت میں جس چیز کو جس کام کے لیے دیا ہے وہی کام جائز ہوگا تملیک میں کل تصرفات جائز ہیں خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے کو بھی دے سکتا ہے۔ بیچ بھی سکتا ہے' اسے تمام حقوق ملکیت حاصل ہو جاتے ہیں۔

پس زکوٰۃ میں مال کا مالک بنانا ضروری ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی نفع کا مالک بنایا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مثلاً پچاس روپیہ زکوٰۃ کے دینے ہیں تو بجائے رقم دینے کے پچاس روپیہ ماہوار کے اپنے کرایہ کے مکان میں آباد کر دیا اور کرایہ معاف کیا۔ اس نفع کو زکوٰۃ میں شمار نہیں کیا جائے گا کیونکہ کسی مال کا مالک بنانا ضروری ہے۔ یہاں نفع کا مالک بنایا مال کا نہیں۔ لہذا زکوٰۃ نہیں ادا ہوئی۔

اسی طرح قرض سے بری کرنا بھی زکوٰۃ میں محسوب نہ ہوگا۔ مثلاً ایک غریب کسی مالدار کا پچاس روپیہ کا قرض دار تھا اس نے پچاس روپے معاف کر دیے اور کہا بسلسلہ زکوٰۃ معاف کیے دیتا ہوں تو بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جب تک کہ نقد مال کا مالک نہ بنائے۔

جب مال کا مالک بنانا ضروری ہے تو ظاہر ہے زکوٰۃ کا روپیہ کفن میں' مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں بھی نہیں صرف کیا جا سکتا۔ کیونکہ نہ مردہ مالک ہو سکتا ہے اور نہ مسجد مدرسہ ہاں اس کے لیے یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی غریب کو زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنا کر اس سے کہا جائے کہ تم اپنی طرف سے کفن یا مسجد اور مدرسہ میں یہ روپیہ لگا دو دونوں کو ثواب ہوگا۔

مالک بنانے میں یہ شرط ہے کہ لینے والا اتنی عقل رکھتا ہو کہ قبضہ کو جانے دھوکہ نہ کھائے۔ چھوٹے بچہ کو اگر زکوٰۃ دی کہ وہ قبضہ کو جانتا ہو۔ پھینک نہیں دیتا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر بہت ہی چھوٹا بچہ ہے تو ضروری ہے کہ اس کی طرف سے اس کا باپ یا ولی یا کوئی عزیز یا کوئی شخص ہو جو اس کے ساتھ ہو تو وہ قبضہ کر لے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ کے فائدے

سوال:- زکوٰۃ کے کیا فائدے ہیں؟

جواب:- غرباء کا بھی فائدہ ہے اور زکوٰۃ دینے والے کا بھی- زکوٰۃ دینے والے کو ایک عظیم فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ مخلوق اور خالق دونوں کا محبوب ہو جاتا ہے-

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کا مال کم نہیں ہوتا- جو دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ میں اور مال رکھ دیتا ہے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے-

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۝

ترجمہ:- جو کچھ تم نے خرچ کیا اللہ اس کی جگہ اور مال رکھ دے گا اور یہ بہتر رزق پہنچانے والا- (پ۲۲ رکوع ۱۱)

بلکہ جتنا دیا ہے اس سے بہت ہی زیادہ عطا فرمائے گا- اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے-

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ط وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۝

ترجمہ:- جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ایک دانہ کی سی ہے کہ جس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو سو دانہ ہو اور جس کو چاہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ کئی گنا عطا فرمائے گا اور وہ

Marfat.com
Marfat.com

وسعت والا اور علم والا ہے۔

پس یقین رکھو کہ زکوٰۃ دینے والے کے مال میں کسی طرح کی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ دے گا اور بہت دے گا۔ خدا کے وعدوں پر ایمان کامل رکھو۔ خوش دلی اور فراخدلی کے ساتھ زکوٰۃ دو۔ حدیث شریف میں ہے۔

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ (مشکوۃ) کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ حالانکہ بظاہر کمی ہو رہی ہے مگر حقیقت میں مال بڑھ رہا ہے۔ پس ظاہر کو نہ دیکھو۔ جس طرح معافی میں بظاہر ذلت ہے مگر حقیقت میں عزت۔ تواضع میں پستی ہے مگر حقیقت میں رفعت و بلندی ہے۔ پھر ظاہری کمی سے نہ ڈرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا۔

اَنْفِقْ يَا بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا ۝ اے بلال خرچ کر اور صاحب عرش سے مت ڈر کہ وہ کم کر دے گا خدا پر قوی اعتماد اور بھروسہ رکھ۔

تیسرا فائدہ حرص و بخل سے طہارت اور تزکیہ حاصل ہوتا ہے۔ بخل اور حرص جس میں ہو لوگوں کو اس سے نفرت اور کراہت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت بشیر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخیل کے دیکھنے اور ملنے سے ہی قلب کو تکلیف ہوتی ہے۔ لہذا زکوٰۃ سے انسان میں اس مکروہ وصف کا ازالہ ہوتا ہے۔ عطا و بخشش کا محبوب وصف اس میں پیدا ہوتا ہے۔ بخل کی ذلت سے نجات ملتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس نے زکوٰۃ ادا کی وہ بخیل نہیں۔

فائدہ نمبر ۴۔ لوگوں پر احسان کرنا اللہ تعالیٰ کے قرب و معیت کا ذریعہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (پ ۲۱ رکوع ۴) کہ اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ محسن کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل خاصہ ہوتی ہے۔

اور ایک حدیث میں زکوٰۃ کو مال کا میل قرار دیا گیا ہے کہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

یعنی بلاشبہ یہ زکوٰۃ کا مال لوگوں (کے مال) کے میل کے سوا کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ اسی میل سے ان مالوں کو پاک صاف کرنے کے لئے ارشاد خداوندی ہے کہ۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا ط

ترجمہ:۔"ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مالوں) کو پاک کر دیجئے اور انہیں زکوٰۃ کے ذریعہ پاک باطن کر دیجئے۔" (سورۃ توبہ آیت ۱۰۳ پارہ ۱۰)

ابوداؤد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لئے فرض کی ہے کہ (کہ اس کے ذریعہ) تمہارے بقیہ مال کو پاک صاف کر دے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۴ ج ۱)

زکوٰۃ کے تین پہلو اور فائدے:۔

زکوٰۃ میں نیکی اور افادیت کے تین پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ مومن بندہ جس طرح نماز کے قیام اور رکوع وسجود کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی بندگی اور تذلل و نیازمندی کا مظاہرہ جسم و جان اور زبان سے کرتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت اور اس کا قرب اس کو حاصل ہو۔ اسی طرح زکوٰۃ ادا کر کے وہ اس کی بارگاہ میں اپنی مالی نذر اسی غرض سے پیش کرتا ہے اور اس بات کا عملی ثبوت دیتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اسے اپنا نہیں بلکہ خدا کا سمجھتا اور یقین کرتا ہے اور اس کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے وہ اس کو قربان کرتا اور نذرانہ چڑھاتا ہے۔

زکوٰۃ کا شمار "عبادات" میں اسی پہلو سے ہے دین و شریعت کی خاص اصطلاح

Marfat.com

میں ''عبادات'' بندے کے انہی اعمال کو کہا جاتا ہے جن کا خاص مقصد و موضوع اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی عبدیت اور بندگی کے تعلق کو ظاہر کرنا اور اس کے ذریعہ اس کا رحم و کرم اور اس کا قرب ڈھونڈنا ہو۔

دوسرا پہلو زکوۃ میں یہ ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ضرورت مند اور پریشان حال بندوں کی خدمت و اعانت ہوتی ہے۔ اس پہلو سے زکوۃ اخلاقیات کا نہایت ہی اہم باب ہے۔

تیسرا پہلو اس میں افادیت کا یہ ہے کہ حب مال (مال کی محبت) اور دولت پرستی جو ایک ایمان کش اور نہایت مہلک ''روحانی بیماری ہے'' زکوۃ اس کا علاج اور اس کے گندے اور زہریلے اثرات سے نفس کی تطہیر اور تزکیہ کا ذریعہ ہے۔ (معارف الحدیث ص ۲۰ ج ۴)

زکوۃ کا ایک اور مقصد:۔

اسلام یہ نہیں چاہتا کہ دولت کسی ایک گروہ کی ٹھیکیداری میں آجائے یا سوسائٹی میں کوئی ایسا طبقہ پیدا ہو جائے جو دولت کو خزانہ بنا بنا کر جمع کرے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ دولت ہمیشہ سیر و گردش میں رہے اور زیادہ سے زیادہ تمام افراد قوم میں پھیلے اور منقسم ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اس نے ورثاء کے لئے تقسیم و اسہام کا قانون نافذ کر دیا اور اقوام عالم کے عام قوانین کی طرح یہ نہیں کیا کہ خاندان کے ایک ہی فرد کے قبضہ میں رہے جوں ہی ایک شخص کی آنکھیں بند ہوئیں اس کی دولت جو اس وقت تک تنہا ایک جگہ میں تھی اب وارثوں میں بٹ کر کئی جگہوں میں پھیل جائے گی اور پھر ان میں سے ہر وارث کے وارث ہوں گے اور اسے بانٹتے اور پھیلاتے رہیں گے۔ (حقیقت الزکوۃ ص ۲۰)

غرباء اور کمزوروں کی دعائیں لینا یہ ہزار درجہ بہتر ہے زکوۃ نہ دے کر ان کا حق اپنے پاس رکھنے سے کہ یہ نفرت اور کراہت کا باعث ہے۔ جب کہ زکوۃ کا دینا قبولیت اور

Marfat.com

محبوبیت کے مقام پر پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ خدا کی مدد اور رحمت کمزوروں اور ضعیفوں کی خدمت اور امداد سے حاصل ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَ تُرْزَقُوْنَ اِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ

''تم کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور رزق ضعیفوں کی برکت اور ان کی دعاؤں کے سبب پہنچتا ہے۔''

زکوٰۃ مال کا میل ہے:

جیسے گنے کے رس کو پکا کر جب اس کا گڑ یا شکر بناتے ہیں تو کچھ دیر پکنے کے بعد اوپر جھاگ کی شکل میں کچھ میل آ جاتا ہے جس کا نکالنا ضروری ہوتا ہے' اگر اس کو پورے رس سے علیحدہ نہ کیا جائے' پورا مال گندہ' خراب اور بدشکل تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح بقدر نصاب مال پر جب ایک سال کی مدت گزر جاتی ہے تو اس کا میل نکل کر اوپر آ جاتا ہے جس کی خبر چشم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ کر کے ہمیں دیدی ہے' اگر اس میل کو جو چھٹ کر خود بخود علیحدہ ہو چکا ہے' دوبارہ اس میں شامل کر دیا جائے تو پورا مال خراب ہو جاتا ہے اور جس طرح صاف اور عمدہ مال کی مارکیٹ میں وہ گندہ اور میلا گڑ شکر نہیں چل سکتا' اسی طرح یہ مال اس صاحب ثروت (مالدار) آدمی کے اچھے کاموں میں خرچ نہ ہوگا بلکہ طرح طرح کی ناگہانی اور غیر متوقع آفتوں میں خرچ ہو کر ضائع و تباہ ہوگا۔ جس کا ارشاد اوپر والی حدیث میں ہے۔

شریعت کا اگر صرف نظام زکوٰۃ ہی مکمل طور پر قائم ہو جائے تو دنیا کی آدھی سے زیادہ مصیبتیں و پریشانیاں خود بخود دور ہو جائیں۔ مالدار جب غریب کے پاس رقم (زکوٰۃ و صدقات وغیرہ) لے کر پہنچتا ہے اور چپکے سے اس کے حوالہ کر دیتا ہے تو اس غریب کے دل میں جو اس کے مال سے بغض و حسد کی چنگاری سلگی رہتی ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بجھ جاتی ہے اور خود یہ مالدار جب غریبوں سے قریب ہوتا ہے اور ان کی پریشانیاں اور مشکلات اس

Marfat.com

کے سامنے آتی ہیں تو اس کے اندر اپنی خوش حالی پر خدا تعالیٰ کے لئے جذبہ تشکر پیدا ہوتا ہے اور وہ مال کی قدر کو پہنچتا ہے۔ (ترغیب ص ۱۶۹ ج ۲)

عالم برزخ میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں دیکھا آپ ؐ نے فرمایا ایک قوم پر گزر ہوا کہ ان کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مویشی کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ آپ ؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ (نشر الطیب ص ۵۱)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے جو سزائیں خدا تعالیٰ نے آخرت میں تجویز فرمائی ہیں وہ تو الگ ہیں۔ یہ عذاب تو حشر سے شروع ہو جائے گا جس طرح بعض سنگین مجرموں پر مقدمہ فیصل ہونے سے پہلے ہی کچھ سختیاں حوالات ہی سے ہونے لگتی ہیں اور عدالت میں بھی ان کو ذلت و رسوائی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کے ان باغی مجرموں کے ساتھ حشر میں ایسا ہی ہوگا۔ (ترغیب ص ۱۸۲ ج ۲)

حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) اس کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ؐ ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم ص ۳۲ ج ۱۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی اس نے اس کے شر کو دور کر دیا۔ (کنز العمال مجمع الزوائد ص ۶۳ ج ۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعے محفوظ کرو اپنے بیماروں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کا صدقہ سے علاج کرو اور مصائب کے طوفان کا دعاء و تضرع سے مقابلہ کرو۔ (ابوداؤد)

مال و دولت کی حیثیت انسانی معیشت میں وہی ہے جو خون کی بدن میں ہے۔ اگر خون کی گردش میں فتور آ جائے تو انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور بعض اوقات دل کا دورہ پڑنے سے انسان کی اچانک موت واقع ہو جاتی ہے۔

ٹھیک اسی طرح اگر دولت کی گردش منصفانہ نہ ہو تو معاشرہ کی زندگی خطرہ میں ہوتی ہے اور کسی وقت بھی حرکت قلب بند ہو جانے کا خوف طاری رہتا ہے۔ حق تعالیٰ نے دولت کی منصفانہ تقسیم اور عادلانہ گردش کے لئے جہاں اور بہت سی تدبیریں ارشاد فرمائی ہیں ان میں سے ایک زکوٰۃ و صدقات کا نظام بھی ہے اور جب تک یہ نظام صحیح طور پر نافذ نہ ہو اور معاشرہ اس نظام کو پورے طور پہ ہضم نہ کر لے تب تک نہ دولت کی منصفانہ گردش کا تصور کیا جا سکتا ہے اور نہ معاشرہ اختلال زوال سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

پورے معاشرہ کو ایک اکائی تصور کیجئے اور معاشرہ کو اس کے اعضاء سمجھئے آپ جانتے ہیں کہ کسی حادثہ یا صدمہ سے کسی عضو میں خون جمع ہو کر منجمد ہو جائے تو وہ گل سڑ کر پھوڑے پھنسی کی شکل میں پیپ بن کر بہہ نکلتا ہے۔ اسی طرح جب معاشرہ کے اعضاء میں ضرورت سے زیادہ خون جمع ہو جاتا ہے وہ بھی سڑنے لگتا ہے اور پھر کبھی تعیش پسندی اور فضول خرچی کی شکل میں نکلتا ہے، کبھی عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں ضائع ہوتا ہے، کبھی بیماریوں اور ہسپتالوں میں لگتا ہے، کبھی اونچی اونچی بلڈنگوں اور محلات کی تعمیرات میں برباد ہو جاتا ہے۔ قدرت نے زکوٰۃ و صدقات کے ذریعہ ان پھوڑے پھنسیوں کا علاج تجویز کیا ہے جو دولت کے انجماد کی بدولت معاشرے کے جسم پر نکل آتی ہیں۔

چونکہ ایسے موقعوں پر شیطان اور نفس، انسان کی انسانی ہمدردی میں اپنا کردار ادا کرنے سے باز رکھتے ہیں اس لیے بہت کم آدمی اس کا حوصلہ کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ نے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اپنے کمزور بندوں کی مدد کے لئے امیر لوگوں کے ذمہ یہ فریضہ عائد کر دیا تا کہ اس فریضہ خداوندی کے سامنے وہ کسی نادان دوست کے مشورے پر عمل نہ کریں۔

مال جہاں انسانی معیشت کی بنیاد ہے' وہاں انسانی اخلاق کے بنانے اور بگاڑنے میں بھی اس کو گہرا دخل ہے۔ بعض دفعہ مال کا نہ ہونا انسان کو غیر انسانی حرکت پر آمادہ کرتا ہے اور وہ معاشرہ کی ناانصافی کو دیکھ کر معاشرتی سکون کو غارت کرنے کی ٹھان لیتا ہے۔ بعض اوقات وہ چوری' ڈکیتی' سٹہ اور جوا جیسی قبیح حرکات شروع کر دیتا ہے' کبھی غربت وافلاس کے ہاتھوں تنگ آ کر وہ زندگی سے ہاتھ دھو لینے کا فیصلہ کر لیتا ہے' کبھی وہ پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے اپنی عزت وعصمت کو نیلام کرتا ہے اور کبھی فقر و فاقہ کا مداوا ڈھونڈنے کے لئے اپنے دین وایمان کا سودا کرتا ہے' اسی بنا پر ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ فقر و فاقہ آدمی کو قریب قریب کفر تک پہنچا دیتا ہے۔''

یہ تمام غیر انسانی حرکات معاشرہ میں فقر و فاقہ سے جنم لیتی ہیں اور بعض اوقات گھرانوں کے گھرانوں کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔ ان کا مداوا (حل) ڈھونڈھنا معاشرہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور صدقات و زکوۃ کے ذریعہ خالق کائنات نے ان برائیوں کا سد باب بھی فرمایا ہے۔

اس کے برعکس بعض اخلاقی خرابیاں وہ ہیں جو مال و دولت کے افراط سے جنم لیتی ہیں' امیر زادوں کو جو چونچلے سوجھتے ہیں اور جس قسم کی غیر انسانی حرکات ان سے سرزد ہوتی ہیں انہیں بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ صدقات وزکوۃ کے ذریعے حق تعالیٰ نے مال و دولت سے پیدا ہونے والی اخلاقی برائیوں ابھی انسداد فرمایا تا کہ ان لوگوں کو غرباء کی ضروریات کا بھی احساس رہے اور غرباء کی حالت ان کے لئے تازیانہ عبرت بھی ہے۔

زکوۃ وصدقات کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے مال و دولت میں برکت ہوتی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہے اور زکوٰۃ وصدقات میں بخل کرنا آسمانی برکتوں کے دروازے بند کر دیتا ہے' حدیث شریف میں ہے کہ جو قوم زکوٰۃ روک لیتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر قحط اور خشک سالی مسلط کر دیتا ہے اور آسمان سے بارش بند ہو جاتی ہے۔طبرانی' حکم (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۳۶ ج ۳)

زکوٰۃ نہ دینے والے پر عذاب اور وعید :-

سوال :- زکوٰۃ نہ دینے پر جو عذاب اور وعید ہے وہ بھی بیان فرمائیں؟

جواب :- قرآن کریم میں ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو کہ جس دن یہ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیاں' کروٹیں اور پشتیں داغی جائیں گی- ان سے کہا جائے گا یہ وہ جمع کردہ دولت ہے جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا- اب جمع کرنے کا مزہ چکھو- (پ ۱۰ ارکوع ۱۱)

حدیث شریف میں ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی گئی وہ قیامت کے روز زہریلے گنجے اژدھے کی شکل میں کر دیا جائے گا- زہر کی وجہ سے اس کے سر کے بال اڑ جائیں گے اور اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اس سانپ کو طوق بنا کر مالدار کے گلے میں ڈال دیا جائے گا وہ اس کی باچھیں پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں' تیرا خزانہ ہوں' اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی-

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ (پوری آیت یہ ہے) بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط (پ ۴ رکوع ۹)

گمان نہ کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال میں جس کو اللہ تعالیٰ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نے اپنے فضل وکرم سے ان کو دیا کہ یہ مال جمع کرنا ان کے لئے بہتر
ہے بلکہ ان کے لئے شر ہے۔ قریب ہے جس مال میں انہوں نے
بخل کیا ہے (زکوۃ نہیں دی) وہ مال قیامت کے دن ان کے گلے
میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔

اس زکوۃ کے مال کو جلدی سے اپنے مال سے جدا کر دیں اور غرباء کو پہنچائیں' ورنہ یہ مال تمہارے مال میں ملا رہا تو تمہارے مال میں ہلاکت اور تباہی کو لائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَاخَالَطَتِ الزَّكٰوةُ مَالًا قَطُّ اِلَّا اَهْلَكَتْهُ

''زکوۃ کا پیسہ مال میں ملا ہوا نہیں رہے گا مگر اس کو بھی ہلاک کر دے گا۔''

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا' قیامت میں اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس کی گردن سے لپٹ کر گلے کا طوق بن جائے گا۔
......(نسائی ص ۳۳۳)

جس شخص کو اللہ جل شانہ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اس کی زکوۃ ادا نہ کرتا ہو تو وہ سانپ بن کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور وہ کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔

سانپ جس گھر میں بھی نکل آتا ہے' دہشت کی وجہ سے اندھیرے میں اس گھر میں جانا مشکل ہو جاتا ہے کہ کہیں لپٹ نہ جائے۔ لیکن اللہ پاک کا پاک رسول فرماتا ہے کہ یہی مال جس کو آج محفوظ خزانوں میں اور لوہے کی الماریوں میں رکھا جاتا ہے' زکوۃ ادا نہ کرنے پر اس کا عذاب یقینی ہے پھر بھی اس کا خوف ہم کو نہیں ہوتا۔ (فضائل صدقات ص ۲۳۶ ج ۱)

زکوۃ نہ دینے پر دنیوی عذاب:۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

فرمایا جو بھی قوم زکوۃ دینا چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالی اس کو قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے اور اپنے اپنے مالوں کی زکوۃ دینا چھوڑ دیں گے تو ضرور آسمان سے بارشیں روک دی جائیں گی حتی کہ اگر چوپائے نہ ہوں تو ایک قطرہ نہ برسے (ترغیب ص ۱۹۰ ج ۲ وفقہ الزکوۃ ص ۱۰۷ ج ۱)

قحط کی وباء ہم لوگوں پر ایسی مسلط ہو رہی ہے کہ اس کی حد نہیں ہزاروں تدبیریں اس کے زائل کرنے کے واسطے کی جاتی ہیں لیکن کوئی بھی کارگر نہیں ہو رہی ہے۔ جب اللہ تعالی کوئی وبال کسی گناہ پر اتار دیں تو دنیا میں کسی کی کیا طاقت کہ اس کو ہٹا سکے وہ تو اس کے ہی ہٹانے سے ہٹ سکتی ہے۔ اس نے مرض بتلا دیا ہے اور اس کا صحیح علاج بتا دیا۔ اگر مرض کو زائل کرنا مقصود ہو تو صحیح علاج (قرآن وحدیث کی روشنی میں) اختیار کیجئے گا۔ (فضائل صدقات ص ۲۵۲ ج ۱)

''جس مال کی زکوۃ باقی رہ جاتی ہے وہ اس مال کو خراب کر دیتی ہے۔''

حدیث مذکورہ بالا کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ جس مال کی زکوۃ اسی مال میں باقی رہ گئی ہو اور ادا نہ ہوئی ہو تو وہ زکوۃ اسی مال کے ضیاع اور خرابی کا باعث بن جاتی ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو خود مالدار ہو اگر وہ زکوۃ لے لے اور اسے اپنے مال میں شامل کر لے تو اس کا سارا مال ضائع ہو جاتا ہے۔ (فقہ الزکوۃ ص ۱۰۸ ج ۱)

مسلمان کے لئے زکوۃ انشورنس ہے:۔

زکوۃ مسلمانوں کی آپریٹو سوسائٹی ہے یہ ان کی انشورنس کمپنی ہے یہ ان کا پراویڈنٹ فنڈ ہے یہ ان کے لئے بے کاروں کا سرمایہ اعانت ہے یہ ان کے معذوروں اپاہجوں بیماروں یتیموں بیواؤں کا ذریعہ پرورش ہے اور ان سب سے بڑھ کر یہ (زکوۃ) وہ چیز ہے جو مسلمانوں کو فکر فردا سے بالکل بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کا سیدھا سادا اصول یہ ہے کہ آج تم مالدار ہو تو دوسروں کی مدد کرو کل تم نادار ہو گے تو دوسرے تمہاری مدد کریں

Marfat.com
Marfat.com

گے- تم کو یہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ ہم مفلس ہو گئے تو کیا بنے گا؟ مر گئے تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہو گا؟ کوئی آفات ناگہانی آ پڑی، بیمار ہو گئے، گھر میں آگ لگ گئی، سیلاب آ گیا، دیوالیہ نکل گیا تو ان مصیبتوں سے مخلصی کی کیا سبیل ہو گی؟ سفر میں پیسہ نہ رہا تو کیونکر گزر بسر ہو گی؟ ان سب فکروں سے صرف زکوٰۃ تم کو ہمیشہ کے لئے بےفکر کر دیتی ہے، تمہارا کام بس اتنا ہے کہ اپنی پس انداز کی ہوئی دولت میں سے ڈھائی فی صد دے کر اللہ کی انشورنس کمپنی میں اپنا بیمہ کرالو۔ اس وقت تم کو اس دولت کی ضرورت نہیں ہے، یہ ان کے کام آئے گی جو اس کے ضرورت مند ہیں- کل جب تم ضرورت مند ہو گے یا تمہاری اولاد یا بیوی ضرورت مند ہو گی تو نہ صرف تمہارا اپنا دیا ہوا مال بلکہ اس سے بھی زیادہ تم کو واپس مل جائے گا- (فقہ الزکوٰۃ ص ۱۲۷ ج ۲)

سرمایہ داری اور زکوٰۃ:-

سرمایہ داری اور اسلام کے اصول و نتائج میں کلی تضاد نظر آتا ہے کہ سرمایہ داری کا تقاضہ یہ ہے کہ روپیہ جمع کیا جائے اور اس کو بڑھانے کے لئے سود لیا جائے تا کہ ان نالیوں کے ذریعہ آس پاس کے لوگوں کا روپیہ سمیٹ کر اس جھیل میں جمع کیا جائے- اسلام اس کے بالکل خلاف یہ حکم دیتا ہے کہ روپیہ اول تو بالکل جمع ہی نہ ہو اور اگر جمع ہو بھی جائے تو اس تالاب میں سے زکوٰۃ کی نہریں نکال دی جائیں تا کہ جو کھیت سوکھے ہیں ان کو پانی پہنچے اور اگرد و پیش کی ساری زمین شاداب ہو جائے- سرمایہ داری کے نظام میں دولت کا مبادلہ مقید ہے اور اسلام میں آزاد، سرمایہ داری کے تالاب سے پانی لینے کے لیے ناگزیر ہے کہ خاص آپ کا پانی پہلے سے وہاں موجود ہو، ورنہ آپ ایک قطرہ آب (پانی) بھی نہیں لے سکتے۔ اس کے مقابلے میں اسلام کے خزانہ آب کا قاعدہ یہ ہے کہ جس کے پاس

Marfat.com

ضرورت سے زیادہ پانی (مال) ہو وہ اس میں لا کر (زکوٰۃ) میں ڈال دے اور جس کو پانی (مال) کی ضرورت ہو وہ اس سے لے لے۔

ظاہر ہے کہ یہ دونوں طریقے اپنی اصلی طبیعت کے لحاظ سے ایک دوسرے کی پوری ضد ہیں اور ایک ہی منظم معیشت میں دونوں جمع نہیں ہو سکتے - (فقہ الزکوٰۃ ص ۸۱۴ ج ۲)

کیا زکوٰۃ اسلامی ٹیکس ہے؟

زکوٰۃ ٹیکس نہیں ہے بلکہ ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے۔ بعض لوگوں کے ذہن میں زکوٰۃ کا ایک نہایت گھٹیا تصور ہے کہ وہ اس کو حکومت کا ٹیکس سمجھتے ہیں جس طرح کہ تمام حکومتوں میں مختلف قسم کے ٹیکس عائد کیے جاتے ہیں- حالانکہ زکوٰۃ کسی حکومت کا عائد کردہ ٹیکس نہیں، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی حکومت کی ضروریات کے لئے اس کو عائد کیا ہے بلکہ حدیث میں صاف طور پر ارشاد ہے کہ ''زکوٰۃ مسلمانوں کے متمول (مالدار) طبقہ سے لے کر ان کے تنگدست طبقہ کو لوٹا دی جائے۔''

اسی طرح یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ زکوٰۃ دینے والے فقراء و مساکین پر کوئی احسان کرتے ہیں، ہرگز نہیں بلکہ خود فقراء و مساکین کا مالداروں پر احسان ہے کہ ان کے ذریعے سے ان لوگوں کی رقم خدائی بینک میں جمع ہو رہی ہے، اگر آپ کسی کو بینک میں جمع کرانے کے لئے کوئی رقم سپرد کرتے ہیں تو کیا آپ اس پر احسان کر رہے ہیں؟ اگر یہ احسان نہیں تو فقراء کو زکوٰۃ دینا بھی ان پر احسان نہیں۔

پہلی امتوں میں جو مال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ کے طور پر پیش کیا جاتا تھا اس کا استعمال کرنا کسی کے لیے بھی جائز نہیں تھا بلکہ وہ ''سوختنی قربانی کہلاتی تھی۔'' اس کو قربان گاہ میں رکھ دیا جاتا تھا، اب اگر آسمان سے آگ آ کر اسے راکھ کر جاتی تو یہ قربانی کے قبول ہونے کی علامت تھی اور اگر وہ چیز اسی طرح پڑی رہتی تو اس کے لئے مردود ہونے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کی علامت تھی- اللہ تعالیٰ نے اس امت پ یہ خاص عنایت فرمائی ہے کہ امراء کو حکم دیا گیا کہ وہ جو چیز حق تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہیں اس کو ان کے فلاں فلاں بندوں (فقراء و مساکین) کے حوالے کر دیں- اس عظیم الشان رحمت کے ذریعے ایک طرف فقراء کی حاجت کا انتظام کر دیا گیا- دوسری طرف اس امت مرحومہ کے لوگوں کو رسوائی اور ذلت سے بچالیا گیا ہے اب خدا ہی جانتا ہے کہ کون پاک مال سے صدقہ کرتا ہے اور کون ناپاک مال سے؟ کون ایسا ہے جو محض رضائے الٰہی کے لئے دیتا ہے اور کون نام و نمود اور شہرت و ریا کے لئے- الغرض زکوٰۃ ٹیکس نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ ہے- یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسے قرض حسنہ فرمایا ہے- من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ اضعافا کثیرۃ (پارہ نمبر۲ سورہ بقرہ)

یہاں صدقات کو قرض حسنہ سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ جس طرح قرض واجب الاداء ہے اسی طرح صدقہ کرنے والے کو مطمئن رہنا چاہیے کہ ان کا یہ صدقہ ہزاروں برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ انہیں واپس کر دیا جائے گا- یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ کسی چیز کی احتیاج ہے-

یہی وجہ ہے کہ صدقہ فقیر کے ہاتھوں میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے اور فقیر گویا اس دینے والے سے وصول نہیں کر رہا ہے بلکہ یہ اسی کی طرف سے دیا جا رہا ہے جو سب کا رب العالمین ہے- (آپ کے مسائل ص ۳۲۸ ج ۳)

اسلامی ٹیکس (زکوٰۃ) میں یہ فرق ہے کہ حکومت ٹیکس لے کر اپنے کاموں میں خرچ کرتی ہے اور اسلام ٹیکس (زکوٰۃ) کی رقمیں غرباء و مساکین اور محتاجوں میں تقسیم کرا دیتا ہے- اسلام نے اس رقم کو خرچ کرنے کے لئے آٹھ حلقے بنائے ہیں- (حقیقت الزکوٰۃ ص ۵۸)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ اور ٹیکس کا بنیادی فرق:-

مسئلہ ٹیکس کی ادائیگی کو زکوٰۃ کے لئے کافی سمجھ لینا یا زکوٰۃ کی کچھ رقم کا بطور ٹیکس ادا کرنا دینا نہ درست ہے اور نہ کافی - زکوٰۃ اور ٹیکس کے درمیان بڑا بنیادی اور جوہری فرق ہے- زکوٰۃ ایک عبادت ہے' اسی لیے اس میں نیت اور ارادہ ضروری ہے- اخلاص خداوندی مطلوب ہے- اس کے لیے متعین مصارف ہیں' انہی پر ان کو خرچ کیا جا سکتا ہے- غیر مسلموں اور عام رفاہی کاموں میں اس کا استعمال جائز نہیں ہے- (زکوٰۃ جن کو دی جائے وہ مستحق بھی ہوں اور مالک بننے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں' اس کی ایک مقدار اور تناسب معین ہے' واجب ہونے کے لئے دولت کی ایک حد مقرر ہے پھر اس کی ادائیگی کے لئے ایک سال کی مدت ہے' بعض خصوصی اموال ہی ہیں جن میں واجب ہوتی ہے' ہر مال پر واجب نہیں ہوتی' یہ سارے احکام قرآن وسنت سے ثابت ہیں' اس میں ادنیٰ تبدیلی اور تغیر کی کوئی گنجائش نہیں ہے-

اس کے برخلاف ٹیکس عبادت نہیں ہے بلکہ حکومت کی اعانت یا اس سے پہنچنے والے فائدہ کا معاوضہ ہے- نہ اس کے لئے کوئی متعین تناسب اور مقدار ہے نہ کسی مال کی تعین ہے' نہ اس کے لیے نیت وارادہ کا کوئی سوال ہے' نہ اس کے مصارف وہ ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں اور نہ اس کے لئے وہ مناسب حدیں ہیں جو شریعت زکوٰۃ کے لئے متعین کرتی ہے بلکہ بسا اوقات یہ ظلم کی سطح تک پہنچ جاتا ہے- (جدید فقہی مسائل ص ۱۲۵)

زکوٰۃ کا ایک نمایاں فرق:-

سب سے پہلا فرق زکوٰۃ اور ٹیکس کے درمیان ان کے ناموں سے نمایاں ہے کہ زکوٰۃ کے معنی پاکی' نشوونما اور برکت کے ہیں- شریعت اسلامیہ نے مال کے اس حصہ کو جو

Marfat.com

زکوٰۃ دہندہ فقیر کو دیتا ہے زکوٰۃ کہا ہے۔ اس سے زکوٰۃ دہندہ کے نفس میں یہ تاثر پیدا کرنا ہے کہ اس کا یہ عمل سراسر خیر و برکت کا حامل اور اس کے مال کو نشو ونما دینے والا اور اس کو پاک کر دینے والا ہے۔

جب کہ ٹیکس (ضریبہ) کا لفظ محض جبر و الزام کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ یعنی یہ ایک تاوان ہے جو زبردستی اور بالجبر مالدار شخص پر لاد دیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ لوگ ٹیکس کو ایک بے حد ناگوار بوجھ اور ان کے مال پر بڑھ جانے والی چٹی سمجھتے ہیں۔

زکوٰۃ کا لفظ اپنے پاکیزگی، برکت اور نشو ونما کے مفاہیم کے ساتھ اس امر کی بھی نشاں دہی کرتا ہے کہ صاحب مال جس مال کو اللہ کا حق ادا کیے بغیر جمع کرتا ہے وہ ناپاک و نجس رہتا ہے اور زکوٰۃ ہی ہے جو اس مال کو پاک کرتی ہے اور صاحب مال کو بخل اور حرص سے پاک کرتی ہے۔ زکوٰۃ کا لفظ بتلاتا ہے کہ جو مال بظاہر ادائے زکوٰۃ سے کم ہوتا نظر آتا ہے در حقیقت وہ نشو ونما پا رہا ہے اور اس میں افزودگی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ (سورہ بقرہ ص ۳) میں:۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ط

مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو) (فقہ الزکوٰۃ ج ۲)

کیا زکوٰۃ کی وصولیابی حکومت پر ہے؟:۔

رہا یہ سوال کہ جب زکوٰۃ ٹیکس نہیں بلکہ خالص عبادت ہے تو حکومت کو اس کا انتظام کیوں سپرد کیا جائے؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اسلام پورے معاشرے کو ایک اکائی قرار دے کر اس کا نظم و نسق اسلامی حکومت کے سپرد کرتا ہے۔ اس لیے وہ فقراء و مساکین جو اسلامی معاشرے کا جزو ہیں، ان کی ضروریات کا تکفل بھی اسلامی معاشرے کی قوت مقتدرہ کے سپرد کرتا ہے اور اس کفالت کے لئے اس نے صدقات و زکوٰۃ کا نظام رائج فرمایا ہے جو

Marfat.com
Marfat.com

فقراء ومساکین کی کفالت کی سب سے بڑی ذمہ داری حکومت پر عائد کی گئی ہے- اس لیے اس مد کے لیے مخصوص رقم کا بندوبست بھی حکومت کا فریضہ ہوگا- یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حکومت کی جانب سے صدقات کی وصولی وانتظام پر مقرر ہوں' حدیث شریف میں ان کو ''غازی فی سبیل اللہ'' کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے- (ابوداؤد' ترمذی)

جس میں ایک طرف ان کی خدمات کو سراہا گیا ہے اور دوسری طرف نازک ذمہ داری کا بھی انہیں احساس دلایا گیا ہے- یعنی اگر وہ اس فریضہ کو جہاد فی سبیل اللہ سمجھ کر ادا کریں گے تب اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں گے اور اگر انہوں نے اس مال میں ایک پیسہ بھی خیانت روا رکھی تو انہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ وہ خدائی مال میں خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں جو ان کے لیے آتش دوزخ کا سامان ہے- چنانچہ ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ''جس شخص کو ہم نے کسی کام پر مقرر کیا اور اس کے لیے وظیفہ بھی مقرر کر دیا' اس کے بعد اگر وہ اس مال سے کچھ لے گا تو وہ غنیمت میں خیانت کرنے والا ہوگا-'' (ابوداؤد)' (آپ کے مسائل ص ۳۳۹ ج ۳)

کیا سرکاری ٹیکس زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتا ہے؟:-

سوال:- سرکار تجارت کے منافع اور مکانات کے کرایہ پر ٹیکس لیتی ہے- کیا یہ زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتا ہے؟

جواب:- ٹیکس میں جو روپیہ دیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہو سکتا' زکوٰۃ علیحدہ ادا کرنی چاہیے- (فتاوی دارالعلوم ص ۱۴۷ ج ۲' بحوالہ شامی باب الزکوٰۃ انعم ص ۳۲ ج ۲)

کیا انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟:-

مسئلہ: انکم ٹیکس ملک کی ضروریات کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہے'

Marfat.com

جب کہ زکوٰۃ ایک مسلمان کے لیے فریضہ خداوندی اور عبادت ہے۔ انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی' بلکہ زکوٰۃ الگ ادا کرنا فرض ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۷ ج ۳)

حاکم وقت اور زکوٰۃ:-

مسئلہ اگر حاکم وقت کوئی مسلمان عادل ہے تو اس کو ہر قسم کے مال کی زکوٰۃ لینے کا حق حاصل ہے وہ تمام لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے مستحقین پر صرف کرے گا۔

مسئلہ اگر حاکم وقت کوئی ظالم اور غیر مسلم ہو تو اس کو زکوٰۃ لینے کا کچھ حق نہیں ہے اور اگر وہ جبراً لے لے تو دیکھنا چاہیے کہ اس نے اس مال کو مستحقین پر خرچ کیا یا نہیں؟ اگر مستحقین پر صرف کیا ہے تو خیر' ورنہ ان لوگوں کو چاہیے کہ پھر دوبارہ زکوٰۃ نکالیں اور بطور خود مستحقین پر تقسیم کریں۔

مسئلہ اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو حاکم وقت کو چاہیے کہ اس کو قید کر دے اور اس سے زکوٰۃ طلب کرے جبراً اس کے مال کو قرق نہ کرنا چاہیے' کیونکہ زکوٰۃ کے صحیح ہونے میں نیت شرط ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب اس کا مال جبراً لیا جائے گا تو وہ نیت زکوٰۃ نہ کرے گا۔ (علم الفقہ ص ۳۱ ج ۴)

اموال ظاہرہ و باطنہ کی زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ حکومت صرف اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ وصول کرے گی۔ اموال باطنہ کی زکوٰۃ ہر شخص اپنی صوابدید کے مطابق ادا کرسکتا ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۱ ج ۳)

کارخانوں اور ملوں میں تیار ہونے والا مال' تجارت کا مال اور بینک میں جمع شدہ سرمایہ اموال ظاہرہ ہیں اور جو سونا چاندی' نقدی گھروں میں رہتی ہے ان کو اموال باطنہ کہا جاتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مسئلہ اب وہ زمانہ ہے کہ مسلمان کو خود اس کا انتظام کرنا چاہیے کہ ہر شخص اپنی زکوٰۃ خود قواعد شرعیہ کے لحاظ سے نکالے اور خود اپنے طور پر مستحقین پر صرف کرے اور خود ہی اپنے صندوقچہ، ضعیف وغیرہ کو زکوٰۃ کا بیت المال بنائے یعنی زکوٰۃ کا سال جس وقت ختم ہو یا عشر جس وقت واجب ہو تو فوراً اگر مستحقین دستیاب ہو جائیں تو اسی وقت تقسیم کر دے ورنہ اس کو صندوقچہ میں علیحدہ جمع رکھے جس وقت مستحقین ملتے جائیں اس مال کو صرف کرتا رہے، اس زمانہ میں جو لوگ مستعدی سے قواعد شریعت قادسہ پر عمل کرتے ہیں ان کے لئے بڑا اجر ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ میں بصراحت موجود ہے- اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عنایت فرمائے- آمین) (علم الفقہ ص ۱۴۱ ج ۴)

زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرطیں:-

۱- مسلمان ہونا، کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں (خواہ وہ پہلے سے مسلمان ہو یا مرتد ہونے کے بعد اسلام لایا ہو- اگر مرتد اسلام سے نکلا ہوا، مسلمان ہو جائے تو اس پر ارتداد کے زمانے کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب نہیں ہے- مسلمان ہونا جس طرح زکوٰۃ کے لئے واجب ہونے کی شرط ہے اسی طرح صحت ادائیگی کی بھی شرط ہے، کیونکہ زکوٰۃ بغیر نیت کے درست نہیں اور کافر کا نیت کرنا بھی درست نہیں ہے- (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۹۶۰ ج ۱)

۲- بالغ ہونا، نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں-

۳- عاقل ہونا، مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں- نہ اس شخص پر جس کے دماغ میں کوئی مرض پیدا ہو گیا ہو اور اس سبب سے اس کی عقل میں فتور آ گیا ہو- ہاں اس قدر تفصیل ہے کہ جنون غیر اصلی (جنون اگر بالغ ہونے سے پہلے عارض ہوا ہو تو اصلی ہے ورنہ غیر اصلی) اور یہ نقصان عقل اگر پورے سال بھر رہے گا تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی اور اگر پورے سال بھر نہ رہے

Marfat.com
Marfat.com

تو لغو سمجھا جائے گا اور زکوۃ فرض ہو گی- البتہ اگر جنون اصلی ہے تو اس کا ہر حال میں اعتبار ہو گا' سال بھر نہ رہے تب بھی زکوۃ اس پر فرض نہ ہو گی بلکہ جس وقت سے اس کا جنون زائل ہوا ہے اسی وقت سے اس کے سال کی ابتداء سمجھی جائے گی- (ردالمحتار)

۴- زکوۃ کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام میں ہونا' جو شخص زکوۃ کی فرضیت سے ناواقف ہو اور دارالاسلام میں بھی نہ رہتا ہو اس پر زکوۃ فرض نہیں-

۵- آزاد ہونا' غلام پر گو وہ مکاتب (یعنی وہ غلام جس کو اس کے آقا نے اس شرط پر آزاد کر دیا ہو کہ وہ اس قدر روپیہ کما کر اس کو دے دے جب تک وہ روپیہ اس قدر کما کر نہ دے غلام رہتا ہے اور دینے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے) یا ماذون ہو زکوۃ فرض نہیں- ماذون وہ غلام جس کو اس کے آقا نے اجازت دی ہو کہ وہ کمائی کرے اور اپنے آقا مالک کو لا کر دے) (علم الفقہ ص ۱۶ ج ۴)

۶- ایسی چیز کے نصاب کا مالک ہونا جو ایک سال تک قائم رہتی ہو' جو چیز ایک سال تک قائم (باقی) نہ رہتی ہو جیسے کگڑی' کھیرا' خربوزہ اور باقی ترکاریاں وغیرہ ان پر زکوۃ فرض نہیں (بلکہ عشر ہے)

۷- اس مال پر ایک سال کامل کا گزر جانا' بغیر ایک سال کے گزرے ہوئے زکوۃ فرض نہیں-

۸- سال کے شروع اور آخر میں نصاب کا پورا ہونا چاہیے- چاہے سال کے درمیان میں کم ہو جائے' ہاں اگر سال کے شروع یا آخر میں نصاب کم ہو جائے تو اس پر زکوۃ فرض نہیں ہو گی'

۹- اس مال کا ایسے قرض سے محفوظ ہونا جس کا مطالبہ بندوں کی طرف ہو سکتا ہے خواہ وہ اللہ جل شانہ کا قرض ہو جیسے زکوۃ' عشر' خراج' (گزشتہ سالوں کی) وغیرہ کہ حق اللہ تو ہیں مگر ان کا مطالبہ امام وقت کی طرف سے ہو سکتا ہے- یا وہ قرض بندوں کا ہو' بیوی کا مہر بھی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اسی قرض میں داخل ہے- اگرچہ مہر موجل ہو (وہ مہر جو فوری طور پر واجب الادا نہیں ہوتا) جو مال اس قسم کے قرض میں مستغرق ہو یا اس قدر قرض ہو کہ اس کے ادا کرنے کے بعد نصاب پورا نہ رہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں' ہاں اگر ایسا قرض ہو کہ جس کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہیں ہو سکتا' مثلاً کسی پر کفارہ' رمضان المبارک کے روزہ کو جان بوجھ کر توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے' واجب ہو یا حج تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو گی- سال کے درمیان میں اگر قرض ہو جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ مال فنا ہو گیا' یہاں تک کہ اگر قرض خواہ اس قرض کو معاف کر دے تب بھی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی- بلکہ جس وقت اس نے معاف کیا ہے اس وقت سے اس مال کے سال کی ابتداء رکھی جائے گی-

اگر کسی کے پاس کئی قسم کے مالوں کا نصاب ہو اور اس پر قرض ہو تو اس کو چاہیے کہ قرض کو ایسی چیز کی طرف راجع کرے جس کی زکوٰۃ کم ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ دے مثلاً کسی کے پاس چاندی کا ایک نصاب ہو اور بکری کا بھی ایک ہو تو اس کو چاہیے کہ قرض کو چاندی کے نصاب کی طرف راجع کرے- کیونکہ چاندی کے ایک نصاب کی زکوٰۃ بہ سبب اس کے کہ چاندی کے ایک نصاب کی زکوٰۃ ہے' بکری کے ایک نصاب کی زکوٰۃ سے بہت کم ہوتی ہے ہاں اگر وہ قرض اس قدر زیادہ ہو کہ ایک چیز کا نصاب اس کے لیے کافی نہ ہو تو پھر جتنے نصابوں میں اس کی ادائیگی ممکن ہو اسی قدر نصابوں کی طرف راجع کیا جائے گا اور ان کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی- (علم الفقہ ص ۱۸ ج ۴)

۱۰- وہ مال اپنی اصلی ضرورتوں سے زائد ہو جو مال اپنی اصلی ضرورتوں کے لیے ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں' پس پہننے کے کپڑوں اور رہنے کے گھر پر اور خدمت کے غلاموں پر' اور سواری کے گھوڑوں پر اور خانہ داری کے اسباب پر زکوٰۃ فرض نہیں اور اسی طرح ان کتابوں پر جو تجارت کی نہ ہوں' خواہ کسی اہل عالم کے پاس ہوں یا کسی جاہل کے پاس ہوں اور اسی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

طرح پیشہ وروں کے اوزار اسباب پر زکوٰۃ فرض نہیں' خواہ وہ اوزار اس قسم کے ہوں کہ ان سے نفع لیا جائے اور باقی رہیں جیسے کلہاڑی' خراد مشین وغیرہ اور اسی طرح وہ روپیہ جو اپنی اصلی ضرورتوں کے لئے رکھا ہو' اس پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں' بشرطے کہ وہ ضرورت اسی سال میں درپیش ہو اور اگر وہ ضرورت سال آئندہ میں پیش آنے والی ہو بالفعل نہ ہو (فی الحال سال کے اندر نہ ہو) تو پھر اس پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔ (از دالمختار)

۱۱۔ مال کا اپنے یا اپنے وکیل کے قبضے میں ہونا' جو مال ملک اور قبضے میں نہ ہو یا ملک میں ہو قبضے میں نہ ہو' یا قبضے ہو' ملک میں نہ ہو' اس پر زکوٰۃ فرض نہیں' پس مکاتب کے کمائے ہوئے مال میں زکوٰۃ نہیں' نہ اس پر نہ اس کے مولی پر اس لیے کہ وہ مال مکاتب کی ملک میں نہیں گو قبضے میں ہے اور مولی کے قبضے میں نہیں گو ملک میں ہے اور اسی طرح ماذون کی کمائی میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں اور رہن کی ہوئی چیز پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں' نہ رہن رکھنے والے پر اور نہ رہن کرنے والے پر' اس لیے کہ رہن رکھنے والا اس کا مالک نہیں' گو اس پر قابض ہے اور رہن کرنے والا اس پر قابض نہیں گو اس کا مالک ہے۔

اسی طرح جو مال ایک مدت تک کھویا رہا' بعد اس کے مل گیا تو جس مدت تک کھویا رہا اس مدت کی زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ اس وقت تک قبضے میں نہ تھا' اسی طرح جو مال دریا میں گر جائے اور کچھ مدت کے بعد نکل آئے یعنی مل جائے تو جس مدت تک گرا رہا' اس مدت کی زکوٰۃ فرض نہیں' اسی طرح جو مال کسی جنگل میں دفن کر دیا گیا ہو اور اس کا مقام یاد نہ ہو اور کچھ زمانہ کے بعد یاد آ جائے تو جتنی مدت تک بھولا رہا اس کی زکوٰۃ فرض نہیں' ہاں اگر کسی مکان میں دفن کیا گیا ہو اور اس کا مقام یاد نہ رہے اور پھر یاد آ جائے تو جس مدت میں بھولا رہا اس کی زکوٰۃ فرض نہ ہو گی' بشرطیکہ وہ شخص جس کے پاس امانت رکھی گئی تھی اجنبی ہو۔ اگر کسی جانے ہوئے آدمی کے پاس امانت رکھی جائے اور یاد نہ رہے تو اس بھولے ہوئے مدت کی

Marfat.com

زکوٰۃ بھی فرض ہوگی' اسی طرح اگر کسی کو کچھ قرض دیا جائے اور قرض دار انکار کر جائے اور کوئی تحریر یا گواہی اس کی نہ ہو خواہ قرض دار مالدار ہو یا مفلس' پھر چند روز کے بعد وہ لوگوں کے سامنے یا قاضی کے روبرو اقرار کرلے تو اس انکار کے زمانہ کی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

اسی طرح جو مال کسی سے ظلماً چھین لیا جائے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ اس کو مل جائے تو جس زمانہ تک وہ اس کو نہیں ملا' اس زمانہ کی زکوٰۃ اس پر فرض نہیں ہوگی' حاصل یہ کہ جب مال قبضہ یا ملک سے نکل جائے تو زکوٰۃ فرض نہ رہے گی' زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے قبضہ اور ملک دونوں کا ہونا شرط ہے۔

ادائیگی زکوٰۃ کی شرطیں :-

۱- مسلمان ہونا' کافر کا زکوٰۃ دینا صحیح نہیں' اگر کوئی کافر اپنے مال کی کئی سال پیشگی زکوٰۃ دیدے اور اس کے بعد مسلمان ہو جائے تو وہ زکوٰۃ دینا اس کے لیے کافی نہ ہوگا بلکہ اس کو پھر زکوٰۃ دینا ہوگی۔

۲- عاقل ہونا' مجنون اور ناقص العقل کی زکوٰۃ صحیح نہیں۔

۳- بالغ ہونا' نابالغ کی زکوٰۃ صحیح نہیں۔

۴- زکوٰۃ کا مال فقیر کو دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا' یعنی دل میں یہ ارادہ کرنا کہ میرے اوپر جس قدر مال کا دینا فرض تھا محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دیتا ہوں۔ اگر کوئی زکوٰۃ دینے کے بعد نیت کرے اور مال فقیر یعنی جس کو زکوٰۃ کا مال دیا ہے ابھی تک اس کے پاس موجود ہے تو یہ نیت صحیح ہو جائے گی اور اگر مال زکوٰۃ فقیر کے پاس خرچ ہو چکا ہے تو نیت صحیح نہ ہوگی اور پھر اس کو دوبارہ زکوٰۃ دینا ہوگی' اگر کوئی شخص اپنے وکیل (منیجر' منشی' معتمد) کو زکوٰۃ کا مال تقسیم کرنے کے لئے دے اور دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرے تو درست ہے خواہ وکیل فقیروں کو دیتے وقت نیت کرے یا نہ کرے (کوئی حرج نہیں) اگر کوئی شخص اپنے

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

مال میں سے زکوٰۃ کا مال علیحدہ کرلے علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت دل میں ہو تو یہ نیت کافی ہے۔ گو فقیروں کو دیتے وقت نیت نہ بھی کرے۔

۵۔ زکوٰۃ کے مال کا جس شخص کو دیا جائے اس کو مالک اور قابض بنا دینا' اگر کوئی شخص کچھ کھانا پکوا کر فقیروں کو اپنے گھر میں جمع کر کے کھلا دے اور نیت زکوٰۃ کی کرے تو صحیح نہ ہو گا' ہاں اگر وہ کھانا فقیروں کو دیدے اور انہیں اختیار دے کہ اس کو کھائیں یا لے جائیں جو چاہیں کریں' جہاں چاہیں کھائیں تو پھر درست ہے۔

۶۔ زکوٰۃ کا مال ایسے شخص کو دینا جو اس کا مستحق ہو۔ (علم الفقہ ص ۲۱ ج ۴)

مال کے ضائع ہونے پر زکوٰۃ کا حکم:۔

زکوٰۃ واجب ہو جانے کے بعد اگر مال ہلاک (ضائع) ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی خواہ زکوٰۃ کے دینے کا وقت آ گیا ہو اور حاکم وقت کی طرف سے اس کا مطالبہ بھی کیا گیا ہو اور اس نے کسی وجہ سے زکوٰۃ نہ دی ہو۔ ہاں اگر خود ہلاک کر دے تو پھر اس کو زکوٰۃ دینا ضروری ہوگی۔ مثلاً جانوروں کو چارہ (گھاس) پانی دے اور وہ مر جائیں۔ یا کسی مال کو قصداً ضائع کر دے' کسی کو قرض یا عاریت دینے کے بعد اگر مال تلف ہو جائے تو اس کا شمار ہلاک کرنے میں نہ ہوگا اور اس کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

تجارتی مال کو تجارتی مال سے بدل لینا ہلاک کرنے میں ہے لہٰذا اس بدل لینے میں زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ تجارتی مال کو غیر تجارتی مال سے بدل لینا' اسی سائمہ جانور کو دوسرے سائمہ جانور سے بدل لینا ہلاک کر لینا ہے اور اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی۔ (علم الفقہ ص ۲۹ ج ۴...... و عالمگیری ص ۴۰ ج ۲)

Marfat.com
Marfat.com

مدہوش پر زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ جو شخص بے ہوش ہے خواہ اس پر مسلسل سال بھر تک بے ہوشی طاری رہے، زکوٰۃ واجب ہوگی (جبکہ صاحب نصاب ہو) (فتاوے عالمگیری ص ۶ ج ۴)

بچے اور پاگل پر زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ نابالغ شرعی کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور نصوص سے بچے کا غیر مکلف ہونا اور مرفوع القلم ہونا ثابت ہے اور واجب نہ ہونا نماز و روزہ و حج اور جملہ عبادات وغیرہ کا نابالغ پر، یہ بھی دلیل عدم وجوب زکوٰۃ کی ہے- (فتاوی دارالعلوم ص ۴۲ ج ۶)

مسئلہ حنفیہؒ کے نزدیک نابالغ بچے اور مجنون کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے- لہذا ان کے ولیوں سے اس کے ادا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا- کیونکہ یہ محض عبادت ہے، بچے اور مجنون اس حکم کے مخاطب نہیں ہیں- البتہ اس کے مال سے قرض اور نفقہ (ضروری خرچ کا) ادا کرنا واجب ہے کیونکہ یہ بندوں کے حقوق ہیں- البتہ زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ اور صدقہ فطر واجب ہے کیونکہ یہ گزارہ دینے کی مانند ہے لہذا اس کو حقوق العباد میں شامل کیا گیا ہے اور فاتر العقل (پاگل) کے مال کا وہی حکم ہے جو بچے کے مال کا ہے- اس کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں- (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۹۲ ج ۱ و فقہ الزکوٰۃ ص ۱۴۲ ج ۱)

مسئلہ نابالغین کا حصہ جو بطور امانت ان کے سرپرستوں کے پاس ہو اس میں زکوٰۃ لازم نہیں- (فتاوی دارالعلوم ص ۲۷ ج ۶ بحوالہ طحطاوی ص ۳۸۹ ج ۱ و احسن الفتاوی ص ۲۶۸ ج ۴)

مسئلہ جب بچہ بالغ ہو تو وقت بلوغ سے ابتداء شروع ہو جائے گی-

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

(عالمگیری ص ٦ ج ۴)

مسئلہ حکومت اگر نابالغ بچے کے مال (جمع شدہ) سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۵ ج ۳)

مسئلہ زکوٰۃ بالغ پر واجب ہے اور بلوغ کی خاص علامتیں مشہور ہیں۔ اگر لڑکا یا لڑکی پندرہ سال کے ہو جائیں مگر کوئی علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سال کی عمر ہونے پر وہ بالغ تصور کیے جائیں گے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۴ ج ۳)۔

زکوٰۃ ہجری سال سے ہے یا عیسوی سے؟:۔

مسئلہ ایک سال کی پوری مدت گزر جانے کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ اس وقت تک واجب الاداء نہیں ہوتی جب تک کسی شخص کو اس مال کا مالک بنے رہنے کی مدت ایک سال نہ ہو جائے اور سال سے مراد قمری (چاند) کے حساب کا سال ہے، شمسی (انگریزی) حساب کا سال نہیں۔ (کیونکہ) حساب سے ایک سال تین سو چون ۳۵۴ دن کا ہوتا ہے۔ اور شمسی سال کبھی تین سو پینسٹھ ۳٦۵ (ج ۱) کا ہوتا ہے اور کبھی ایک دن اس سے زیادہ ہوتا ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۹٦۴ ج ۱)

مسئلہ زکوٰۃ کے ادا کرنے میں قمری سال کا اعتبار ہے، شمسی سال کا اعتبار نہیں اب یا تو قمری سال کے اعتبار سے ادا کرنا چاہیے اور اگر شمسی سال کے اعتبار سے کرنا ہی ناگزیر ہو تو دس دن کی زکوٰۃ مزید ادا کرنی چاہیے۔ (آپ کے مسائل ص ۳٦۲ ج ۳، و فتاوی عالمگیری ص ۳۱ ج ۴ و درمختار ص ۵۰ ج ۲ و کفایت المفتی ص ۱۴۵ ج ۴)

زکوٰۃ میں مہینہ کا اعتبار ہے یا تاریخ کا؟:۔

مسئلہ زکوٰۃ کے حساب کے لیے تاریخ کا اعتبار ہے، جس تاریخ کو سال پورا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہو جائے اسی تاریخ میں زکوٰۃ واجب ہوگی جس وقت بھی زکوٰۃ ادا کرے گا اعتبار اسی تاریخ وجوب کا رہے گا۔ اگلے سال اسی تاریخ میں زکوٰۃ واجب ہو جائے گی جس تاریخ پر پچھلے سال واجب ہوئی تھی۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۵۷ ج ۶ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۷ ج ۱)

مسئلہ اصل حکم تو یہ ہے کہ جس تاریخ سے آپ صاحب نصاب ہوئے۔ ایک سال کے بعد اسی تاریخ کو آپ پر زکوٰۃ فرض ہوگی تاہم زکوٰۃ پیشگی ادا کرنا بھی جائز ہے اور اس میں تاخیر کی بھی گنجائش ہے اس لیے کوئی تاریخ مقرر کر لی جائے اگر کچھ آگے یا پیچھے ہو جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۸ ج ۳)

مسئلہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ سال کے کسی مہینے میں بھی جس تاریخ کو کوئی شخص نصاب کا مالک ہوا ہو ایک سال گزرنے کے بعد اسی تاریخ کو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ خواہ محرم کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ ہو اور اس شخص کو سال پورا ہونے کے بعد اس پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۸ ج ۳)

صاحب نصاب کو اگر تاریخ یاد نہ رہے:۔

آپ قمری ماہ کی جس تاریخ کو صاحب نصاب ہوئے تھے ہمیشہ وہی تاریخ آپ کی زکوٰۃ کے حساب کے لئے متعین رہے گی اس تاریخ میں آپ کے پاس سونا، چاندی، مال تجارت اور نقدی جو کچھ بھی ہو خواہ ایک روز قبل ملا ہو سب پر زکوٰۃ فرض ہوگی زکوٰۃ کا حساب ہمیشہ اسی تاریخ میں ہوگا۔ ادا جب چاہیں کریں۔ (جلدی ادا کرنا بہتر ہے موت کا اطمینان نہیں) اگر درمیان سال میں بقدر نصاب مال نہیں رہا مگر متعین تاریخ میں نصاب پورا ہو گیا تو بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ البتہ اگر درمیان میں مال بالکل نہ رہا تو اب پھر جس تاریخ میں صاحب نصاب ہوں گے وہ متعین ہوگی اگر صاحب نصاب بننے کی قمری تاریخ یاد نہ ہو تو غور

Marfat.com

دفکر کے بعد جس تاریخ کا ظن غالب ہو وہ متعین ہوگی۔ اگر کسی تاریخ کا بھی ظن غالب نہ ہو تو خود کوئی قمری تاریخ متعین کرلیں۔ (احسن الفتاوی صفحہ ۲۵۵ جلد ۴)

اختتام سال کا اعتبار ہے:۔

مسئلہ قمری سال کے ختم ہونے پر جس کے پاس جتنا مال ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ مثلاً کسی کا سال زکوٰۃ یکم محرم سے شروع ہوتا ہے تو اگلے سال یکم محرم کو اس کے پاس جتنا مال ہو اس پر زکوٰۃ ادا کرے' خواہ اس میں کچھ حصہ دو مہینے پہلے ملا ہو یا دو دن پہلے۔ الغرض سال کے دوران جو مال آتا ہے اس پر سال گزرنے کا حساب الگ سے نہیں لگایا جائے گا بلکہ جب اصل نصاب پر سال پورا ہوگا' تو سال کے اختتام پر جس قدر بھی سرمایہ ہو اس پورے سرمایہ پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ خواہ اس کے کچھ حصوں پر سال پورا نہ ہوا ہو۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۲ ج ۳)

زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر اگلے سال کا شمار کب سے ہے؟:۔

سوال:۔ گذشتہ زکوٰۃ ادا نہیں کی جا سکی' دوسرا سال شروع ہو گیا تو نئے سال کا حساب کس طرح کیا جائے؟

جواب:۔ جس تاریخ کو پہلا سال ختم ہوا' اس دن جتنی مالیت تھی' اس پر پہلے سال کی زکوٰۃ فرض ہوگی' اگلے دن سے دوسرا سال شروع سمجھا جائے گا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۸ ج ۳)

کیا رمضان میں ہی زکوٰۃ دینا چاہیے؟:۔

مسئلہ رمضان شریف کے علاوہ اور مہینوں اور دنوں میں زکوٰۃ دینا درست

Marfat.com

ہے رمضان شریف کی اس میں کچھ تخصیص نہیں ہے۔ بلکہ جس وقت بھی مال پر سال پورا ہو اسی وقت زکوٰۃ دینا بہتر ہے۔

البتہ جن کا سال زکوٰۃ کا رمضان المبارک میں پورا ہو وہ رمضان میں زکوٰۃ دیدے، یہ ضرور ہے کہ رمضان المبارک میں زکوٰۃ دینے میں ثواب ستر گنا زیادہ ہوتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۱۰۰ ج ۶)

مسئلہ ادائے زکوٰۃ کے لئے شرعاً کوئی مہینہ یا کوئی دن مقرر نہیں، البتہ بعض مہینوں اور دنوں کی فضیلت کو اس میں دخل ضرور ہے، یعنی جو مہینہ فی نفسہ متبرک ہے جیسے رمضان المبارک کہ اس میں صدقات وغیرہ کی ادائیگی بھی افضل ہے ہاں ضرورت اس کی ہے کہ جس مہینہ میں ادائے زکوٰۃ واجب ہے اس مہینہ میں ادا کرے اور پھر اسی مہینے کو اپنے لیے مقرر کر لے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۰۷ ج ۶۔ بحوالہ شامی ص۱۵ ج ۲)

زکوٰۃ کو رمضان تک روکنا کیسا ہے؟:۔

مسئلہ زکوٰۃ کے ادا کرنے میں ایک مثال حساب کے غلط ہونے کی بہت باریک ہے وہ یہ کہ اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ رمضان میں ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر ہے اس لیے رمضان المبارک میں زکوٰۃ نکالتے ہیں اور پھر رمضان ہی سلسلہ حساب کا رکھتے ہیں۔ پھر کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ نصاب کے مالک ہونے کی تاریخ سے جو سال شروع ہوا ہے وہ رمضان سے تین چار ماہ پہلے مثلاً ختم ہو گیا تھا تو اس شخص نے رمضان شریف سے حساب رکھنے کے لئے ان تین چار ماہ کی زکوٰۃ بھی دے دی۔ پھر آئندہ کے لئے رمضان سے رمضان تک حساب جاری رکھا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ رمضان سے تین چار ماہ بعد سال ختم ہوتا ہے تو یہ رمضان میں زکوٰۃ ادا کر کے اپنے کو جلدی سبکدوش سمجھ لیتا ہے مگر غلطی اس

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

میں یہ ہوتی ہے کہ جب رمضان میں یہ شخص زکوٰۃ نکالتا ہے تو جتنا مال رمضان شریف میں اس کی ملک میں ہے یہ اسی کی زکوٰۃ نکالتا ہے' حالانکہ احتمال ہے کہ جو ختم سال اس کا واقعی ہے اس میں نصاب اس وقت سے زیادہ ہو اور زکوٰۃ واقع میں اسی زیادہ حساب سے واجب ہو گی تو اس طور پر حساب سے کچھ زیادہ زکوٰۃ اس کے ذمہ رہ جائے گی اور اس طرح سے یہ حساب غلط ہو جائے گا۔ مثلاً اس کا سال رجب میں ختم ہوتا تھا اور اس وقت اس کے پاس ایک ہزار روپے تھا جس کی زکوٰۃ پچیس روپیہ ہوتی ہے اور رمضان شریف میں اس کے پاس آٹھ سو روپے رہ گئے۔ جس کی زکوٰۃ بیس روپے ہوتی ہے' تو اب اگر اس شخص نے اسی وقت کا نصاب دیکھ کر بیس روپے ادا کیے تو پانچ روپیہ اس کے ذمہ رہ گئے' اسی طرح اگر اس کا سال ذی الحجہ میں ختم ہوتا ہے اور رمضان میں اس کے پاس آٹھ سو روپے تھے مگر ذی الحجہ میں ہزار ہو گئے تب بھی بعینہ یہی غلطی ہوئی' اسی طرح ہر ختم سال پر یہی احتمال ہے۔

زکوٰۃ کا نصاب قدیم وجدید اوزان سے:۔

مسئلہ چاندی کا نصاب دوسو درہم یعنی بقدر ساڑھے باون تولہ ہے اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے اور اگر زیور دونوں طرح کا ہو تو سونے کی قیمت کر کے چاندی میں شامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی اور زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ دینا واجب ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۴۳ ج ۶ بحوالہ ہدایہ باب الزکوٰۃ المال ص ۱۷۷ ج ۱)

مسئلہ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا اور موجودہ اوزان سے ستاسی گرام' چار سو اناسی ملی گرام (۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام) اس شخص کے لئے جس کے پاس صرف سونا ہو' چاندی مال تجارت اور نقدی میں سے کچھ بھی نہ ہو۔ اسی طرح چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے اور موجودہ وزن سے چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام اس

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

صورت میں ہے کہ صرف چاندی ہو' سونا' مال تجارت اور نقدی (یعنی کیش) بالکل نہ ہو' اگر سونے یا چاندی کے ساتھ کوئی دوسرا مال زکوٰۃ بھی ہے تو سب کی قیمت لگائی جائے گی' اگر سب کی مالیت ستاسی گرام چار سو اناسی ملی گرام سونے یا چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو زکوٰۃ فرض ہے۔

خلاصہ نصاب:-

زکوٰۃ کے نصاب کا خلاصہ یہ ہے کہ سونا ساڑھے سات ۱/۲ ۷ سال تولہ ستاسی گرام چار سو اناسی ملی گرام یا چاندی ساڑھے باون تولہ چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام یا مال تجارت یا نقدی یا ان چاروں چیزوں (سونا' چاندی' مال تجارت' نقدی) میں سے بعض کا مجموعہ سونے یا چاندی کے وزن مذکور کی قیمت کے برابر ہو۔ (احسن الفتاوی ص ۲۵۴ ج ۴' و فقہ الزکوٰۃ ص ۲۰۱ ج ۱)

زکوٰۃ کا نصاب کونسا معتبر ہے؟:-

مسئلہ نصاب چاندی (جس مقدار پر زکوٰۃ ہے) ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام) ہوتا ہے' کیونکہ شریعت میں دراہم کے اندر وزن سبعہ معتبر ہے اور اس کی تصریح فقہا کی کتابوں میں ہے اور وزن سبعہ یہ ہے کہ دس درہم برابر سات انتقال کے ہوں' اس حساب سے دو سو درہم برابر ایک سو چالیس ۱۴۰ مثقال کے ہو گئے اور مثقال وزن مشہور ساڑھے چار ماشہ ہے۔

چنانچہ اس کی تصریح بہت جگہ موجود ہے اور علمائے کبار نے اس کو اختیار کیا ہے۔
پس دو سو درہم برابر چھ سو تیس ماشہ کے ہوئے اور اس کو بارہ پر تقسیم کرنے سے ساڑھے باون تولہ خارج قسمت نکلا' یہی نصاب فقہ ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۹۷ ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۳۸ ج ۲)

Marfat.com

نصاب کے کیا معنی ہیں؟:-

نصاب مال کی وہ خاص مقدار ہے جس پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی ہے مثلاً اونٹ کے لئے پانچ اور پچیس وغیرہ کے اعداد اور بکری کے لیے چالیس اور ایک سو اکیس وغیرہ کا عدد اور چاندی کے لئے دو سو درہم اور سونے کے لئے بیس مثقال (عالمگیری ص ۷ ج ۲)

چاندی کے نصاب کو معیار بنانے کی وجہ:-

سوال:- عام طور پر زکوٰۃ کے لیے شرط نصاب جو سننے میں آتا ہے وہ ہے ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان کی مالیت۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ ایک شخص کے پاس نہ سونا ہے نہ چاندی بلکہ پانچ ہزار روپے نقد ہیں۔ اسے کس نصاب پر عمل کرنا چاہیے۔ سونے پر یا چاندی پر؟

جواب:- آپ کے سوال کے سلسلہ میں چند باتیں سمجھ لینا ضروری ہے۔ اول کس مال میں کتنی مقدار واجب الاداء ہے؟ کس مال میں کتنے نصاب پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ یہ بات محض عقل و قیاس سے معلوم نہیں ہوسکتی' بلکہ اس کے لئے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مال کا جو نصاب مقرر فرمایا ہے اس کو قائم رکھنا ضروری ہے اور اس میں ردوبدل کی گنجائش نہیں' ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ نماز کی رکعت میں ردوبدل کی گنجائش نہیں۔ دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کا نصاب دو سو درہم (یعنی ساڑھے باون تولے تقریباً چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام) اور سونے کا نصاب مثقال (ساڑھے سات تولے یعنی تقریباً چار سو اناسی گرام ۸۷ ملی گرام مقرر فرمایا۔ اب خواہ سونے چاندی کی قیمتوں کے درمیان وہ تناسب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا قائم رہے یا نہ رہے

سونے چاندی کے ان نصابوں میں تبدیلی کرنے کا ہمیں حق نہیں۔ جس طرح فجر کی نماز میں دو کے بجائے چار رکعتیں اور مغرب کی نماز میں تین کے بجائے دو یا چار رکعتیں پڑھنے کا کوئی اختیار نہیں۔

سوم:۔ جس کے پاس نقد روپیہ پیسہ ہو یا مال تجارت ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے لیے سونے چاندی میں سے کسی ایک نصاب کو معیار بنانا ہوگا۔ رہا یہ کہ چاندی کے نصاب کو معیار بنایا جائے یا سونے کے نصاب کو؟ اس کے لیے فقہائے امت نے جو در حقیقت حکمائے امت ہیں یہ فیصلہ دیا ہے کہ ان دونوں میں سے جس کے ساتھ بھی نصاب پورا ہو جائے اسی کو معیار بنایا جائے گا۔ مثلاً چاندی کی قیمت سے نصاب پورا نہیں ہوتا (اور یہی آپ کے سوال کا بنیادی نکتہ ہے) تو چاندی کی قیمت سے حساب لگایا جائے گا اور اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ زکوٰۃ فقراء کے نفع کے لیے ہیں اور اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اس میں احتیاط بھی زیادہ ہے کہ جب کہ نقدی (کیش) چاندی کے نصاب کے ساتھ پورا ہو جاتا ہے اور دوسرے سونے کے ساتھ نصاب پورا نہیں ہوتا تو احتیاط کا تقاضہ یہ ہوگا کہ جس نصاب کے ساتھ (سونے یا چاندی کے) پورا ہو جاتا ہے۔ اسی کا اعتبار کیا جائے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵۶ ج ۳)

زکوٰۃ غفلت کی وجہ سے نہ دی تو کیا حکم ہے؟:۔

مسئلہ اگر کوئی صاحب نصاب ایک سال زکوٰۃ دینے سے غفلت کی وجہ سے قاصر رہا تو دوسرے سال اس کو موجودہ اور پچھلے سال کی زکوٰۃ دینی چاہیے اور حساب یہ ہے کہ پچھلے سال کے ختم پر جس قدر مال و روپیہ وغیرہ ہو اس کی زکوٰۃ دے دے اور اس سال جس قدر روپیہ وغیرہ ہے اس کی زکوٰۃ دے دے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۶۵، بحوالہ در مختار ص ۹ ج ۲)

Marfat.com
Marfat.com

صاحب نصاب کو جو مال دوران سال حاصل ہوا:۔

سوال:۔ میرے پاس سال بھر سے کچھ رقم تھی جو خرچ ہوتی رہی' شوال کے مہینے سے ماہ رجب تک میرے پاس دس ہزار روپے بچے اور رجب میں ہی ۳۵ ہزار بھی اس میں شامل کیے جائیں گے؟ جب کہ ۳۵ ہزار کو صرف تین ماہ کا عرصہ گزرا ہے؟

جواب:۔ جو آدمی ایک بار نصاب کا مالک ہو جائے تو جب اس نصاب پر ایک سال گزرے گا تو سال کے دوران حاصل ہونے والے کل سرمایہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی- ہر رقم پر الگ الگ سال گزرنا شرط نہیں- اس لیے رمضان المبارک میں آپ پر کل رقم کی زکوٰۃ واجب ہوگی جو اس وقت آپ کے پاس ہو- (آپ کے مسائل ص ۳۵۶ ج ۳' وعلم الفقہ ص ۳۰ ج ۴)

زکوٰۃ کا نصاب نقدی میں کتنا ہے؟

سوال:۔ کسی شخص کے پاس سونے و چاندی کا مقرر کردہ نصاب نہیں ہے تو فی زمانہ کتنے روپے نقد ہونے سے زکوٰۃ فرض ہوگی؟

جواب:۔ جتنے روپے میں ساڑھے باون تولہ چاندی خرید ی جا سکے- اتنے روپے کے مالک کو صاحب نصاب (نصاب والا شخص) قرار دیا جائے گا اور زکوٰۃ مال کا چالیسواں حصہ نکالنا ہوگی- (بہشتی زیور ۲۳ ج ۳ بحوالہ درمختار ص ۳۴ اج ۱ وفتاوی رحیمیہ ص ۲۱۳ ج ۳ وفتاوی محمودیہ ص ۵۰ ج ۳)

نقد کے ساتھ نصاب سے کم سونے کا حکم:۔

سوال:۔ اگر کسی کے پاس اڑسٹھ ہزار ۶۸ ہزار روپیہ اور چھ تولہ سونا ہے تو اس

Marfat.com

سونے پر بھی زکوٰۃ دی جائے یا صرف نقد روپے کی؟

جواب:- اس صورت میں زکوٰۃ سونے پر بھی واجب ہے- سال پورا ہونے کے دن جو قیمت ہو اس کے حساب سے چھ تولے سونے کی مالیت کو بھی رقم میں شامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے-(آپ کے مسائل ص ۳۵۶ ج ۳)

نصاب سے کم سونے کا حکم:-

مسئلہ اگر کسی کے پاس صرف نصاب سے کم سونا ہو اس کے ساتھ چاندی یا نقد روپیہ (کیش) اور دیگر قابل زکوٰۃ چیزیں نہ ہوں تو ساڑھے سات تولہ ۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام) سے کم سونے پر زکوٰۃ نہیں ہے-(آپ کے مسائل ص ۳۵۹ ج ۳)

نصاب سے کم سونے و چاندی کا حکم:-

سوال:- ایک عورت کے پاس کچھ زیور چاندی کا ہے اور کچھ سونے مگر دونوں نصاب سے کم ہیں تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اس صورت میں قیمت کا حساب لگا کر زکوٰۃ واجب ہو گی- مثلاً سونے کو چاندی کی قیمت میں کر کے کل مجموعہ کو دیکھا جائے گا- اگر نصاب چاندی کا پورا ہو گیا تو زکوٰۃ لازم ہوگی- یعنی سونے کی قیمت کو دیکھا جائے گا کہ اس قیمت سے کیا باون تولہ چاندی آ سکتی ہے اگر آ جائے تو زکوٰۃ واجب ہے- (فتاوی دار العلوم ص ۱۲۳ ج ۶ بحوالہ بحر الرائق ص ۲۳۰ ج ۲)

ضرورت اصلیہ کیا ہے؟:-

مسئلہ جو مال آدمی کے پاس موجود ہو وہ اس کی حاجت اصلی یعنی اس کی

Marfat.com

بنیادی ضروریات زندگی کے علاوہ ہو جیسے رہائشی مکانات' بدن کے کپڑے' گھریلو سامان' سواری' جانور (یا مشین' موٹر سائیکل' کار وغیرہ) خدمت گار غلام' اور استعمالی ہتھیاروں پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی- ایسے ہی خوردنی اشیاء پر اور آرائشی ظروف پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی- بشرطیکہ وہ سونے چاندی کے نہ ہوں- ایسے ہی جواہرات' موتی' یاقوت اور زمرد وغیرہ اگر تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی- اسی طرح اگر اخراجات کے لئے کچھ (ڈالر' روپے) سکے خریدے تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی- اسی طرح اہل علم کی کتابوں پر (جو ذاتی مطالعہ واستفادہ کے لئے ہوں) اور پیشہ وروں کے آلات کارکردگی پر زکوٰۃ واجب نہیں- (یہ سب ضرورت اصلیہ میں داخل ہوں گی) (فتاوی عالمگیری اردو ص ۷ ج ۴ وعلم الفقہ ص ۱۴ ج ۴)

زکوٰۃ کن چیزوں پر ہے؟:-

سوال:- زکوٰۃ کس کس چیز پر فرض ہے؟

جواب:- زکوٰۃ مندرجہ ذیل چیزوں پر فرض ہے-

۱- سونا جب کہ ساڑھے سات تولہ (۹'۴۷'۶۱۲ گرام) یا اس سے زیادہ ہو-

۲- چاندی جب کہ ساڑھے باون تولہ (۳۵'۶۱۲ گرام) یا اس سے زیادہ ہو-

۳- روپیہ پیسہ اور مال تجارت جب کہ اس کی مالیت ساڑھے باون تولہ (۳۵'۶۱۲ گرام) برابر ہو-

نوٹ:- اگر کسی کے پاس تھوڑا سا سونا ہے' کچھ چاندی ہے' کچھ نقد روپے ہیں' کچھ مال تجارت ہے' اور ان کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولے (۳۵'۶۱۲ گرام) چاندی کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے- اسی طرح اگر کچھ سونا ہے' کچھ چاندی ہے یا کچھ

Marfat.com

نقد روپیہ ہے یا کچھ چاندی کچھ مال تجارت کے لئے تب بھی ان کو ملا کر دیکھا جائے گا کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت بنتی ہے یا نہیں؟ اگر بنتی ہو تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں- الغرض سونا' چاندی' نقدی' مال تجارت میں سے دو چیزوں کی مالیت جب چاندی کے نصاب کے برابر ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے-

۴- ان چیزوں کے علاوہ چرنے والے مویشوں پر بھی زکوٰۃ فرض ہے اور بھیڑ بکری' گائے' بھینس اور اونٹ کے الگ الگ نصاب ہیں-

۵- عشری زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ فرض ہے جس کو عشر کہا جاتا ہے- (آپ کے مسائل ص ۳۵۴ ج ۳ و احسن الفتاوی ص ۲۸۷ ج ۴ و کتاب الفقہ ۹۶۸ ج' و علم الفقہ ص ۲۲ ج ۴)

کیا زکوٰۃ ہر سال ہے؟:-

مسئلہ جس روپیہ اور زیور پر ایک سال زکوٰۃ دی جائے گی' جب دوسرا سال پورا ہوگا پھر زکوٰۃ دینا لازم ہے- ہر سال زکوٰۃ واجب الاداء ہوتی ہے' خواہ اس روپے سے کچھ نفع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو- (فتاوی دار العلوم ص ۴۷ ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۱۳ ج ۲' کتاب الزکوٰۃ و کفایت المفتی ص ۱۴۴ ج ۴)

زکوٰۃ ادا کرنے میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟:-

مسئلہ جب مال پر پورا سال گزر جائے تو فوراً ادا کر دے' نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں کہ شاید اچانک موت آجائے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جائے اور اگر سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی' یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گزر گیا تو گناہ ہوا- اب توبہ کر کے دونوں سالوں کی زکوٰۃ دے دے' باقی نہ رکھے-

غرض اپنی زندگی میں گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ جو ادا نہیں کی تھی وہ ضرور ادا کرے-

Marfat.com

Marfat.com

(فقہ الزکوٰۃ ص ۳۶۲ ج ۲ بحوالہ فتح القدیر ص ۴۸۲ ج اوامداد مسائل الزکوٰۃ ص ۷۱ و در مختار ص ۱۳۰ ج ۱)

زکوٰۃ میں نیت کا حکم:۔

نیت بہر حال ضروری ہے' نیت ہی کے تحت فعل کے اثرات و نتائج مرتب ہوتے ہیں' اس لیے جب زکوٰۃ ادا کی جائے اسی وقت نیت ضروری ہے۔ یا اپنے مال سے واجب شدہ مقدار کو علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت ہونی چاہیے' اگر ایسی صورت ہوئی کہ زکوٰۃ کی نیت تو فی نفسہ کر لی' مگر اس وقت اس غرض سے کوئی رقم اپنے سرمایہ سے علیحدہ نہیں کی بلکہ اخیر سال تک بتدریج کچھ نہ کچھ زکوٰۃ دیتا رہا اور اس پوری مدت میں کسی وقت بھی زکوٰۃ کی نیت مال نکالتے اور ادا کرتے وقت نہیں کی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی' ہاں اگر اس طرح زکوٰۃ کا مال دینے کے دوران اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ یہ کیا دے رہے ہو تو وہ بلا تامل جواب دے کہ زکوٰۃ ہے تو اس کو نیت کہا جائے گا۔ اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر یہ کہاں کہ اخیر سال تک جو کچھ صدقہ کروں گا وہ سب زکوٰۃ ہی کی نیت سے ادا ہو گیا تو یہ جائز نہیں۔ (سراجیہ)

مسئلہ زکوٰۃ میں موکل کی نیت معتبر ہوتی ہے نہ کہ وکیل کی۔ (معراج الدرایہ)

مسئلہ کسی ذمی کو زکوٰۃ کی تقسیم کی ذمہ داری سپرد کی جاسکتی ہے اس لیے کہ جس نے زکوٰۃ دی ہے اس کی نیت کافی ہے۔ (محیط السرخسی)

مسئلہ وکیل کو رقم دینے کے بعد موکل کی نیت بدل گئی ہے جب کہ وکیل نے زکوٰۃ تقسیم نہ کی ہو۔ اب یہ رقم بعد والی نیت کے تحت ادا ہوگی جب کہ وکیل کو زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے کچھ رقم دی' مگر روپیہ تقسیم کرنے سے قبل موکل نے یہ رقم اپنی نذر (منت) میں دینے کی کر لی تو اب یہ رقم نذر کی شمار ہوگی۔ (سراج الوہاج)

Marfat.com

مسئلہ اگر کسی نادار شخص کی امانت کسی صاحب امانت کے پاس سے ضائع ہو جائے اور رفع نزاع کی خاطر وہ اس امانت کے بقدر رقم زکوٰۃ کی نیت سے اس شخص کو ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

مسئلہ کسی محتاج کو نیت کے بغیر کچھ رقم دی اور پھر اس نے زکوٰۃ کی نیت کر لی تو یہ نیت اس وقت صحیح ہوگی جب کہ نیت کے وقت تک اس محتاج شخص نے وہ رقم خرچ نہ کی ہو اگر خرچ کر لی تو اب زکوٰۃ کی نیت درست نہیں (اگر زکوٰۃ کی نیت کر بھی لی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی)۔ (معراج الدرایہ، بحرالرائق، عینی، ھدایہ، فتاوی دارالعلوم ص ۹۷ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۴ ج ۱)

مسئلہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کی جانب سے خود اسی کے مال سے اس کی زکوٰۃ ادا کر دی، پھر اس شخص نے اس کی اجازت دے دی تو اس وقت تک اگر دی ہوئی رقم اس مستحق کے پاس موجود ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، ورنہ ادا نہ ہوگی۔ (سراجیہ)

مسئلہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کی جان سے خود اسی کے مال سے اس کی زکوٰۃ ادا کر دی، پھر اس شخص نے اس کی اجازت دے دی تو اس وقت تک اگر دی ہوئی رقم اس مستحق کے پاس موجود ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، ورنہ ادا نہ ہوگی۔ (سراجیہ)

مسئلہ جس نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا مگر زکوٰۃ کی نیت نہیں کی تو بطور استحسان اس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی، یعنی قیاس کا تقاضہ تو یہی تھا کہ نیت کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہو مگر چونکہ اب اس کے پاس کوئی مالیت باقی نہیں رہی اس لیے اس صورت کے تحت زکوٰۃ اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی۔ (عالمگیری ص ۵ ج ۴)

مسئلہ زکوٰۃ کی مقدار کو باقی مال سے جدا کرتے وقت کی نیت بھی کافی ہے، اگرچہ یہ خلاف اصول ہے، کیونکہ مستحقین کو دیتے وقت نیت علیحدہ علیحدہ ہوگی اور ہر مرتبہ

Marfat.com
Marfat.com

نیت کرنے میں دشواری ہوگی' اس لیے زکوٰۃ کی رقم علیحدہ کرتے وقت کی نیت کافی ہوگی۔ لیکن محض جدا کرنے سے عہدہ برا نہیں ہوگا بلکہ فقراء کو دے کر عہدہ براء ہوگا۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۳۳۱ ج ۱)

بلانیت زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟:-

مسئلہ جو رقم بلانیت زکوٰۃ خیرات کی گئی وہ زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہوگی اور زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۶ ج ۶ و درمختار (ص ۱۳۰ ج ۱)

اور اگر کسی نے سارا مال ہی خیرات کر دیا تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی کیونکہ مال ہی ختم ہو گیا۔ (حافظ مختار احمد)

کیا گھر والے زکوٰۃ کی نیت سے کچھ رقم دے سکتے ہیں؟:-

سوال:- جس شخص کو زکوٰۃ دینی ہو' اگر اس کے گھر کے افراد زکوٰۃ کی نیت سے کسی کو کچھ دیدیں اور مالک کو اطلاع کر دیں تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر مالک (صاحب نصاب) نے پہلے سے اپنے گھر کے آدمیوں کی اجازت دے رکھی ہے' زکوٰۃ ادا کرنے کی تب تو اس کے گھر کے افراد نے بہ نیت زکوٰۃ کسی کو کچھ دیا' زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر ایسا نہیں تو پھر مالک کی اجازت دینے تک اگر وہ روپیہ زکوٰۃ کا اس کے پاس موجود ہے جس کو دیا گیا تو نیت زکوٰۃ صحیح ہوگی اور زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر خرچ ہو گیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۱ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۴ ج ۲)

کیا زکوٰۃ و صدقہ کا ثواب سب گھر والوں کو ملے گا؟

سوال:- اگر کسی گھر میں نو یا دس افراد ہیں اور ایک شخص کا اختیار تمام چیزوں پر

Marfat.com
Marfat.com

ہے اور مختار سب کی خوشی سے بنایا گیا ہے اگر وہ صدقہ دے گا تو اسی کو ثواب ملے گا یا سب گھر والوں کو؟

جواب:- جب کہ صدقہ خیرات کے مال مشترکہ سے ان کی اجازت سے ہے۔

کیا میت کے مال سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی؟:-

مسئلہ میت کے مال سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جائے گی کیونکہ زکوٰۃ کے لیے نیت شرط ہے۔ وہ اس صورت میں پائی نہیں گئی اور اگر مرنے والے نے زکوٰۃ ادا کرنے کی وصیت کی تھی تو زکوٰۃ کا اس کے تہائی مال سے لینا معتبر ہوگا۔ کل مال سے لینا معتبر نہیں ہے۔ کیونکہ وصیت تہائی مال میں جاری ہوتی ہے۔ البتہ اگر ورثاء کل مال سے دینا چاہیں تو کل مال سے لینا درست ہوگا۔ (درمختار ص ۴۹ ج ۲ و عالمگیری ص ۴۶ ج ۴)

کیا کاغذ کے نوٹ مال کے حکم میں ہیں؟:-

سونے اور چاندی کو خصوصیت قانون شرعی میں صرف اس لیے دی گئی کہ پوری دنیا میں وہی معیار زر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں کھایا نہیں جا سکتا' اوڑھا نہیں جا سکتا' بچھایا نہیں جا سکتا' ان کی اہمیت نقطہ یہ ہے کہ ان کے بدلے دوسری ضروریات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ایک گرام سونا دے کر آپ اپنی ضروریات زندگی فراہم کر سکتے ہیں اور یہ کاغذ کا نوٹ ہی دے کر آپ چاندی اور سونا بھی خرید سکتے ہیں۔ لہذا اس کاغذ کے نوٹ کی قانونی حیثیت جو بھی ہو وہ مسلمہ طور پر اور دولت ہے محض ظاہری شکل و ہیئت نے اس کی افادیت میں کوئی فرق واقع نہیں کیا۔

قرآن شریف میں دسیوں جگہ پر اللہ تعالیٰ نے رزق کا ذکر فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝"

Marfat.com

اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

یَرْزُقُکُمْ مِنَ السَّمَآءِ ۝

''وہ تمہیں رزق دیتا ہے آسمان اور زمین سے۔''

ہر پڑھا لکھا جانتا ہے کہ ایسی تمام آیات میں رزق سے مراد محض پکا ہوا کھانا' یا اناج (جنس) یا چاندی سونا یا جائیداد نہیں بلکہ وہ چیز ہے جسے محاورے میں ''مال و منال'' کہا جاتا ہے۔ کسی شخص کے پاس سونا' چاندی نہ ہو مگر ایک کروڑ روپے کاغذی نوٹوں کی شکل میں جمع ہوں تو اسے مفلس و غریب نہیں بلکہ مالدار کہیں گے۔ ان نوٹوں پر ''رزق'' کا اطلاق ہو گا کیونکہ یہ کاغذ کی بے فائدہ رسیدیں نہیں بلکہ اپنی پشت پر حکومت وقت کی ضمانت لیے ہوئے سکے ہیں جن سے ہر چیز پلک جھپکتے ہی خریدی جا سکتی ہے اور آج تو عرف عام میں سونا اور چاندی بھی ان کی کنیز و غلام ہیں۔ کیونکہ زندگی گزارنے کا ہر سامان یہ چٹکی بجاتے ہی مہیا کر سکتے ہیں۔

مزید دیکھیے گا' سورہ بقرہ میں فرمایا گیا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً

''جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال دن رات' چھپے اور کھلے خرچ کرتے ہیں ان کے لیے اللہ کے پاس ان کا اجر ہے۔ (پارہ نمبر ۳ البقرہ)

کیا آدمی دن رات' غرباء کو سونا و چاندی بانٹے گا؟ کیا اس آیت میں مال کا اطلاق سوائے ان سکوں کے بھی کسی اور چیز پر ہوتا ہے جن سے ہر چیز خریدی جاتی ہے۔

قرآن بار بار لفظ ''اموال'' بھی استعمال کرتا ہے۔ اموال مال ہی کی جمع ہے۔ مال ہر وہ شے ہے جس کے بدلے آپ کوئی ضرورت زندگی حاصل کر سکیں' اس کاغذ کے نوٹ سے بڑھ کر مال اور کیا ہو گا جسے کسی بھی ملک میں اس سرے سے لے کر اس سرے تک ہر فرد بلا تامل قبول کر کے بدلے میں مطلوبہ چیز دیتا ہے۔ ہندوستان کا نوٹ پاکستان میں یا

Marfat.com
Marfat.com

پاکستان کا نوٹ امریکہ میں نہ چلے- بغیر تبدیلی کرنسی کے تو اس سے اس کی حیثیت پر کیا اثر پڑا' جو زکوۃ کا بنیادی موجب ہے- یعنی اہل حاجت کی حاجت براری- آپ یہ کاغذی نوٹ پاکستان میں بیٹھ کر کسی امریکی غریب کو تو دے نہیں رہے ہیں جو اس کو میں لگائیں' خود فائدہ اٹھائے اور معاشرے کو اور سماجی اقتصادیات کو فائدہ پہنچائے- (فقہ الزکوۃ ص ۱ ج ۱)

مسئلہ جب تک بقدر نصاب روپیہ (وزیور) موجود ہے تو زکوۃ واجب ہونا خلاف عقل نہیں ہے کیونکہ جو شخص مالک نصاب ہے وہ شرعاً اور عرفاً غنی (مالدار) کہلاتا ہے اور مالدار کو محتاجوں کی خبر گیری اور ان کو اپنے پاس سے کچھ دینا مروت اور عقل کا مقتضیٰ ہے- (فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۳ ج ۶)

اسلام کے اس قانون زکوۃ کا منشا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ روپے جمع کر کے بے کار نہ رکھ چھوڑیں بلکہ اسے کاروبار میں یا زمین و جائیداد میں لگائیں تاکہ ملک اور قوم کو اس سے فائدہ ہو اور زکوۃ بار نہ گزرے- نقد جمع رکھنے سے ملک اور قوم کا کھلا نقصان ہے' کیونکہ جب اس روپے میں یا سونے چاندی میں نمو اور بڑھنے کی صلاحیت موجود ہے' اب کوئی اسے روک رکھے خرچ نہ کرے اور جو کام اس سے لینا ہے نہ لے' تو یہ روکنے یعنی جمع کرنے والے کا قصور ہے' زکوۃ کے واجب ہونے کا سبب زیادتی نہیں' اس حالت میں خود صلاحیت موجود ہے-

زکوۃ کے ڈر سے مسلم کو غیر مسلم لکھوانا کیسا ہے؟:-

سوال:- ایک صاحب نے ایک عورت کو مشورہ دیا کہ اگر وہ اپنے آپ کو غیر مسلم لکھوا دیں تو زکوۃ نہیں کٹے گا- (سرکاری طور پر) کیا ایسا کرنے سے ایمان پر اثر نہیں پڑے گا؟

Marfat.com
Marfat.com

جواب:- کسی شخص کا اپنے آپ کو غیر مسلم لکھوانا کفر ہے۔ زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ایسا کرنا ڈبل کفر ہے اور کسی کو کفر کا مشورہ دینا بھی کفر ہے۔ پس جس شخص نے غیر مسلم لکھوانے کا مشورہ دیا اس کو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیے اور اگر بیوہ عورت نے اس کے کفریہ مشورہ پر عمل کرلیا ہو تو اس کو بھی از سر نو ایمان کی تجدید کرنی چاہیے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۳ ج ۳)

بنک کا زکوٰۃ کاٹنا

سوال:- حکومت بینک میں جمع شدہ اموال کی زکوٰۃ کاٹتی ہے، کیا زکوٰۃ اداء ہوجائے گی؟ دوبارہ اداء کرنا تو ضروری نہیں؟ (سید رؤف، زردلی۔صوابی)

جواب:- اگرچہ حکومت کا طریق کار غلط ہے، تاہم ''مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی'' کے فیصلے کے مطابق زکوٰۃ اداء ہوجاتی ہے، دوبارہ اداء کرنا لازم نہیں۔

سپریم کورٹ کے تازہ فیصلے کے مطابق حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے لئے بھی درخواست دے کر زکوٰۃ کی کٹوتی سے استثناء کی رعایت دے دی گئی ہے، چونکہ تجارب سے ثابت ہوا کہ حکومت زکوٰۃ کو مصارف زکوٰۃ میں صرف کرنے کا سلسلہ میں احتیاط سے کام نہیں لیتی، اس لیے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق دی گئی مذکورہ رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے درخواست دے کر استثناء حاصل کرلینا چاہیے اور زکوٰۃ اپنی نگرانی میں صحیح مصرف پر خرچ کرنی چاہیے۔

کبھی ہم نے سوچا! کتنے لوگ ایسے ہیں جو مہنگی ادویات کی قوت خرید نہ رکھنے کی وجہ سے موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے

Marfat.com
Marfat.com

ہیں-لیکن قرض اتارنے کی غرض سے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلا سکتے - کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جو اپنی جوان بچیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کی طاقت نہیں رکھتے - کتنے ایسے ہیں جو پہننے کے لئے کپڑا اور جوتا نہیں خرید سکتے - کتنے ایسے ہیں جو مشکل سے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ پال رہے ہیں وغیرہ-

زکوٰۃ کے بچنے کے لئے مال کا ہبہ کرنا؟:-

مسئلہ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو ہبہ (بغیرہ پیسوں کے) کر دے اور ایک سال کے بعد رجوع کرے یعنی وہ ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے لے تو اس کی زکوٰۃ واہب (ہبہ کرنے والے) پر ہوگی نہ کہ موہب (جس کو دیا) پر- اور ہبہ کرنے سے پہلے جتنے زمانہ تک وہ مال واہب کے قبضہ میں رہا تھا وہ زمانہ کالعدم سمجھا جائے گا' اس کا حساب نہ کیا جائے گا- مثلاً کسی نے زکوتی مال (جس مال پر زکوٰۃ واجب ہوئی تھی) دس مہینے تک اپنے پاس رکھ کر کسی کو ہبہ کر دیا اور پھر چند روز کے بعد اس سے واپس لے لیا تو اب وہ زمانہ محسوب کر کے دو مہینے کے بعد اس پر زکوٰۃ دینے کا حکم نہ دیا جائے گا بلکہ از سر نو پورا سال گزر جائے گا- تب زکوٰۃ واجب ہوگی' جب اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی-

اور اگر کوئی شخص خاص کر زکوٰۃ کے ساقط (ختم) کرنے کی نیت سے یہ حیلہ کرے کہ زکوٰۃ کا مال جب ختم ہونے کے قریب آئے تو وہ مال کسی کو ہبہ کر دے' پھر واپس لے لے تو اگرچہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی مگر یہ فعل اس کا مکروہ تحریمی ہوگا- کیونکہ اس میں فقیروں کا نقصان اور ان کے حق کا باطل کرنا اور زکوٰۃ کے دروازہ کا بند کرنا ہے-(علم الفقہ ص ۳۲ ج ۴)

صاحب نصاب دلوالیہ ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا' لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا

Marfat.com

مال چوری ہوگیا یا اور کسی طرح سے جاتا رہا تو زکوٰۃ بھی معاف ہوگئی۔ اگر خود اپنا مال کسی کو دے دیا یا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی۔ وہ معاف نہیں ہوئی۔ بلکہ دینا پڑے گی (بہشتی زیور ص ۲۷ ج ۳ بحوالہ ھدایہ ص ۱۷۳ ج ۱)

مسئلہ سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہوگئی۔ (بہشتی زیور ص ۲۷ ج ۳ بحوالہ ہدایہ ص ۱۶۸ ج ۱)

مسئلہ کسی کے پاس دو سو روپے تھے ایک سال کے بعد اس میں سے ایک سو روپے چوری ہوگئے یا ایک سو روپے خیرات کر دیئے تو ایک سو روپے باقی ماندہ کی زکوٰۃ دینا پڑے گی اور ایک سو کی زکوٰۃ معاف ہوگی۔ (بہشتی زیور ص ۲۷ ج ۳ بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۵۹ ج ۱)

سونے و چاندی کا چالیسواں حصہ اگر پیسوں سے نکالا تو آئندہ زکوٰۃ کا حکم:-

سوال:- میرے پاس نصاب کا سونا آٹھ تولہ ہے۔ میں نے آٹھ تولے کی زکوٰۃ ادا کی (پیسوں سے) آئندہ سال تک میں نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا اور پچھلے سال کی زکوٰۃ نکال کر یہ سونا نصاب سے کم ہے یعنی موجودہ تو آٹھ تولے ہی ہے لیکن چونکہ میں آٹھ تولے کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ادا کر چکا ہوں تو وہ چالیسواں حصہ نکال کر پھر حساب بنے گا یا ہر سال آٹھ تولے پر ہی زکوٰۃ دینا ہوگی؟

جواب:- پہلے سال آپ کے پاس آٹھ تولے سونا تھا آپ نے اس کی زکوٰۃ اپنے پاس سے پیسوں سے ادا کر دی اور وہ سونا جوں کا توں آٹھ تولے محفوظ رہا تو آئندہ سال بھی اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ہاں اگر آپ نے سونا ہی زکوٰۃ میں دے دیا ہوتا اور سونے کی مقدار ساڑھے سات تولے سے کم ہوگئی ہوتی اور آپ کے پاس کوئی اور اثاثہ (سامان وغیرہ) بھی نہ ہوتا جس پر زکوٰۃ آتی ہو تو اس صورت میں آپ پر زکوٰۃ واجب نہ

Marfat.com
Marfat.com

ہوتی۔(آپ کے مسائل ص۳۶۶ ج۳)

مسئلہ لیکن سونے کی یہ مقدار تو آپ کے پاس محفوظ ہے اور سال پورا ہونے تک محفوظ رہے گی۔ اس لیے آئندہ سال بھی اس پوری مالیت پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ البتہ اگر سونے ہی کا کچھ حصہ زکوٰۃ میں ادا کر دیتیں اور باقی ماندہ سونا بقدر نصاب نہ رہتا تو اس صورت میں یہ دیکھنا ہوگا کہ اس سونے کے علاوہ تو آپ کے پاس کوئی ایسی چیز تو نہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ مثلاً نقد روپیہ یا تجارتی مال یا کسی کمپنی کے حصص (شیئرز) وغیرہ پس اگر سونے کے علاوہ کوئی اور چیز بھی موجود ہو جس پر زکوٰۃ آتی ہے اور وہ سونے کے ساتھ مل کر نصاب کی مقدار کو پہنچ جاتی ہے تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (آپ کے مسائل ص۶،۳۶۵ ج۳)

مسئلہ جس روپے کی زکوٰۃ ایک سال ادا کر دی گئی ہے تو اگر وہ روپے (نصاب کے برابر) آئندہ سال تک محفوظ رہے اور بقدر نصاب ہوں تو پھر اس میں آئندہ زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی اور جب نصاب سے کم ہو جائیں تو زکوٰۃ نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۵۴ ج۴)

کیا کاغذ کے نوٹوں پر زکوٰۃ ہے؟:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں درہم (چاندی کے سکہ) کو ہی وہ بنیادی اکائی تھی جس پر سارے لین دین چالو ہوتے تھے' اس کے بعد سونے کے دینار (سکے) کو یہ درجہ حاصل تھا' لیکن زیادہ تر کاروبار درہموں ہی پر ہوتا تھا' اس وقت باہر کی ترقی یافتہ دنیا بھی ان ہی پیمانوں سے آشنا تھی۔ اس لیے اس وقت شریعت نے مالی اعتبار سے لین دین' زکوٰۃ' صدقات وخیرات وغیرہ کی جتنی تفصیلات بیان کی ہیں وہ زیادہ تر درہم کو سامنے رکھ کر بیان کی ہیں' اس میں وزن کا بھی لحاظ کیا گیا ہے اور درہم کی عددی حیثیت کو بھی زکوٰۃ میں

Marfat.com
Marfat.com

خاص اہمیت حاصل ہے۔

اس وقت دنیا درہم کے چلن سے خالی ہو چکی ہے مگر درہم کی مالیت کا بدل رائج الوقت سکوں کو قرار دے کر زکوٰۃ کا تعلق ان سے قائم کر کے کیا جائے گا خواہ کسی جگہ روپیہ وقت کا سکہ ہو یا شلنگ یا پونڈ ہو ڈالر یا روبل ہو لیرہ یا دینار ہو دو سو درہم کی مالیت (ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت) کے بقدر موجودہ سکوں کی مالیت قائم کر کے ان سکوں کو درہم کا قائم مقام قرار دیا جائے گا' اس طرح ہر ملک میں ہر وقت زکوٰۃ کا یہ نصاب چالو اور نافذ ہو سکتا ہے۔ (فتاوی عالمگیری ص ۲۰ ج ۴)

مسئلہ نوٹ (کاغذ کے) جب کہ بقدر نصاب ہوں زکوٰۃ واجب ہے اور زکوٰۃ روپیہ سے ادا ہو جاتی ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۸۳ ج ۴)

مسئلہ کاغذ کے نوٹوں پر حولان حول یعنی سال گزرنے پر زکوٰۃ لازم ہو جاتی ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۶۳ ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۱۳ ج ۲)

مسئلہ جمہور فقہاء کے نزدیک کاغذ کے کرنسی نوٹوں پر زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ عام کاروبار میں سونے چاندی کی جگہ ان سے کام لیا جاتا ہے اور ان کا لین دین چاندی کے بجائے بغیر دشواری کے ممکن ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۹۸۴ ج ا و فقہ الزکوٰۃ ص ۳۶۵ ج ۱)

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی ضرورت سے زائد رزق دیا ہے وہ اپنے رزق کا کچھ حصہ ان بندگان خدا کی طرف منتقل کریں جنہیں رزق کم ملا ہے اور مزید رزق کے محتاج ہیں۔

نوٹ کی ٹھیٹ آئینی حیثیت خواہ کچھ ہو دیکھنا یہ ہے کہ اس پر مال و دولت کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں' آج ہی نہیں بلکہ ہمیشہ سے یہ اصطلاح زبان زد خاص و عام ہے کہ فلاں شخص مالدار ہے' اس اصطلاح کو استعمال کرتے ہوئے یہ شوشہ کسی کے ذہن میں نہیں ہوتا کہ اس شخص کے پاس لازماً سونا چاندی جمع ہے بلکہ صرف یہ بات ذہن میں ہوتی ہے کہ

Marfat.com
Marfat.com

یہ شخص پیسے والا ہے۔ اور آپ بھی لکھ پتی' کروڑ پتی اسے ہی کہتے ہیں جس کے پاس لاکھ' کروڑ روپے جمع ہوں خواہ کاغذی نوٹوں کی شکل میں' خواہ چاندی یا سونے کے سکوں کی شکل میں۔

آج کل تو کم سے کم ہمارے ملک میں چاندی یا سونے کے سکوں کا سوال ہی نہیں۔ ناپید ہیں۔ دولت یا تو جائیداد کی شکل میں ہوتی ہے یا کاغذی نوٹوں کی شکل میں۔ یہ کاغذ کا نوٹ ہی وہ چیز ہے جس سے آپ بازار کی ہر چیز خریدتے ہیں' خریدار اور فروخت کنند کے درمیان یہ بحث نہیں اٹھتی کہ یہ اصل دولت ہے یا اس کی رسید' سونے و چاندی سے بڑھ کر ان کاغذوں میں تاثیر ہے کہ مثلاً ایک ماشہ چاندی یا سونا لے کر آپ سبزی فروش کی دوکان پر چلے جائیں کہ لاؤ دو کلو گوبھی اور ایک کلو آلو دے دو اور باقی پیسے لوٹا دو تو وہ آپ کی صورت دیکھ کر ہنسے گا اور طرح طرح کی چہ می گوئیاں ہوں گی۔ لیکن یہ کاغذ کا نوٹ لے کر آپ جائیں تو کسی بحث اور تاخیر کے بغیر آپ کو ترکاری وغیرہ اور بقیہ ریزگاری وغیرہ مل جائے گی۔ اسی کا نام ہے دولت۔ یہی ہے وہ چیز جس کی غریب کو حاجت ہے۔ فاقہ کش کے لئے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے آپ کا دیا ہوا یہ کاغذ کا نوٹ ہی کافی ہو جاتا ہے اور نان بائی' ہوٹل والا اس سے یہ بحث نہیں کرتا کہ تم دولت نہیں بلکہ صرف رسید لیے پھر رہے ہو' خلاصہ یہ کہ کاغذ کے نوٹوں پر نصاب کے برابر ہو جائیں تو زکوٰۃ ہے۔

جمع شدہ نوٹوں پر زکوٰۃ کیوں ہے؟:۔

مسئلہ روپیہ حقیقتاً رکھنے (جمع) کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ کام (تجارت) بڑھانے کے لئے ہے۔ اس کو بے کار و محفوظ رکھنا اصل کے خلاف ہے۔ اس لیے اس کے رہنے اور رکھنے میں زکوٰۃ ساقط نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۴۵ ج ۴)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ضروریات کے لیے جو رقم ہے اس کا حکم:-

سوال:- ایک شخص کے پاس کئی ہزار روپے جمع ہیں اس پر سال بھی گزر چکا ہے مگر اس کے پاس نہ مکان ہے اور نہ ہی گھریلو سامان ابھی شادی بھی نہیں کی انہی ضروریات کے لئے روپیہ جمع کر رکھا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب:- اس پر زکوٰۃ فرض ہے البتہ اگر سال پورا ہونے سے قبل تعمیر مکان کا سامان یا گھریلو استعمال کی اشیاء وغیرہ خرید لے تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۱ ج ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۷ ج ۲)

مسئلہ اگر نصاب کے بقدر رقم کسی خاص مقصد مثلاً بہن وغیرہ کی شادی کے لئے جمع کر رکھی ہو تب بھی اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۲ ج ۳)

مسئلہ اپنی کسی خاص ضرورت کے لیے جو روپیہ جمع کیا ہے تو اس پر بھی ایک سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۴ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۳ ج ۲)۔ یعنی سال کے اندر اندر اگر ختم ہو جائے تو زکوٰۃ نہیں ہے اور باقی نصاب کے برابر ہے تو زکوٰۃ ہے۔ (ایس حافظ مختار احمد)

کیا گھر کے تمام افراد کے مال کی زکوٰۃ گھر کے سربراہ پر ہے؟:-

سوال:- میں گھر کا سربراہ ہوں میرے دونوں لڑکے صاحب روزگار ہیں اور میرے لڑکوں کی بیویوں کے پاس کم سے کم بارہ بارہ تولہ فی کس زیورات ہیں اور میری اہلیہ کے پاس پانچ تولہ کے زیور اور کنواری لڑکی کی شادی کے لئے تین تولہ کے زیورات ہیں جس کو ایک سال سے خرید کر رکھا ہوا ہے۔ نیز آج کل مشترکہ خاندان میں بھی زیور ہر متعلقہ عورت کی ذاتی ملکیت ہی شمار ہوتا ہے۔ ایک عورت کا زیور دوسری عورت مستقل طور پر نہیں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

لے سکتی- یہاں تک کہ ساس اپنی بہو کا زیور اپنی لڑکی کو نہیں دے سکتی- کیا ایسی صورت میں مجھے گھر کے تمام زیور کی مالیت کے مطابق زکوٰۃ نکالنا چاہیے؟ یا فرداً فرداً کے حساب سے؟

جواب:- زکوٰۃ کے واجب ہونے میں ہر شخص کی انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے- آپ کی بہوؤں کے پاس جو زیور ہے' دیکھنا یہ ہے کہ اس کا مالک کون ہے؟ آپ کی بہوؤں کا زیور اگر ان کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ ان کے ذمہ واجب ہے اور اگر کچھ زیور بہوؤں کی ملکیت ہے- مثلاً جو زیور ان کے میکے سے ملا ہے اور کچھ لڑکوں کی ملکیت تو اگر ہر ایک کی ملکیت نصاب کو پہنچتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں' اسی طرح آپ کی اہلیہ کے پاس جو سونا ہے وہ اگر اس کی مالک ہیں اور اس کے علاوہ ان کی ملکیت میں کوئی روپیہ پیسہ نہیں تو ان کے ذمہ زکوٰۃ نہیں ہے (کیونکہ صرف پانچ تولہ پر زکوٰۃ نہیں ہوتی) اور اگر وہ سونا آپ کی ملکیت ہے تو دوسرے اموال زکوٰۃ کے ساتھ اس زیور کی زکوٰۃ بھی آپ کے ذمہ ہوگی- آپ نے لڑکی کے لئے جو سونا خرید رکھا ہے- اس کے بارے میں یہ دیکھنا ہوگا کہ آپ نے وہ سونا لڑکی کے لئے جو سونا خرید رکھا ہے' اس کے بارے میں بھی یہ دیکھنا ہوگا کہ اپ نے وہ سونا لڑکی کی ملکیت کر دیا ہے یا نہیں؟ اگر لڑکی کی ملکیت نہیں تو اس کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ ہے اور اگر لڑکی کی ملکیت ہے اور اس کے پاس کوئی نقد روپیہ پیسہ نہیں ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر کچھ روپیہ بھی اس کے پاس ہے تو زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب ہے- (آپ کے مسائل ص ۳۵۰ ج ۳)

انفرادی ملکیت پر زکوٰۃ ہے:-

سوال:- کسی گھر میں تین بھائی اکٹھے رہتے ہوں ایک ہی جگہ کھاتے ہوں' لیکن کماتے الگ ہوں ہر ایک کی بیوی کے پاس ڈھائی یا تین تولہ سونا ہو اور سب کا ملا کر

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تقریباً ساڑھے آٹھ تولہ سونا بنتا ہو تو کیا ان کو اس زیور کی زکوٰۃ ادا کرنا ہو گی؟

جواب:- اگر ان کے پاس اور کوئی مال نہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہو اور وہ نصاب کی حد کو پہنچتا ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں- کیونکہ نصاب زکوٰۃ میں انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے اور یہاں کسی کی انفرادی ملکیت بقدر نصاب نہیں-(آپ کے مسائل ص ۳۴۹ ج ۳)

مشترکہ گھر داری میں زکوٰۃ کا حکم:-

سوال:- ہمارے گھر میں یہ طریقہ ہے کہ سب بھائی تنخواہ لا کر والدہ کو دیتے ہیں جو گھر کا خرچ چلاتی ہیں جب کہ زیور اور کچھ بچت کی رقم ہمارے پاس ہوتی ہے تو کیا زکوٰۃ دینی ہمارے ذمہ ہے یا والدہ صاحب کے؟

جواب:- اگر وہ سونا اور بچت کی رقم اتنی ہو کہ اگر اس کو تقسیم کیا جائے تو سب بھائی صاحب نصاب ہو سکتے ہیں تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں-(آپ کے مسائل ص ۳۴۹ ج ۳ و در مختار ص ۵۸ ج ۲)

مسئلہ اگر کچھ مال چند لوگوں کی شرکت میں ہو تو ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر کے اگر نصاب پورا ہوتا ہو تو زکوٰۃ اس پر فرض ہو گی ورنہ نہیں-(علم الفقہ ص ۲۸ ج ۴)

جو مال کسی دوسرے کے قبضہ میں رہے اس کا حکم:-

سوال:- زید کا مال اس کے والدین اور بھائی کے قبضہ میں رہا سن بلوغ سے اس وقت تک کہ اب زید کی عمر بائیس سال ہے- اب زید اپنے کل مال پر قادر و قابض ہوا ہے تو زکوٰۃ کیسے اور کب سے ادا کرنا چاہیے؟

جواب:- آئندہ کو جب سے اس کے قبضے میں مال آیا ہے ایک سال گزرنے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

پر زکوٰۃ ادا کرے' گذشتہ مدت کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۵ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۸ ج ۲ باب زکوٰۃ المال)

جو مال باپ اور بیٹے نے کمایا' اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟:۔

سوال:۔ (۱) زید نے اپنا کمایا ہوا مال والدین کے پاس رکھ دیا اور والد کو اختیار تام حاصل ہے تو زکوٰۃ کس پر واجب ہے؟

(۲) اور ایک مال والد اور لڑکے دونوں نے کمایا' والد کے قبضہ میں ہے اور وہی متصرف ہے' زکوٰۃ کس پر ہے؟

جواب:۔ (۱) جو مالک ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یعنی لڑکے پر۔

(۲) اور اس صورت میں چونکہ والد کو تمام تصرفات اور انتظامات کے متعلق اختیار تام حاصل ہے تو پھر زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی انہی کے ذمہ ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۰ ج ۲ بحوالہ ہدایہ ص ۱۶۵ ج ۱ کتاب الزکوٰۃ)

مسافر پر زکوٰۃ کا حکم:۔

مسئلہ مسافر پر بھی (جب کہ وہ صاحب نصاب ہو) اپنے مال کی زکوٰۃ اس لیے واجب ہے کہ وہ اپنے نائب کے ذریعہ سے اپنے مال میں تصرف کی قدرت رکھتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۷ ج ۴)

کیا استعمال والے زیور پر زکوٰۃ ہے؟:۔

سوال:۔ زیورات جو عورت کے استعمال میں رہتے ہیں' کیا ان پر زکوٰۃ ہے؟ کیونکہ استعمال میں رہنے والی اشیاء پر زکوٰۃ نہیں ہے اور بعض عرب لوگ ایسے زیور کی زکوٰۃ

Marfat.com

نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ روزمرہ استعمال کی چیز ہے۔

جواب:۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسے زیورات پر بھی زکوٰۃ ہے جو استعمال میں رہتے ہوں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۴ ج ۳)

مسئلہ زیور سونے و چاندی کا جب بمقدار نصاب ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہے استعمال کرے یا نہ کرے۔ (ہدایہ ص ۱۷۷ ج ۱)

مسئلہ نقد روپیہ اور زیور غرض سونے و چاندی کی ہر چیز اور سکہ پر زکوٰۃ ایک سال گزرنے کے بعد لازم و فرض ہے اگر چہ وہ (زیور روپیہ پیسہ بغرض حفاظت) دفن ہو یا استعمال میں نہ آتا ہو۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۱۷ ج ۲ بحوالہ ردالمختار ص ۴۲ ج ۲)

مسئلہ ابوحنیفہؒ کے نزدیک زیورات پر بہرحال زکوٰۃ واجب ہے خواہ وہ مردوں کے ہوں یا عورتوں کے، تراش کر بنے ہوں یا پگھلے کر برتن ہوں یا کچھ اور، استعمال میں آتے ہوں یا نہ آتے ہوں۔ یعنی اگر نصاب کے برابر ہوں گے تو زکوٰۃ ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۹۷۸ ج ۱)

زیور کی زکوٰۃ سے متعلق چند سوالات:۔

سوال:۔ (۱) مختلف اوقات میں مختلف زیور خریدے گئے ان پر زکوٰۃ کب فرض ہوگی؟

(۲) زیورات کی خرید کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا کہ موجودہ قیمت پر؟

(۳) زیورات کی قیمت میں موتیوں اور نگینوں کی قیمت اور بنائی کی بھی اجرت لگائی جائے گی یا کہ صرف سونے کی قیمت لگائیں گے؟

(۴) زیور میں سونے کے علاوہ ملاوٹ بھی ہوتی ہے کیا اس کی زکوٰۃ بھی فرض ہے؟

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جواب:- آپ کے پاس جس روز اتنا مال ہو گیا کہ سونا' چاندی' مال تجارت اور نقدی ان چاروں یا بعض کا مجموعہ یا ان میں سے کوئی ایک چیز ۳۵'۶۱۲ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہوگی- اس روز آپ صاحب نصاب ہو گئے- اس دن کی قمری تاریخ یاد رکھیں' ایک سال کے بعد پھر جب یہی قمری تاریخ آئے گی' اس میں آپ کے پاس مذکورہ چاروں چیزوں میں سے جو مقدار موجود ہوگی اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی' اگرچہ کوئی چیز تاریخ مذکورہ سے صرف ایک ہی روز پہلے آپ کی ملک میں آئی ہو' بشرطیکہ اس تاریخ میں نصاب پورا ہو' یعنی چاروں چیزوں کا مجموعہ ۳۵'۶۱۲ گرام چاندی کی قیمت سے کم نہ ہو-

(۲) جس قمری تاریخ میں سال پورا ہوا اس میں جو نرخ ہوا ہوگا وہ لگایا جائے گا-

(۳) صرف سونے کی قیمت پر زکوٰۃ ہے' موتیوں اور نگینوں کی قیمت اور زیور بنوانے کی اجرت نہیں لگائی جائے گی-

(۴) زیور بنانے میں جس حساب سے ملاوٹ شامل کی گئی' اس قسم کے مخلوط قیراطی سونے کی قیمت لگائی جائے گی- (احسن الفتاوی ص ۲۷۰ ج ۴)

بیوی کا زیور اور قرض مرد پر:-

مسئلہ زیور بیوی کا ہے اور قرض مرد کے ذمہ ہے' اس لیے زکوٰۃ ادا کرتے وقت اس قرض کو منہا (وضع نہیں کیا جائے گا' بلکہ بیوی پورے زیور کی زکوٰۃ ادا کرے گی' البتہ اگر بیوی کے ذمہ قرض ہو تو وہ منہا کیا جائے گا- (آپ کے مسائل ص ۳۴۷ ج ۳)

کیا زکوٰۃ میں شوہر کی اجازت ضروری ہے؟:-

مسئلہ اگر وہ زیور شوہر کا دیا ہوا اور بنوایا ہوا ہے اور اس نے بیوی کی ملک نہیں کیا جیسا کہ (بعض جگہ کا) عرف ہے تو اس کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ ہے عورت پر اس کی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ اگر شوہر اس کی زکوٰۃ نہ دے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔ عورت گنہگار نہیں ہو گی اور اگر وہ زیور عورت کے جہیز میں اس کے والدین کی طرف سے آیا ہوا ہے تو وہ اس کی ملک ہے۔ اسی میں سے کچھ حصہ (یا) فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کرے اور شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ فتاوی دار العلوم ص ۱۲۰ ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۵۰۲ ج ۲)

زیورات کی زکوٰۃ عورت کہاں سے دے؟:۔

سوال:۔ زیورات عورت کی ملکیت ہوتے ہیں۔ اس کی زکوٰۃ کا بوجھ مردوں پر کیوں ڈالا جاتا ہے؟ اور اگر عورت خود ادا کرے تو کہاں سے کیونکہ اس کے پاس سوائے زیورات کے اور کچھ (نقد) نہیں ہے؟

جواب:۔ جو زیور عورت کا مملوکہ و مقبوضہ ہے اور نصاب کی برابر ہے' اس کی زکوٰۃ اس عورت ہی کے ذمہ واجب ہے' اگر اس کا شوہر تبرعاً بیوی کی طرف سے دے دے یا عورت شوہر سے لے کر دے دے یا جو خرچ اس کا شوہر اس کو دیتا ہے' اس میں سے (بچا کر) ادا کر دے تو یہ جائز ہے اور اگر کچھ بھی نہ ہو سکے تو اس عورت کو اسی زیور میں سے زکوٰۃ دینی پڑے گی۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۸۵ ج ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۴۰ ج ۲)

زیور کا کچھ حصہ بقدر زکوٰۃ دے دیا جائے گا کہ یہ فرض اللہ تعالیٰ کا ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۰۹ ج ۶ و آپ کے مسائل ص ۳۳۵ ج ۳)

کیا بیوی کے زیور کی زکوٰۃ مرد پر ہے؟:۔

سوال:۔ ایک تھوڑی آمدنی والے شخص کی بیوی شادی کے موقع پر دس تولہ سونا زیورات کی شکل میں لاتی ہے' کیا شوہر کے لیے ضروری ہے کہ ہر حال میں اس کی زکوٰۃ ادا کرے؟

جواب:۔ چونکہ یہ زیورات بیگم صاحبہ کی ملکیت میں ہیں اس لیے ان زیورات

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کی زکوٰۃ بیگم صاحب کے ذمہ ہے' غریب شوہر کے ذمہ نہیں' عورت کو چاہیے کہ ان زیورات کا بقدر واجب حصہ زکوٰۃ میں دے دیا کرے' اپنی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ نہ ڈالے۔

مسئلہ زیور اگر بیوی کی ملکیت (بقدر نصاب ہے تو زکوٰۃ اسی کے ذمہ ہے لیکن اگر بیوی کے کہنے پر اس کی طرف سے مرد زکوٰۃ ادا کر دے تو ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۵ ج ۳)

شوہر اور بیوی کی زکوٰۃ کا حساب:۔

سوال:۔ شادی پر لڑکیوں کو جو زیورات ملتے ہیں وہ ان کی ملکیت ہوتے ہیں لیکن وہ زکوٰۃ اپنے شوہروں کی کمائی ہوئی رقم سے ادا کرتی ہیں تو کیا اس صورت میں اگر شوہروں کے پاس بھی کچھ رقم لیکن نصاب سے وہ کم ہو تو کیا اس رقم کو بیویوں کے زیورات کی مالیت میں شامل کر کے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا دونوں کا حساب الگ الگ ہوگا؟

جواب:۔ دونوں کا الگ الگ حساب ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۶ ج ۳)

دلہن کو جو زیور دیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟:۔

سوال:۔ دولہا کا باپ دلہن کو جو زیور چڑھاتا ہے (دیتا ہے) اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟

جواب:۔ وہ زیور جو دولہا کا (یعنی لڑکے کا) باپ دیتا ہے وہ زیور ہمارے عرف میں دلہن کی ملک نہیں ہے لہذا اس کی زکوٰۃ دولہا کے باپ کے ذمہ ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۴۷ جلد ۶ و کفایت المفتی ص ۲۴۶ جلد ۴)

(اور جہاں عرف میں وہ زیور دلہن کی ملک قرار پاتا ہے اس کی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ دلہن پر ہوگی۔)(الیس حافظ مختار احمد)

کیا مہر کے وصول ہونے سے قبل زکوٰۃ ہے؟:۔

سوال:۔ عورت کا مہر جو کہ شوہر نے ادا نہیں کیا تو اس صورت میں عورت کے ذمہ مہر کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب:۔ زکوٰۃ اس پر وصول ہونے سے پہلے واجب نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۵۷ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۳ ج ۲ فتاوی محمودیہ ص ۸۷ ج ۳)

مسئلہ حنفیہ کے نزدیک پورے طور پر مالک ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مال قبضے میں ہو۔ اگر کوئی شخص ایسی چیز کا مالک قرار پایا جو ابھی تک اس کے قبضے میں نہ آئی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسے عورت کا مال مہر کہ جب تک اس کے قبضہ میں نہیں آیا اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے اس طرح اس مال پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے جس پر کوئی شخص قابض ہو لیکن اس کا مالک نہ ہو جیسے مقروض کہ مال تو اس کے قبضہ میں ہوتا ہے لیکن مالک اس کا دوسرا شخص ہوتا ہے۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۹۶۱ ج ۱)

(مہر وصول ہونے سے قبل زکوٰۃ واجب نہیں وصول ہونے کے بعد اس روپے پر پورا ایک سال بھی گزر جائے جب ڈھائی فی صد کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی اور جو روپیہ سال کے اندر خرچ ہو گیا ہے اس پر نہیں ہے صرف بچت پر ہے اور گذشتہ سالوں کی بھی نہیں ہے۔)

مہر والی عورت کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ ایک عورت کا مہر تین ہزار روپے ہے لیکن اس کا شوہر بہت غریب ہے کہ ادا نہیں کرسکتا تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر اس کا شوہر امیر

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہے لیکن مہر نہیں دیتا' یا اس عورت نے اپنا مہر معاف کر دیا ہے تو بھی اس عورت کو زکوٰۃ دینا درست ہے' لیکن جس عورت کو یہ امید ہو کہ جب اپنے شوہر سے مہر مانگوں گی وہ ادا کر دے گا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کی رقم دینا درست نہیں ہے۔ (امداد مسائل الزکوٰۃ ص ۴۷)

کیا بیوی کا مہر زکوٰۃ کے واجب ہونے میں مانع ہے؟:-

مسئلہ مقدار نصاب کا مالک ہونے کے بعد زکوٰۃ اسی وقت واجب ہوتی ہے جب آدمی پر اتنا زیادہ قرض نہ ہو کہ اس کے ادا کرنے میں نا ب زکوٰۃ باقی نہ رہ سکے اس قرض سے حقوق اللہ مستثنیٰ ہیں یعنی بندوں پر اللہ تعالیٰ کے جو قرض ہیں مثلاً کفارے' صدقہ فطر' سفر حج وغیرہ ان کے اخراجات منہا (وضع) کرنے کے بعد اگر مال اتنا نہ رہتا ہو کہ زکوٰۃ واجب ہو سکے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوگی اور یہ حقوق اللہ زکوٰۃ کے واجب ہونے میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ (خلاصۃ الفتاوے ص ۲۴۰ ج ۱)

البتہ بندوں کے جو حقوق ہوں ان کی ادائیگی کے بعد اگر نصاب باقی نہ رہتا ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اس کا تقاضہ ہے کہ بیوی کے مہر کی رقم وضع کرنے کے بعد اگر نصاب باقی نہ رہ پاتا ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ مگر عملاً چونکہ اس زمانہ میں لوگ مہر کی طرف سے بہت غافل ہو چکے ہیں اور بیویاں عموماً اسے معاف کر دیتی ہیں اس لیے اس قرض کی وجہ سے زکوٰۃ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور زکوٰۃ واجب ہوگی۔

فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اگر مرد کے ذمہ مہر موجل ہو اور اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو یہ قرض وجوب زکوٰۃ کے لیے رکاوٹ نہیں ہوگا۔ (فتاوی عالمگیری ص ۸۹ ج ۱) و جدید فقہی مسائل ص ۱۲۴)

مسئلہ مہر موجل (جو فوری طور پر واجب الادا نہیں) جیسا کہ عموماً ہوتا ہے

Marfat.com

مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے یعنی یہ قرض (عورت کا) مہر موجل روپیہ سے وضع نہ کیا جائے گا بلکہ تمام روپیہ موجودہ کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

مثلاً اگر کسی کے پاس دس ہزار روپیہ موجود ہے اور پانچ ہزار کا قرض مہر موجل دینا اس کے ذمہ ہے تو وہ شخص پورے دس ہزار روپے کی زکوٰۃ ڈھائی سو روپے ادا کرے گا۔
(فتاوی دار العلوم ص ۴۶ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۶ ج ۲)

مسئلہ شوہر کے ذمہ دین مہر واجب ہے اگر وہ معجّل ہے یعنی جس وقت بھی بیوی طلب کرے اس کا ادا کرنا ضروری ہے یا مہر موجل (فوری نہیں) ہے لیکن شوہر خود ہی اس کو ادا کرنے کی فکر اور سعی میں لگا ہوا ہے اور جمع کر رہا ہے تاکہ ادا کرے تو ایسا دین (قرض) مانع عن وجوب زکوٰۃ ہے۔ اس مقدار دین کے علاوہ اس کے پاس بقدر نصاب مال ہوگا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں اور اگر شوہر ادا کرنے کی فکر وسعی میں لگا ہوا نہیں ہے بلکہ اس کو اطمینان ہے کہ ادا نہیں کرنا' تو ایسا دین مانع عن وجوب زکوٰۃ نہیں ہے۔
(فتاوی محمودیہ ص ۱۰۴ ج ۱۳)

عورت کو مہر مل جانے پر زکوٰۃ کا حکم:-

اگر کسی عورت کو نکاح کے بعد پورا مہر مل جائے اور ایک سال تک اس کے قبضے میں رہے اور اس کے بعد اس کا شوہر خلوت صحیحہ سے قبل اس عورت کو طلاق دے دے اور دیئے ہوئے مہر میں سے نصف واپس کر لے تو اگر وہ مہر نقد یعنی سونے' چاندی کی قسم سے ہے تو اس عورت کو پورے مہر کی زکوٰۃ دینا ہوگی اور اگر وہ نقد کی قسم سے نہیں ہے تو پھر پورے مہر کی زکوٰۃ اس کے ذمہ نہ ہوگی بلکہ نصف کی ہوگی۔ (علم الفقہ ص ۳۲ ج ۴)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مہر میں ملی ہوئی زمین کا حکم:-

سوال:- ایک زمین جو میں نے تجارت کی نیت سے لی تھی' وہ یا اس کا ایک حصہ میں اپنی اہلیہ کو اس کے مہر کی رقم کے بدلے میں دینا چاہتا ہوں' کیا میری اہلیہ کو اس زمین کے حصہ پر زکوٰۃ دینی ہوگی؟ اگر وہ اس کو گھر بنانے کی نیت سے رکھنا چاہے؟

جواب:- آپ کی اہلیہ پر اس زمین کی زکوٰۃ فرض نہیں' خواہ اس میں تجارت کی نیت کرے یا تعمیر کی' البتہ مہر کی رقم کے عوض میں آپ سے خریدتے وقت اگر اس کی تجارت کی نیت ہو تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (احسن الفتاوی ص ۲۵۶ ج ۴)

مسئلہ عورت کا مہر مثلاً دس کوئنل گیہوں تھا' اس نے وصول کرتے وقت اس میں تجارت کی نیت کی کہ اس میں تجارت کروں گی اور کھاؤں گی نہیں تو صرف نیت تجارت سے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب تک عملی تجارت نہ کرے۔ (احسن الفتاوی ص ۲۹۵ ج ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۵ ج ۲)

کیا استعمال والے زیورات پر زکوٰۃ ہے؟:-

مسئلہ زیور سونے و چاندی کا جب بمقدار نصاب ہو' اس میں زکوٰۃ واجب ہے' استعمال کرے یا نہ کرے۔ (ہدایہ ص ۱۷۷ ج ۱)

مسئلہ سونے و چاندی کی ہر چیز اور سکہ پر زکوٰۃ ایک سال گزرنے پر ہے' اگرچہ وہ دفن ہو یا استعمال میں نہ آتا ہو۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۱۷ ج ۶)

زیور کے نگ اور کھوٹ کا حکم:-

مسئلہ سونے کے زیور میں جو نگ وغیرہ لگاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ

Marfat.com

ان کو الگ کیا جاسکتا ہے' البتہ جو کھوٹ ملا دیتے ہیں وہ سونے کے وزن میں شمار ہوگا' اس کھوٹ ملے سونے کی بازار میں جو قیمت ہوگی' اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶۵ ج ۳)

جڑاؤ زیورات کی زکوٰۃ کس طرح دے؟:-

سوال:- کسی زیور میں چپڑا ابھرا ہوا ہے اور بعض میں نگ جڑے ہوئے ہیں' اگر یہ نکال دیئے جائیں تو زیور خراب ہو جائے گا' اگر اندازہ کرایا جائے تو پوری طرح پتہ نہیں چل سکتا ہے۔ اگر سونا نصاب سے کم ہے تو اس کی زکوٰۃ بشمول چاندی کے دی جائے گی یا سونے کی زکوٰۃ علیحدہ دی جائے گی اور سونے و چاندی کی زکوٰۃ ایک چیز سے نکالی جائے گی یا سونے کی زکوٰۃ سونے سے اور چاندی کی زکوٰۃ چاندی سے دی جائے گی اور اگر زکوٰۃ میں کوئی زیور نکالا جائے تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟

جواب:- اندازہ صحیح کرا کے زیور سونے و چاندی کی زکوٰۃ دینی چاہیے یہ درست ہے مگر اندازہ کرنے والے سے کہہ دیا جائے کہ جہاں تک ہوا احتیاط کو مدنظر رکھے۔ مثلاً زیادہ سے زیادہ جس قدر چاندی و سونا اس میں معلوم ہو اس کا لیا جائے اور سونے کو ایسی صورت میں قیمت کر کے چاندی کو شامل کر کے چاندی سے زکوٰۃ دی جائے خواہ دونوں کی زکوٰۃ سونے سے دی جائے۔ الغرض ایک چیز سے زکوٰۃ دینا درست ہے ڈھائی فی صد کے حساب سے زکوٰۃ دی جائے اور زکوٰۃ میں اگر زیور ہی دے دیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۱۹ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۵ ج ۲ باب زکوٰۃ المال وہدایہ ص ۱۷۲ جلد اول)

جس زیور میں جواہرات جڑے ہوں اس کا حکم:-

مسئلہ زیور جو چاندی اور سونے کا ہو (جس میں جواہرات جڑے ہوئے

Marfat.com
Marfat.com

ہوں) اس میں بقدر چاندی و سونے کے زکوٰۃ فرض ہے یعنی اگر اس میں جواہرات ہوں تو ان کی مالیت پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے صرف چاندی سونے کی مالیت پر زکوٰۃ ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۲۹ ج ۴ وفتاوی دار العلوم ص ۱۳۰ ج ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۲ ج ۲)

خالص جواہرات کے زیورات کا حکم:۔

مسئلہ جواہرات مثلاً ہیرا، زمرد، لعل، یاقوت وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر جب کہ وہ تجارت کے لئے نہ ہوں۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۳۳ ج ۲)

مسئلہ جو زیور خالص جواہرات کے ہوں ان کا حکم یہ ہے کہ زیورات جواہرات کے اگر تجارت کے لئے نہیں ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۳۰ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۸ ج ۲ وفتاوی محمودیہ ص ۱۷ جلد ۳)

مسئلہ سچے موتیوں کے ہار وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر مال تجارت پر ہے۔ (بہشتی زیور صفحہ ۵ جلد ۳ ودرالمحتار ص ۱۳۱ جلد ۲)

مسئلہ سونے چاندی کے علاوہ دیگر اشیاء کے زیورات مثلاً جواہرات، مرجان، زبرجد اور الماس کے بنے ہوئے (بغیر سونے و چاندی کے) زیورات پر زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ یہ پتھر افزائش پذیر نہیں ہیں۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۲۷۷ ج ۲)

سچے گوٹہ اور کامدار کپڑے پر زکوٰۃ:۔

سوال:۔ عورتوں کے قیمتی کپڑے جس میں چاندی کے تار ہوتے ہیں، ایسے کپڑوں کی زکوٰۃ کس طرح مشخص کی جائے کیونکہ اس میں یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ چاندی کتنی ہے؟

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جواب :- جو تار زری کے بنارسی کپڑوں وغیرہ میں ہیں ان کا اندازہ خود کر کے یا جاننے والوں سے کرا کر زکوٰۃ دینی چاہیے اور (سچے چاندی وغیرہ) گوٹے ٹھپے کا بھی اندازہ کرا لینا چاہیے- اس کا اندازہ آسان ہے کہ مثلاً ٹھپہ کا ویسا ہی تھان تول کر دیکھ لیا جائے کہ کس قدر وزن کا ہے- الغرض ایسے مواقع میں اندازہ کافی ہے- اندازہ (تخمینہ) حتی الوسع ایسا کیا جائے کہ کمی نہ رہے چاہے کچھ زیادتی ہو جائے- (فتاوی دار العلوم ص ۱۲۱ ج ۶ بحوالہ ہدایہ باب زکوٰۃ المال ص ۷۷ ج ۱)

مسئلہ گوٹہ جب کہ بقدر نصاب ہو جائے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے' یا اگر نصاب چاندی وغیرہ کا موجود ہو تب بھی گوٹے کا اندازہ کر کے اس میں شامل کر کے زکوٰۃ دینی چاہیے- (فتاوی دار العلوم ص ۳۴۰ ج ۶ بحوالہ رد المحتار باب الزکوٰۃ المال ص ۴۱ ج ۲)

مسئلہ استعمالی برتن اور کپڑوں پر زکوٰۃ واجب نہیں' ہاں ان کپڑوں میں اگر سچا کام ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہو گی- تجارتی سامان اور تجارتی کپڑوں میں زکوٰۃ واجب ہے- (فتاوی رحیمیہ ص ۱۵۳ ج ۵ بحوالہ درمختار مع الشامی ص ۲۰ ج ۲ و امداد الفتاوی ص ۶ ج ۲)

مسئلہ کپڑوں چاہے جتنے قیمتی ہوں زکوٰۃ نہیں ہے لیکن ان میں سچا کام اتنا ہے کہ اگر چاندی چھڑائی جائے تو ساڑھے باون تولہ بیٹھے تو اس چاندی پر زکوٰۃ ہے اور اگر کم ہو تو زکوٰۃ نہیں ہے- (بحوالہ جوہرہ نیرہ ص ۱۷۰ و کفایت المفتی ۱۳ ج ۴)

جو رقم ورثاء کے لئے جمع کی' کیا اس پر زکوٰۃ ہو گی؟ :-

سوال :- ایک شخص نے اپنی جائیداد اپنی زندگی میں فروخت کر دی اور وہ رقم اپنے ورثاء کے لیے رکھی ہے تو اس پر اس رقم کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب :- فی الحال وہ شخص اس رقم کا مالک ہے' اس لیے اس پر اس رقم کی زکوٰۃ

Marfat.com
Marfat.com

واجب ہے (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۴ جلد ۵)

ترکہ ملنے پر زکوٰۃ کا حکم:-

سوال:- ایک بیوہ جس کے اولاد بھی ہے۔ شوہر کے ترکہ میں تقریباً چالیس ہزار روپیہ ملا ہے کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب:- اس رقم کو شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے۔ ہر ایک کے حصے میں جو رقم آئے اگر وہ نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) کو پہنچی ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے نابالغ بچوں کے حصے پر نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۲ ج ۳)۔

گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ جو ادا نہیں ہوئی۔ اس کی ادائیگی کی اب اس کے سوائے اور کچھ صورت نہیں ہو سکتی کہ اپنے خیال میں ان برسوں کا اندازہ کیا جائے کہ ہر سال میں کتنا کتنا روپیہ تخمیناً موجود تھا اور اس اندازہ سے جس قدر روپیہ ہر سال میں موجود ہونا خیال میں آئے اس کی زکوٰۃ کا حساب کرا کر اس کو ادا کیا جائے اور حتی الوسع تخمینہ ایسا کیا جائے کہ اپنے خیال کے موافق اس میں کمی نہ رہے کچھ زیادہ ہی ہو جائے کہ احتیاط اسی میں ہے (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۷ ج ۶)

سابقہ زمانہ کی زکوٰۃ معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟:-

سوال:- زکوٰۃ کے واجب الاداء ہونے کی مدت کا شمار جب کہ زکوٰۃ کی رقم کا ٹھیک ٹھیک حساب کرنا دشوار ہے کیونکہ سونے کا بھاؤ (ریٹ) حاصل کرنا مشکل ہے تو پھر زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

Marfat.com
Marfat.com

جواب:- اس صورت میں تخمینہ اور اندازہ ہی کیا جا سکتا ہے کہ قریباً اتنی رقم واجب الاداء ہوگی' احتیاطاً اندازہ سے زیادہ دیں۔ (آپ کے مسائل ص ۶۷ ج ۳)

شادی کے بعد سے زکوٰۃ ہی نہ دی تو کیا حکم ہے؟:-

سوال:- شادی کو نو سال ہو گئے ہیں' بیگم صاحبہ کے پاس جب سے اب تک اسی (۸۰) تولہ سونا ہے۔ ہم نے ابھی تک زکوٰۃ ادا نہیں کی' کیونکہ میری آمدنی اتنی نہیں ہے کہ کچھ بچ جائے' اب زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟

جواب:- اس اسی (۸۰) تولہ سونے کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ نہیں' بلکہ آپ کی بیوی کے ذمہ ہے' اگر زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے پیسے نہ ہوں تو اتنا حصہ زیور کا دے دیا جائے۔ بہر حال گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ آپ کی بیوی کے ذمہ لازم ہے۔ ہر سال کا حساب کر کے جتنی زکوٰۃ بنتی ہے ادا کی جائے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۸ ج ۳)

زکوٰۃ خرید کردہ قیمت پر ہوگی یا موجودہ قیمت پر:-

سوال:- زکوٰۃ مال کی خرید کردہ قیمت پر ہوگی یا موجودہ قیمت پر؟

جواب:- زکوٰۃ کے ادا کرتے وقت جو قیمت ہے اس کا اعتبار ہوگا اور زکوٰۃ کا حساب یہ ہے کہ چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا (یا اس کی قیمت) لازم ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۶۱ ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۳۰ ج ۲ زکوٰۃ الغنم)

مسئلہ ادائیگی زکوٰۃ میں مال زکوٰۃ کی قیمت جہاں مزکی (زکوٰۃ دینے والا) ہے وہاں کی معتبر نہ ہوگی بلکہ جہاں مال موجود ہو وہاں کی قیمت معتبر ہوگی اور حولان حول بھی وہاں کا معتبر ہوگا جہاں مال موجود ہو۔ (احسن الفتاوی ص ۲۶۸ ج ۴)

Marfat.com
Marfat.com

سونے وچاندی کی زکوٰۃ کس ریٹ پردی جائے؟:-

سوال:- سونے کا ریٹ (باؤ) ڈلی کا تو اور ہے اور بنے ہوئے زیور کا الگ ہے' کس نرخ (ریٹ) پر زکوٰۃ دی جائے' کیونکہ بازار والوں کا دینے کا نرخ اور ہے اور لینے کا الگ ہے- اگر فقراء کو سونا زکوٰۃ میں دیا جائے تو ان کا نقصان ہوتا ہے کیونکہ بازار والے ان سے کم قیمت سے خریدتے ہیں-

جواب:- جو نرخ (ریٹ) بازار میں ایسے سونے کا ہے یعنی جس قیمت کو دوکاندار فروخت کرتے ہیں وہ قیمت لگا کر زکوٰۃ دے- اور اگر سونا ہی زکوٰۃ میں دینا ہو تو موجودہ سونے کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دے دے' یہ بھی درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی- اگرچہ فقراء کسی قیمت کو فروخت کر دیں- (فتاوی دارالعلوم ص ۱۲۴ ج ۶' بحوالہ ردالمحتار زکوٰۃ الغنم ص ۳۰ ج ۲)

(سونے وچاندی کی قیم لگا کر اگر زکوٰۃ دینا ہو تو جو قیمت زکوٰۃ نکالنے کے وقت چاندی سونے کی وہاں کے بازار میں ہو اسی حساب سے ادا کرے کیونکہ خرید کے دن کے حساب کا اعتبار نہ ہوگا اور قیمت بھی فروخت ہونے کی وہ لگائی جائے گی جس قیمت پر وہ سونا چاندی اس دن فروخت ہو سکتا ہے- (حافظ مختار احمد شیخ)

مسئلہ سونے چاندی کی زکوٰۃ اور عشر میں وقت وجوب کی قیمت معتبر ہے البتہ زکوٰۃ سوائم میں وقت ادا کی قیمت کا اعتبار ہے- (احسن الفتاوی ص ۲۶۸ ج ۴)

ریٹ معلوم نہ ہو تو کیا کیا جائے؟:-

سوال:- اگر قیمت سونے وچاندی کی صحیح معلوم نہ ہو تو اندازہ کر کے دو چار ماہ پیشتر کے ریٹ ذہن میں رکھ کر زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جواب:- اصل تو یہی ہے کہ ادائے زکوٰۃ کے وقت جو قیمت ہو اس کی تفتیش کر کے اسی کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے- مگر چونکہ دو چار ماہ میں کوئی مزید فرق نہیں ہوتا اس وجہ سے اگر جانب احتیاط کو پیش نظر رکھ کر اس طریقہ سے زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی- (فتاوی دار العلوم ص ۱۳۱ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۳۰ باب الغنم)

قرض حسنہ کی زکوٰۃ:-

سوال:- جو روپیہ کسی کو قرض حسنہ دیا' اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب:- وصول ہونے کے بعد اس روپیہ کی زکوٰۃ دی جائے گی' اگر وصول ہونے سے قبل زکوٰۃ دے دے تو یہ بھی درست ہے- (فتاوی دار العلوم ص ۴۵ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲ ج ۲)

مسئلہ قرض جو دیا گیا ہے اگر وہ تنہا یا دوسرے روپے موجود کے ساتھ مل کر بقدر نصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن ادا کرنا بعد وصول قرض کے لازم ہوتا ہے- اگر قبل از وصول بھی زکوٰۃ دے دی جائے گی تو ادا ہو جائے گی اور وہ قرض جس کے عوض (بدلہ) کچھ زیور رہن رکھا ہو اور وہ قرض جس کے عوض کچھ رہن نہ رکھا ہو' زکوٰۃ کے حکم میں دونوں برابر ہیں' دونوں کی زکوٰۃ بعد وصول ہی کے لازم ہوتی ہے- اور وہ شبہ (کہ ہمیشہ زکوٰۃ دیتے دیتے نصاب نہ رہے' جب کہ تجارت میں نہ لگا ہو) اس کا جواب یہ ہے کہ روپیہ جمع شدہ زکوٰۃ دیتے دیتے جب نصاب سے کم ہو جائے گا اس وقت زکوٰۃ آئندہ کو ساقط ہو جائے گی اور جب تک بقدر نصاب روپیہ موجود ہے تو زکوٰۃ واجب ہونا خلاف عقل نہیں ہے' کیونکہ جو شخص مالک نصاب ہے وہ شرعاً اور عرفاً غنی (مالدار) کہلاتا ہے اور غنی کو محتاجوں کی خبر گیری اور ان کو اپنے پاس سے کچھ دینا مروت اور عقل کا تقاضہ ہے- (فتاوی دار العلوم ص ۵۲ ج ۶ بحوالہ ہدایہ باب زکوٰۃ المال ص ۱۷۷ ج ۱)-

Marfat.com

جو قرض تھوڑا تھوڑا وصول ہو اس کی زکوٰۃ:-

مسئلہ جس وقت جس قدر قرض وصول ہوتا جائے اس وقت تک کی مع پچھلے سالوں کے زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے اگر مقروض سے قرض کے بدلہ زمین آئی تب بھی قرض وصول ہو گیا- گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ لازم ہو گی- (فتاوی دارالعلوم ص ۵۷ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۸ ج ۲)

جس قرض کے وصول ہونے کی امید نہ ہو:-

مسئلہ قرض میں جو روپیہ ہے اس کی زکوٰۃ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا واجب ہوتی ہے- پس جو روپیہ وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے- (فتاوی دارالعلوم ص ۷۷ ج ۶، ردالمحتار ص ۱۲ ج ۲)

جس قرض کی وصولیابی کی امید نہ تھی اور وہ مل جائے؟:-

مسئلہ جس وقت قرض وصول ہو جائے اس وقت پچھلے سالوں کی زکوٰۃ بھی دینا واجب ہے اور جس سے وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ اس وقت واجب نہیں ہے لیکن اگر کبھی وصول ہو گیا تو گزشتہ ایک سال کی بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے- (فتاوی دارالعلوم ص ۹۸ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲ ج ۲)

قرض کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟

سوال:- دس ماہ پیشتر زید نے بکر کو بیس ہزار روپے قرض حسنہ دیا- ادائیگی کی مدت لامحدود ہے، بکر نے دس ہزار روپے مکان خریدنے میں اور دس ہزار روپے کاروبار میں لگائے، رقم منافع کے ساتھ اب دس ہزار سے بڑھ کر تیرہ ہزار ہو گئی ہے- کیا اس صورت

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

میں زکوٰۃ واجب ہوگی؟ اور اگر ہوگی تو کس صورت میں؟

جواب:- اصول یہ ہے کہ جو رقم کسی کو قرض کے طور پر دی جائے اس کی زکوٰۃ قرض دینے والے کے ذمہ ہوتی ہے- قرض لینے والے کے ذمہ نہیں ہوتی' پس زید نے جو بیس ہزار روپے کی رقم بکر کو دے رکھی ہے اس کی زکوٰۃ زید کے ذمے ہے- بکر کے پاس جو سرمایہ ہے خواہ وہ کاروبار میں لگا ہوا ہو' یا سونے چاندی اور نقدی کی شکل میں اس کے پاس موجود ہو' اس تمام سرمایہ کی مجموعی رقم میں بیس ہزار روپیہ منہا کر دیا جائے جو اس کے ذمہ قرض ہے' باقی سرمایہ اگر ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کے برابر ہے تو اس کے ذمہ اس کی زکوٰۃ واجب ہے- (آپ کے مسائل ص ۳۵۱ ج ۳ و کفایت المفتی ص ۲۵۱ جلد ۴)

کیا قرض دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ ہے؟:-

سوال:- اگر کچھ رقم کسی کو قرض دی ہوئی ہو تو اس رقم پر زکوٰۃ دینی ہوگی؟

جواب:- جی ہاں! اس رقم پر بھی ہر سال زکوٰۃ واجب ہے- البتہ آپ کو یہ اختیار ہے کہ ہر سال جب دوسرے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں اسی کے ساتھ قرض پر دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ دے دیا کریں اور یہ بھی اختیار ہے کہ جب قرض وصول ہو جائے تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ جو اس قرض کی رقم پر واجب ہوئی تھی وہ یک مشت ادا کریں- (آپ کے مسائل ۳۵۱ ج ۳)

نادہندہ قرضدار کو دی گئی رقم پر زکوٰۃ:-

سوال:- مجھ سے پانچ سال پہلے دوستوں نے کچھ رقم ادھار لی تھی- واپس دینے کی کوئی تاریخ یا تحریر نہیں لکھی گئی تھی' کئی مرتبہ مطالبہ بھی کیا- پانچ سال ہو گئے ہیں کوئی امید نظر نہیں آتی اور میں نے اب ناامید ہو کر مانگنا بھی چھوڑ دیا ہے' کیا اس رقم پر جو کہ

Marfat.com

میرے پاس نہیں ہے' پانچ سال ہو گئے ہیں زکوٰۃ دینی ہوگی؟

جواب:- جو رقم کسی کو قرض دی ہو اس پر زکوٰۃ لازم ہے- البتہ یہ اختیار کہ چاہے تو ہر سال ادا کر دیا کرے یا وصول ہونے کے بعد گذشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ یکمشت (ایک ساتھ) ادا کرے- (آپ کے مسائل ص ۳۵۲ ج ۳)

مقروض کے انکار کی صورت میں زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ اگر مقروض قرضہ سے منکر ہو اور قرض دہندہ کے پاس گواہ بھی نہ ہو تو وصول ہونے سے پہلے اس کی زکوٰۃ لازم نہیں اور وصول ہونے کے بعد بھی گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ نہیں ہے- (آپ کے مسائل ص ۳۵۲ ج ۳ و در مختار ص ۱۵ ج ۲ و احسن فتاوی ص ۲۶۶ ج ۴)

صاحب نصاب مقروض پر زکوٰۃ کا حکم:-

سوال:- ایک شخص مقروض ہے اور اس کے پاس کچھ سونا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں ہے؟

جواب:- قرض وضع کرنے کے بعد اس کے پاس جو سونا یا سونے کے زیورات ہوں' وہ زیورات استعمال میں آتے ہوں یا نہ آتے ہوں' اگر وہ ساڑھے سات تولہ ہوں' یا اگر کم ہوں مگر اس کے پاس چاندی یا اس کا زیور ہو یا نقد رقم ہو یا تجارتی مال ہو اور سونا چاندی مل کر یا نقد رقم اور سونا مل کر' یا تجارتی مال اور سونا مل کر اتنی مالیت کا ہو جائے کہ سونے یا چاندی کا نصاب بن جائے تو اس پر واجب ہوگی' ورنہ نہیں- (فتاوی رحیمیہ ص ۱۵۵ ج ۵ بحوالہ ہدایہ ص ۱۶۶ ج و ص ۱۷۲ ج ۱)

زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد مقروض ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ اگر وجوب زکوٰۃ کے بعد قرض ہو گیا تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی-

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

(احسن الفتاوی ص ۲۵۱ ج ۴)

مسئلہ اصول یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس مال بھی ہو اور وہ مقروض بھی ہو تو یہی دیکھنا چاہیے کہ قرض وضع کرنے کے بعد اس کے پاس نصاب کے برابر مالیت بچتی ہے۔ (یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) یا نہیں؟ اگر قرض وضع کرنے کے بعد نصاب کے برابر مالیت بچ رہتی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے' خواہ وہ قرض ادا کرے یا نہ کرے' اور اگر قرض وضع کرنے کے بعد نصاب کے برابر مالیت نہیں بچتی تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۹ جلد ۳)

کیا مقروض قرض کی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے؟

سوال:۔ زید نے بکر کو ایک ہزار روپیہ قرض حسنہ دیا' پھر باہمی رضامندی سے سال کے اختتام پر بکر نے اس رقم کی زید کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دی تو کیا زید کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی؟

جواب:۔ دوسرا آدمی (جس نے رقم قرض نہ لی ہو) اجازت لے کر اپنی رقم سے صاحب مال کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے' مگر بکر نے زید سے روپیہ قرض لیا ہے اس وجہ سے اس کا ادا کرنا سود شمار ہو گا لہذا زکوٰۃ ادا نہ ہو گی' زید کے ذمہ زکوٰۃ باقی رہے گی۔ (فتاوی رحیمیہ ۱۴۸ ج ۵)

کسی کی طرف سے بلا اجازت زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ اگر کسی نے کسی سے کچھ نہیں کہا' اس نے بلا اجازت کے اس کی زکوٰۃ اپنی طرف سے ادا کر دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ اگر وہ بعد میں اجازت بھی دے دے تب بھی درست نہیں اور جتنی رقم اس کی طرف سے دی ہے اس کو وصول کرنے کا بھی حق نہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

(احسن الفتاوی ص ۳۰۰ ج ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲ ج ۲ و شامی ص ۱۴ ج ۲)

زکوٰۃ سے مقروض کا قرض ادا کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی صحیح صورت یہ ہے کہ مقروض کو زکوٰۃ کی رقم دے کر قرض میں واپس لے لے اگر وہ واپس نہ کرے تو جبراً بھی واپس لے سکتا ہے اور اگر واپس نہ کرنے کا خطرہ ہو تو اس (مقروض) سے کہا جائے کہ کسی کو اپنی طرف سے زکوٰۃ کی رقم وصول کر کے اس سے قرض ادا کرنے کا وکیل بنائے۔ (احسن الفتاوی ص ۲۵۰ ج ۴)

بیوہ کا قرض اس نیت سے ادا کرنا کہ زکوٰۃ میں وضع کرلوں گا کیسا ہے؟:-

سوال:- ایک بیوہ مستحق ہے اگر کوئی شخص اس عورت کا قرض اس نیت سے ادا کردے کہ آئندہ زکوٰۃ میں اس روپے کو وضع کرلوں گا' جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اس طرح قرض ادا کردینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی بلکہ ادائے قرض کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جس قدر روپیہ دینا ہو وہ روپیہ اس بیوہ کو دے کر اس کی ملک کردیا جائے پھر اس سے لے کر اس کے قرض میں دے دیا جائے۔ اس طرح زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی ادا ہو جائے گا۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۸۹ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۶ ج ۲)

مسئلہ اگر مالک یعنی صاحب نصاب مستحق زکوٰۃ کا قرض اس کے کہے بغیر خود ہی اپنے مال زکوٰۃ سے ادا کردے تو زکوٰۃ نہ ہوگی۔ البتہ قرض تو ادا ہو جائے گا۔ (کتاب الفقہ ۱۰۱۴ ج ۱)

واجب الوصول رقم کی زکوٰۃ:-

سوال:- میں ایک ایسا کام کرتا ہوں کہ خدمت کی انجام دہی کی رقوم کافی

Marfat.com

لوگوں کی طرف مثلاً کارگروں اور اسٹاف مزدوروں کی طرف ایڈوانس کی صورت میں واجب الوصول رہتی ہیں، کیاان کی زکوٰۃ ہے؟

جواب:- کاری گرکو کام کرنے کے بعد جب اس کا حق الخدمت یعنی مزدوری اجرت وصول ہو جائے، تب اس کا مالک ہوتا ہے، پس اگر آپ صاحب نصاب ہیں تو جب آپ کا زکوٰۃ کا سال پورا ہو، اس وقت تک جتنی رقوم وصول ہو جائیں، ان کی زکوٰۃ ادا کر دیا کیجئے اور جو آئندہ سال وصول ہوں گی، ان کی زکوٰۃ بھی آئندہ سال دی جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۲ ج ۳)

جو قرض قسطوں میں وصول ہو، اس کا حکم:-

اور اگر باقساط وصول ہو تو جس قدر وصول ہوتا جائے اس کی زکوٰۃ ادا کرتا رہے اور اگر ایک دفعہ کل کی زکوٰۃ دے دے خواہ پہلے یا بعد میں یہ بھی درست ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۹۶ بحوالہ رد المحتار ص ۱۵ ج ۲)

کیا کسی غریب کا قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائیگی؟:-

سوال:- ایک شخص پر میرے پانچ روپیہ قرض ہیں، میں بمد زکوٰۃ اس کو دے دوں (معاف کردوں) تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

جواب:- صورت مسولہ میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے پانچ روپے اس کو دے کر اس کو مالک بنا دیا جائے۔ پھر وہ بمد قرض ادا کر دے تو اس صورت میں زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی وصول ہو جائے گا۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۲ ج ۲ و کفایت المفتی ص ۲۸۲ ج ۴)

قرض معاف کرنے پر زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ اگر ایک سال بعد قرضخواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کردے تو قرض خواہ کو زکوٰۃ اس ایک سال کی نہ دینا پڑے گی- ہاں اگر وہ مدیون یعنی جس کو قرض دیا تھا' مال دار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا اور دائن یعنی قرض خواہ کو زکوٰۃ دینی پڑے گی' کیونکہ زکوٰۃ مال کے ہلاک کردینے سے ساقط نہیں ہوتی- (امداد مسائل الزکوٰۃ ص ۵۹ وفتاوی عالمگیری ص ۲۱ جلد دوم)

قرض دی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کی نیت کرنا کیسا ہے؟:-

سوال:- کوئی غریب شخص قرض لی ہوئی رقم کو آج تک واپس نہیں کرسکا' اور نہ ہی امید ہے' اب کیا ہم اس کو قرض دی ہوئی رقم کو زکوٰۃ کی نیت کرکے چھوڑ دیں تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

جواب:- جو صورت آپ نے لکھی ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی' کیونکہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت کرنا شرط ہے- (آپ کے مسائل ص ۳۸۲ ج ۳)

مسئلہ وصول کرکے پھر اس کو زکوٰۃ کی نیت سے دے دے- (فتاوی دارالعلوم ص ۱۰۱ ج ۶ بحوالہ درالمختار ص ۱۴ ج ۲)

قرض دار جس کی ذاتی آمدنی بھی ہے؟:-

مسئلہ ایک شخص کے ذمہ دو ہزار روپے قرض ہیں اور کچھ سرمایہ آمدنی بھی ہے' جو قرض سے کم ہے تو جب کہ قرض اس کے ذمے سرمایہ آمدنی سے زیادہ ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے- (فتاوی دارالعلوم ص ۵۱ ج ۶ بحوالہ ہدایہ زکوٰۃ المال ص ۱۷۷ ج ۱ و قدوری ص ۳۷)

Marfat.com
Marfat.com

رہن کا روپیہ جو سال بھر رکھا رہے اس کا حکم:-

مسئلہ کسی شخص نے قرض لیا اور اپنی زمین وغیرہ رہن رکھی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ مقروض ہے اور مدیون ہے اور مدیون پر بقدر دین (قرض) کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی- پس اگر اس شخص کے پاس اور کچھ روپیہ اور زیور وغیرہ علاوہ اس روپے کے بقدر نصاب نہیں ہے تو اس قرض کی زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے- (فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۳ ج ۶)

گروی رکھی ہوئی چیز کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

مسئلہ گروی یعنی رہن دی ہوئی چیز کی زکوٰۃ نہ دینے والے پر ہے اور نہ رکھنے والے پر ہے- (فتاوی رحیمیہ ص ۱۲ ج ۲ بحوالہ شامی ص ۹ جلد دوم)

قرض بتلا کر زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟:-

مسئلہ کسی نے قرض مانگا اور تم کو معلوم ہے کہ وہ اتنا تنگ دست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکے گا' یا ایسا نادہندہ ہے کہ قرض لے کر کبھی ادا نہیں کرتا' اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا اور اپنے دل میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی' اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے- (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۶۸ و شامی ص ۱۴ ج ۱)

مسئلہ مستحق زکوٰۃ فقیر بہت غیرت مند ہے' اگر زکوٰۃ کی رقم معلوم ہو جائے تو وہ نہیں لے گا اور قرض بتلایا جائے تو لے لے گا کہ یہ رقم تم کو بطور قرض دی جا رہی ہے' جب آپ کے پاس گنجائش ہو' ادا کر دینا' ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی نیت کر لے تو اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے- بعد میں اس کو کہہ دو کہ میں نے معاف کر دیا کہ اس کو اطمینان وسکون ہو جائے- (شامی ص ۳۵۲ ج ۲)

Marfat.com
Marfat.com

قرض وصول ہونے کی امید نہ ہوتو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ قرض دینے والے کو اپنا قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو یا وصول ہونے میں تردد ہے' ٹال مٹول کر رہا ہے تو ایسے قرض کی زکوٰۃ وصول ہونے سے پہلے ادا کرنا لازم نہیں بلکہ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا لازم ہے اور جتنا وصول ہوتا رہے گا' اتنے کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے اور گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں- (امداد الفتاوی ص ۳۵ ج ۲ و فقہ الزکوٰۃ ص ۱۸۳ ج ۱)

تجارتی قرض کی زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ اگر تھوک (ریٹیلمیں) مال بیچا جائے اور اس کی رقم حاصل ہونے کی امید رہتی ہے لیکن دیر میں وصول ہوتی ہے تو ایسے قرض کے وصول ہونے پر گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا لازم ہے جیسا کہ باہر ملکوں میں مال ایکسپورٹ کرنا- باہر شہروں میں مال ادھار دینا ہے- آج کل عام طور سے تجارت اور کاروبار (بزنس) میں یہی طریقہ رائج ہے- (ایضاح المسائل ص ۱۱۱ بحوالہ درمختار مع شامی ص ۳۰۵ ج ۲)

مقروض کو زکوٰۃ دے کر اپنا قرض وصول کرنا کیسا ہے؟:-

مسئلہ زید کا ایک شخص پر روپیہ قرض ہے اور وہ مفلس ہے' زید یہ حیلہ کرتا ہے کہ اپنے روپوں کی زکوٰۃ نکال کر اس مقروض کو دیتا ہے اور پھر اس سے قرض وصول کر لیتا ہے تو اس طریقہ سے زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی- (اور قرض بھی وصول ہو جائے گا) (فتاوی دارالعلوم ص ۳۲۵ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۶ ج ۲)

مسئلہ مقروض کو دوسری رقم زکوٰۃ کی نیت سے دے دے جب وہ اس

Marfat.com

روپے کا مالک وقابض ہو جائے اس سے اپنا قرضہ مانگے۔ اگر نہ دے تو جبراً چھین لینا بھی جائز ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (امداد مسائل الزکوٰۃ ص ۴۳ و فقہ الزکوٰۃ ص ۳۹۷ ج ۲)

مسئلہ لیکن اگر ایسی صورت میں قرض دہندہ (مالک) کو یہ خطرہ ہو کہ مقروض کے ہاتھ میں زکوٰۃ کی رقم پہنچنے کے بعد قرض کے نام سے واپس نہیں دے گا یا فرار ہو جائے گا تو اس کے حل کے لئے دو طریقے ہیں۔ (۱) قرض دہندہ مقروض کو زکوٰۃ کی رقم دے کر فوراً اپنا ہاتھ بڑھا کر از خود اپنے قرض کے نام سے قبضہ کر لے کیونکہ مقروض شرعاً ٹال مٹول کرنے والا بن رہا ہے اور ایسے مقروض سے اپنا قرض زبردستی وصول کر لینا جائز ہے۔ (۲) قرض دہندہ کے کسی خادم یا نوکر وغیرہ کو مقروض زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے وکیل بنائے وہ وکیل مقروض کی طرف سے قبضہ کر لے اور پھر مقروض کی طرف سے قرض ادا کرنے کا وکیل بن کر بنام قرض، قرض دہندہ کو دے دے تو اس طرح زکوٰۃ و قرض دونوں ادا ہو جائیں گے۔ (درمختار مع شامی ص ۱۷۱ ج ۲)

مال ہبہ کی زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ ہبہ (کسی نے تحفۃً گفٹ دیا) کے لیے قبول لازم ہے، قبول کے بعد سے موہوب (جو چیز دی گئی ہے اس) پر ملک حاصل ہوتی ہے، پس جب تک آپ نے ہبہ قبول نہیں کیا، آپ کی ملک اس پر حاصل نہیں ہوئی جس وقت قبول کر لیا، اس وقت سے آپ مالک ہیں، اسی وقت سے اس پر زکوٰۃ کا حساب ہوگا (اگر زکوٰۃ والی چیز ہے تو)

مال حرام کی تفصیل اور زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ حرام مال میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ مال حرام خالص ہو تب تو اس

Marfat.com

میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی- کیونکہ اس کے مالک معلوم ہیں تب تو وہ مال لوٹانا واجب ہے' اور اگر مالک معلوم نہیں ہیں تو سب مال کا صدقہ کرنا واجب ہے' اور اگر مخلوط (ملا ہوا) ہے' تب دیکھا جائے گا کہ اگر حرام مال کی مقدار اس میں سے نکال لی جائے تو بقدر نصاب بچتا ہے یا نہیں' اگر بچتا ہے تو اس مقدار باقی میں زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر نہیں بچتا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی- (امداد الفتاوی ص ۱۴ ج ۲ و احسن الفتاوی ص ۲۸۳ ج ۴ و فتاوی دارالعلوم ص ۴۹ ج ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۳ ج ۲)

مسئلہ حرام مال میں زکوٰۃ واجب ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس دوسرا مال حلال بھی ہے اور اس میں حرام کو ملا دیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زکوٰۃ اس پر لازم ہے اور اگر دوسرا مال حلال بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ اس پر لازم نہیں' بلکہ وہ کل مال صدقہ کرنا واجب ہے' یعنی جب کہ لوٹانا مالکوں یا ان کے وارثوں پر متعذر ہو- (صدقہ جب ہے کہ جب مالک یا وارث نہ مل سکیں) اور مسجد بنانا حرام مال سے درست نہیں ہے' اور مدرسہ کے طلباء پر صدقہ کرنا بصورت نہ ملنے مالکوں کے یا ان کے ورثاء کے درست ہے- (فتاوی دارالعلوم ص ۸۶ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۳۳ ج ۲ و فتاوی محمودیہ ص ۸۴ ج ۳)

کیا حرام مال کی زکوٰۃ نہیں دینی چاہیے؟:-

مسئلہ یہ عذر کہ صاحب ہمارا مال تو حلال نہیں ہے' حرام مال میں زکوٰۃ ہی نہیں' یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ مسئلہ غلط ہے حرام مال جب اپنے حلال مال میں مل گیا وہ ملک میں داخل ہو گیا' گو ملک خبیث ہی ہو اور وجوب زکوٰۃ کے لئے ملک ہونا شرط ہے' طیب (پاک) ہونا شرط نہیں' طیب ہونا تو مقبولیت کی شرط ہے- پس اس لیے زکوٰۃ واجب ہوگی' گو مقبول نہ ہوگی' (ایک سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے) کہ پھر دینے سے کیا فائدہ؟ جواب یہ ہے کہ نہ دینے سے جو عذاب ہوتا ہے اس سے محفوظ رہے اور قبول نہ ہونے سے عذاب نہیں ہوتا' بلکہ

ثواب سے محرومی رہتی ہے' تو کیا عذاب ہونا اور ثواب نہ ہونا دونوں ایک بات ہے۔

البتہ خود حرام کمائی کا جو عذاب ہے وہ الگ ہے' اس کی نفی نہیں کی جاتی' لیکن نہ دینے سے دو عذابوں کا استحقاق ہوتا' کسب حرام (حرام کمائی) کا الگ اور زکوٰۃ نہ دینے کا الگ' اور اب ایک ہی ہوگا۔ تو کیا یہ دونوں بھی یکساں ہیں؟ ہرگز نہیں۔ (اصلاح انقلاب ص ۱۵۲ ج ۱) تفصیل کے لئے دیکھئے فقہ الزکوٰۃ از ص ۴۲۱ تا ۴۲۸ جلد دوم۔

غصب و رشوت کے مال پر زکوٰۃ کا حکم :۔

مسئلہ غصب و رشوت کے مال پر زکوٰۃ نہیں ہے' وہ سب مال خیرات کرنا چاہیے جب کہ مالکوں اور وارثوں کا پتہ نہ لگے' (فتاویٰ دار العلوم ص ۷۷ ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۳۴ ج ۲ زکوٰۃ الغنم)

بینک کے سود پر زکوٰۃ کا حکم :۔

سوال :۔ سیونگ بینک سے جو سود وصول کیا جائے' اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب :۔ سود کی خالص رقم پر زکوٰۃ واجب نہیں' کیونکہ وہ ساری رقم واجب التصدق (جس کا صدقہ کرنا ضروری) ہے۔ لیکن اصل رقم پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (کفایت ص ۲۴۱ ج ۴)

امانت کی رقم پر زکوٰۃ کا حکم :۔

سوال :۔ میرے پاس کسی کی امانت ہے تو اس پر زکوٰۃ دینا میرا فرض ہے یا جس کی رقم ہے وہ زکوٰۃ دے گا؟

جواب :۔ جس شخص کی امانت آپ کے پاس ہے' آپ کے ذمہ اس کی زکوٰۃ نہیں بلکہ اس کی زکوٰۃ امانت رکھوانے والے کے ذمہ لازم ہے۔ اگر اس نے آپ کو اختیار

Marfat.com

دے دیا ہے تو آپ بھی اس رقم میں سے ادا کر سکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵۲ ج ۳ و کفایت المفتی ص ۲۴۷ ج ۴)

اگر امانت کی رقم سے حکومت زکوٰۃ کاٹ لے؟:۔

سوال:۔ دوسرے شہروں کے لوگ اپنی تجارت اور امانت کے طور پر کسی کے پاس جو رقم جمع کراتے ہیں تو حفاظت کے خیال سے وہ شخص اپنا نام سے بینک میں رکھ دیتا ہے اور وقتاً فوقتاً ان لوگوں کی ہدایت کے پیش نظر رقم نکالتا بھی رہتا ہے تو کیا حکومت ان رقوم پر زکوٰۃ منہا کرنے کی حقدار ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جس شخص کی امانت ہے اس کے ذمہ زکوٰۃ فرض ہوگی۔ مگر چونکہ حکومت آپ کے اکاؤنٹ میں زبردستی کاٹ لیتی ہے۔ اس لیے امانت رکھوانے والے کو چاہیے کہ آپ کو زکوٰۃ ادا کرنے کا اختیار دیدے' اس اختیار دینے کے بعد ان کی رقم سے جو زکوٰۃ کٹے گی وہ ان کی طرف سے ہوگی اور آپ سے زکوٰۃ کی رقم جو کاٹ لی گئی اس کو منہا کر کے باقی رقم ان کو واپس کر دیں گے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵۳ ج ۳)

(یہ مسئلہ اسلامی حکومتوں میں اسلامی بینکوں کا ہے۔

رقم پیشگی و پگڑی کی زکوٰۃ کس پر ہے؟:۔

سوال:۔ کرایہ کے مکان (دوکان) پر جو رقم بطور ضمانت پیشگی کرایہ دار سے لی جاتی ہے وہ قابل واپسی ہے اور کئی سال مالک مکان کے پاس امانت رہتی ہے' اس کی زکوٰۃ کون ادا کرے گا؟

جواب:۔ جو شخص رقم کا مالک ہو' اس کے ذمہ زکوٰۃ ہے' پس امانت کی رقم کی زکوٰۃ اس پر نہیں ہے' بلکہ امانت رکھوانے والے مالک کے ذمہ ہے اور (جو رقم پیشگی کرایہ دار

Marfat.com
Marfat.com

سے واپسی کی شرط پر لی ہے) زرامانت کا مالک کرایہ دار ہے' اس کی زکوٰۃ بھی اس کے ذمہ ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵۴ ج ۳)

(اور جو رقم آج کل بطور پگڑی کے لی جاتی ہے وہ واپس کرایہ دار کو نہیں ملتی ہے۔ بلکہ مالک مکان ودوکان اس رقم کا مالک ہوتا ہے وہ جائز ہے یا نہیں؟ یہ الگ بحث ہے اگر یہ رقم واپسی کی شرط پر نہ ہو تو اس کی زکوٰۃ مالک مکان پر ہے۔

متروکہ مال کی زکوٰۃ امین پر ہے یا ورثاء پر؟:۔

سوال:۔ میت کا متروکہ مال ابھی وارثوں پر تقسیم نہیں ہوا۔ امین کی زیر تحویل ہے اور سب وارث بالغ ہیں۔ بعض کے حصے مقرر اور بعض کے ابھی مقرر نہیں ہوئے۔ اس مناقشہ میں سال کامل گزر گیا' اس صورت میں زکوٰۃ امین پر ہے یا نہیں؟

جواب:۔ زکوٰۃ مال کی بذمہ مالکوں کے لازم ہوئی ہے' امین کے ذمہ زکوٰۃ نہیں ہے' بلکہ اگر وہ مال سونا' چاندی ہے تو وارثوں پر بقدر حصہ زکوٰۃ لازم ہے۔ جس وقت ان کے پاس ان کا حصہ پہنچ جائے گا اور مال زکوٰۃ بقدر نصاب ان کے پاس تو گذشتہ مدت کی زکوٰۃ بھی ان کے ذمہ لازم ہوگی۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۴۸ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۸ ج ۲)

امانت کے روپے سے زکوٰۃ ادا کرنا؟:۔

سوال:۔ زید کے پاس کچھ روپیہ عمر کا امانت ہے۔ عمر باہر چلا گیا ہو' زید کو لکھتا ہے کہ میری امانت سے زکوٰۃ کا فریضہ ادا کر دیا جائے' زید نے واجب الاداء قیمت سے کچھ دینی کتابیں لے کر مصرف زکوٰۃ میں دے دیں؟

جواب:۔ اس طریق سے زکوٰۃ ادا کرنا دینا درست ہے اور زکوٰۃ عمر کی صحیح ہو گی۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۴۷ ج ۶)

Marfat.com

حفاظت کی رقم پر زکوٰۃ کا حکم:-

سوال:- زید نے اپنے بھائی عمر کو پانچ سو روپے بغرض حفاظت دیا اور کہا کہ چاہے تم ان کو کاروبار میں لگا کر نفع یا نقصان اٹھاؤ یا ویسے ہی رکھے رکھو چار سال بعد اس رقم کی واپسی ہوئی تو کیا ان چار سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب:- ان چار سال کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ (فتاوی دار العلوم ص ۴۸ ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۱۲ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

حج کے لئے جو رقم رکھی ہے کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟:-

سوال:- ایک صاحب نے چھ سال سے حج کے لئے روپیہ علیحدہ نکال کر رکھ دیا ہے امسال حج کو جانا چاہتے ہیں تو کیا اس روپیہ پر تمام گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب:- اس روپے کی زکوٰۃ دینا واجب ہے جب تک وہ روپیہ خرچ نہ ہو جائے اس وقت تک تمام سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۱۶ ج ۶ بحوالہ ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۷ ج ۱ و فتاوی محمودیہ ص ۹۴ ج ۱۳)

حج کے لئے جمع کرائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ کا حکم:-

سوال:- ایک شخص رمضان میں زکوٰۃ نکالتا ہے اس سال حج کو جانے کا خیال ہے۔ لہذا حج کو جانے کے لیے پیشگی رقم جمع کرائی ہے اب اس کی روانگی شعبان میں متوقع ہے لہذا جو رقم جمع کی گئی ہے اس کی زکوٰۃ نکالنی ہوگی یا نہیں؟

جواب:- آمد و رفت کے کرایہ اور معلم وغیرہ کی فیس کے لئے جو رقم دی گئی ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اس سے زائد رقم جو کرنسی کی صورت میں اس کو واپس ملے گی اس میں

Marfat.com

سے یکم رمضان المبارک تک جتنی رقم بچے گی اس پر زکوٰۃ فرض ہے جو خرچ ہو گئی اس پر نہیں۔
(احسن الفتاوی ص ۲۶۴ ج ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۷ ج ۱)

حج کے لیے زکوٰۃ لینا کیسا ہے؟:۔

سوال:۔ اگر کوئی حج کو جا رہا ہے اور اس کے پاس پیسے کم پڑ جائیں تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جس کے پاس خرچ کم ہو اس کو حج کے لئے زکوٰۃ کا پیسہ لینا جائز نہیں' لیکن اگر پیسہ پورا تھا اور چلا گیا مگر راستہ میں کوئی حادثہ پیش آ گیا کہ روپیہ ضائع ہو گیا اور گھر سے منگانے کی کوئی صورت نہیں تو اس کو وہاں زکوٰۃ کا پیسہ بقدر ضرورت لے لینا درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۹۴ ج ۱۳)

زکوٰۃ کی رقم سے حج کرانا کیسا ہے؟:۔

مسئلہ اگر زکوٰۃ کا روپیہ حج کرنے والے کی (اگر صاحب نصاب نہیں ہے) ملک کر دیا جائے کہ وہ اپنا حج کرے یا جس خرچ میں چاہے صرف کرے' تو یہ درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۸۳ ج ۶)

مسئلہ اپنی زکوٰۃ کے روپے سے اپنا حج کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ یہ جائز ہے کہ فقیر کو زکوٰۃ کے روپے کا مالک بنا دیا جائے' پھر خواہ وہ اپنا حج کرے یا دیگر مصارف میں صرف کرے' اس کو اختیار ہے۔ غرض یہ ہے کہ زکوٰۃ کے روپے میں مالک بنا دینا محتاج کو شرط ہے بغیر اس کے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۷۸ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۸۵ ج ۱)

البتہ ایک شخص کو اتنی رقم زکوٰۃ کی دینا کہ وہ صاحب نصاب ہو جائے مکروہ ہے' لیکن زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے' اور یہ بھی جب ہے کہ وہ غریب عیال دار نہ ہو۔ (حافظ مختار)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کسی کو اتنی زکوٰۃ دینا کہ وہ صاحب نصاب ہو جائے :-

سوال :- کسی فقیر کو اتنی زکوٰۃ کی رقم دینا کہ وہ صاحب نصاب ہو جائے مکروہ ہے مگر سوال یہ ہے کہ اس نصاب سے کیا مراد ہے؟ موجب زکوٰۃ نصاب مراد ہے یا وہ نصاب جو زکوٰۃ لینے سے مانع ہو؟

جواب :- زکوٰۃ لینے سے مانع نصاب مراد ہے' یہ کراہت جب ہے کہ فقیر عیال دار نہ ہو اگر عیال دار ہے تو اس کو یک مشت اتنی رقم مد زکوٰۃ سے دی جا سکتی ہے کہ اس کے عیال (بال بچوں) پر تقسیم کریں تو ان میں سے کوئی بھی صاحب نصاب نہ بنے- (احسن الفتاوی ص ۲۹۳ ج ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۷۴ ج ۲)

مسئلہ یکشت کسی ایک کو زکوٰۃ بقدر نصاب دے دینے سے زکوٰۃ تو ادا ہو جاتی ہے مگر کسی کو یکشت اتنی زکوٰۃ دے دینا کہ وہ صاحب نصاب ہو جائے مکروہ ہے- (آپ کے مسائل ص ۳۷۷ ج ۳)

شیئرز (حصص) پر زکوٰۃ کا حکم :-

مسئلہ حصص اگر بہ نیت تجارت خریدے ہوں یعنی خود حصص کی خرید و فروخت مقصود ہو تو حصص کی کل قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے' ورنہ حصص کی صرف اس مقدار پر زکوٰۃ ہو گی جو تجارت میں لگی ہوئی ہے- کارخانہ کی مشینری' بلڈنگ اور مکان پر صرف شدہ مقدار پر زکوٰۃ نہیں- (احسن الفتاوی ص ۲۸۷ ج ۴ و فقہ الزکوٰۃ ص ۳۶۹ ج ۱)

حصص پر زکوٰۃ کون سی قیمت پر ہے؟ :-

سوال :- ایک شخص نے تجارتی کمپنی کے حصص خریدے- جب کمپنی شروع ہوئی

Marfat.com

تھی اس وقت ایک حصہ پانچ سو روپے کا تھا اور جس وقت اس نے حصے خریدے اس وقت ایک حصہ کی قیمت ایک ہزار تھی اور اس وقت ایک حصہ کی قیمت پانچ سو روپے ہے تو یہ شخص کس قدر زکوٰۃ دے؟

جواب:- جو قیمت اس وقت ہے یعنی پانچ سو روپے کی ادا کرے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۴۶ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۳۰ ج ۲ باب زکوٰۃ الغنم)

کیا حصص پر زکوٰۃ انفرادی طور پر ہے؟ :-

سوال:- تمام کمپنیاں زکوٰۃ وعشر اثاثہ جات پر زکوٰۃ منہا کرتی ہیں اور یہ رقم زکوٰۃ فنڈ کو منتقل کر دی جاتی ہے' کیا ایک مرتبہ اجتماعی کاروبار میں سے زکوٰۃ منہا ہو جانے کے بعد بھی دوبارہ ہر حصہ دار کو اپنے حصص پر انفرادی طور پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

جواب:- اگر حصہ داروں کے حصص سے زکوٰۃ وصول کر لی گئی تو ان کی انفرادی طور پر اپنے اپنے حصوں کی زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس میں گفتگو ہو سکتی ہے کہ حکومت جس انداز سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ بہت سے علماء کرام اس طریق کار کی تصویب کرتے ہیں اور اس سے زکوٰۃ ادا ہو جانے کا فتوی دیتے ہیں۔ جب کہ بہت سے علماء کی رائے اس کے خلاف ہے اور وہ حکومت کی کاٹی ہوئی زکوٰۃ کو ادا شدہ نہیں سمجھتے۔ ان حضرات کے نزدیک ان تمام رقوم کی زکوٰۃ مالکان کو خود ادا کرنی چاہیے جو حکومت نے کاٹ لی ہو۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۴ ج ۳)

کیا شیئرز کی خریداری پر زکوٰۃ ہے؟ :-

سوال:- زید نے ایک کمپنی کے پندرہ حصے پانچ ہزار کے خریدے' اس میں جو کچھ نفع ہوتا ہے وہ سالانہ تقسیم ہو کر حصہ داروں کو ملتا ہے تو کیا زید کے ذمہ پانچ ہزار کی زکوٰۃ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

دینا لازم ہے یا منافع سالانہ کی رقم پر زکوٰۃ لازم ہوگی؟

جواب:- زید کو اس رقم پانچ ہزار کی زکوٰۃ بھی دینی لازم اور فرض ہے- (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۰ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۳ ج ۲)

مسئلہ اگر کمپنی تجارت کرتی ہے تو زکوٰۃ جمع شدہ رقم پر ہوگی' اور اگر کرایہ وصول کرنے کی کمپنی ہے تو جمع شدہ مال پر زکوٰۃ نہیں بلکہ حاصل شدہ نفع پر ہوگی- (کفایت المفتی ص ۲۴۳ ج ۴)

مسئلہ شیئرز پر زکوٰۃ ہے' اگر کمپنی تجارت کرتی ہے مثلاً کپڑا' قالین' لوہا' سامان مشینری وغیرہ فروخت کرتی ہے' سیمنٹ بیچتی ہے' بجلی سپلائی کرتی ہے (جیسے الیکٹرک کمپنی) تو شیئرز کی اصل رقم (شیئرز کی قیمت) اور شیئرز کے منافع دونوں پر زکوٰۃ ہے اور اگر کمپنی تجارت نہیں کرتی' صرف کرایہ وصول کیا جاتا ہے جیسے ٹرام کمپنی' بس کمپنی تو اس کے شیئرز پر زکوٰۃ ہے- یعنی منافع پر زکوٰۃ ہے اصل رقم پر زکوٰۃ نہیں- (فتاویٰ رحیمیہ ص ۴ ج ۲ و آپ کے مسائل ص ۳۷۲ ج ۳)

شیئرز کی مختلف قسمیں اور اس کا حکم:-

مسئلہ صنعتی اوزاروں کے سلسلہ میں جو اصول مذکور ہوا ہے اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کارخانوں میں حصہ دار بننے کی دو صورتیں ہیں- (۱) یا تو اس نے ایسے کارخانہ میں شرکت کی ہے جس کا کام تجارت اور خرید و فروخت نہیں ہے- مثلاً دھان کوٹنا آٹا پیسنا وغیرہ- اس میں محض اجرت لے کر ایک کام کر دیا جاتا ہے- اس صورت میں صرف آمدنی ہی پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر ایسا کارخانہ ہو کہ اس میں تجارت بھی کی جاتی ہو' چیزیں خرید کر تیار کی جاتی اور فروخت کی جاتی ہوں' تو اب اخراجات نکالنے کے بعد سال بھر

Marfat.com

کی آمدنی کے علاوہ خام اور تیار شدہ مال پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی' جیسے روئی خرید کر کپڑا بننے اور اون خرید کر قالین بننے اور گنا خرید کر شکر یعنی چینی بنانے والے کارخانے' جو پھر اسے فروخت کر دیتے ہیں' اس لیے کہ اب اس مال کی حیثیت "مال تجارت" کی ہوگی۔ ہاں البتہ کارخانہ کی عمارت' فرنیچر اوزار اور مشینوں پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

یہاں زکوٰۃ کے سلسلہ کے جو مسائل واحکام مذکور ہوئے ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تمام حصہ داروں کی نیت اور ارادہ سے یکجا وہ رقم زکوٰۃ نکال دی جائے اور یہ بھی درست ہے کہ ہر حصہ دار اپنے طور پر حساب کرے اور اپنے حصہ کے تناسب سے زکوٰۃ نکال دے۔ تو یہ بھی درست ہے۔ (جدید فقہی مسائل ص ۱۳)

مسئلہ کارخانوں اور ملوں کے حصص پر بھی زکوٰۃ واجب ہے جب کہ ان حصص کی مقدار مقدار نصاب ہو یا دوسری قابل زکوٰۃ چیزوں کو ملا کر نصاب بن جاتا ہو' البتہ مشینری اور فرنیچر وغیرہ کو مستثنیٰ کر کے باقی کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۱ ج ۳)

مسئلہ سونا' چاندی مال تجارت اور کمپنی کے حصص کی جو قیمت زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے دن ہوگی۔ اسی کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۱ ج ۳)

کمپنی میں نصاب کے برابر جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ:۔

سوال:۔ میں نے پیسے کسی کمپنی کو دیے ہیں جو کہ منافع ونقصان کی بنیاد پر ہر ماہ منافع ادا کرتی ہے' جس سے ہمارے گھر کے اخراجات بمشکل پورے ہوتے ہیں۔ اگر زکوٰۃ ماہانہ آمدنی سے ہو تو فاقہ کی صورت پیش آتی ہے' اور اگر اصل مال سے نکلواتے ہیں تو مزید آمدنی کم ہو جاتی ہے؟

Marfat.com

جواب:- جو رقم آپ نے کمپنی میں جمع کر رکھی ہے اگر وہ مالیت نصاب یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہے تو اس کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی جو صورت بھی ہو آپ اختیار کریں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۵ ج ۳)

سرکاری وغیر سرکاری کمپنیوں کی زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ کمپنیوں کی زکوٰۃ میں اختیار ہے اجتماعاً اور انفراداً دونوں صورتیں جائز ہیں جو کمپنیاں اور ادارے مکمل طور پر سرکاری ہیں ان کے کسی حصہ پر بھی زکوٰۃ نہیں' اور جو جزءً سرکاری ہیں ان کے سرکاری حصہ پر زکوٰۃ نہیں' صرف غیر سرکاری حصوں پر زکوٰۃ ہے۔ سرکاری اموال پر اس لیے زکوٰۃ نہیں کہ یہ شخصی ملکیت نہیں۔ (احسن الفتاوے ص ۲۸۸ ج ۴)

کیا پلاٹ کی زکوٰۃ مارکیٹ کی حیثیت پر ہے؟:-

مسئلہ جو زمین یا پلاٹ خریدا جائے' خریدتے وقت اس میں تین قسم کی نیتیں ہوتی ہیں' کبھی تو یہ نیت ہوتی ہے کہ بعد میں ان کو فروخت کر دیں گے' اس صورت میں ان کی قیمت پر ہر سال زکوٰۃ فرض ہوگی اور ہر سال مارکیٹ میں جو ان کی قیمت ہو' اس کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً ایک پلاٹ آپ نے پچاس ہزار کا خریدا تھا' ایک سال کے بعد اس کی قیمت ستر ہزار ہوگئی تو زکوٰۃ ستر ہزار کی دینی ہوگی اور دس سال بعد اس کی قیمت پانچ لاکھ ہوگئی تو اب زکوٰۃ بھی پانچ لاکھ کی دینی ہوگی۔ الغرض ہر سال جتنی قیمت مارکیٹ میں ہو اس کے حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی اور کبھی یہ نیت ہوتی ہے کہ یہاں مکان بنا کر خود رہیں گے' اگر اس نیت سے پلاٹ خریدا ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔

اس طرح اگر خریدتے وقت نہ تو فروخت کرنے کی نیت تھی اور نہ خود رہنے کی' اس صورت میں بھی اس پر زکوٰۃ نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۱ ج ۳)

Marfat.com
Marfat.com

مسئلہ تجارت کی نیت سے خرید کردہ زمین اور مکان اور برائے فروخت تعمیر کرہ مکانات کی موجودہ مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (اصل سرمایہ پر نہ ہوگی)۔ (احسان الفتاوے ص۲۹۹ ج۴)

مکان کی خرید پر خرچ ہونے والی رقم پر زکوٰۃ کا حکم:۔

سوال:۔ ایک ماہ قبل مکان کا سودا کر چکے ہیں۔ ہم نے دو ماہ کا وقت لیا ہے جو کہ ختم ہو رہا ہے۔ بیانہ ایڈوانس (پیشگی) ادا کر چکے ہیں، اب ادائیگی زکوٰۃ کس طرح ہوگی، کیونکہ رقم تو اب ہماری نہیں ہے، مالک مکان کی ہو گئی، اب ہمارا تو مکان ہو گیا، کیا اس رقم سے زکوٰۃ ادا کریں جو کہ مالک کو دینی ہوگی؟

جواب:۔ اگر زکوٰۃ ادا کرنے سے قبل مکان کی قیمت ادا کر دی تو اس پ زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اگر سال ختم ہو گیا (نصاب کا)۔ اب تک مکان کے پیسے ادا نہیں کیے بلکہ بعد میں وقت مقررہ پر ادا کریں گے تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی۔ اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (آپ کے مسائل ص۳۷۲ ج۳)

پلاٹ پر زکوٰۃ کا حکم:۔

مسئلہ پلاٹ (زمین) اس نیت سے لیا گیا تھا کہ اس کو فروخت کریں گے، تب تو وہ مال تجارت ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر ذاتی ضرورت کے لیے لیا گیا تھا تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور اگر خریدتے وقت تو فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی لیکن بعد میں فروخت کرنے کا ارادہ ہو گیا تو جب تک اس کو فروخت نہ کر دیا جائے۔ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (آپ کے مسائل ص۳۷۰ ج۳)

Marfat.com

جو پلاٹ رہائشی مکان کے لیے ہو؟:-

سوال:- میرے پاس زمین کا ایک پلاٹ ہے' مکان کی تعمیر کا خیال ہے' کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟

جواب:- جو پلاٹ یا زمین' فلیٹس اگر بیچنے کی نیت سے نہیں خریدے وہ کروڑوں روپے کی بھی ہو تو اس کی مالیت پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

کیا تجارتی پلاٹ پر زکوٰۃ ہے؟:-

سوال:- اگر مکانات کے پلاٹوں کی خرید و فروخت کی جائے تو کیا یہ مال تجارت ہیں اور ان کی کل مالیت پر زکوٰۃ ہے یا نفع پر؟

جواب:- ...ں (زمین یا مکان وغیرہ) کی خرید و فروخت کا کاروبار کیا جائے اور فروخت ...رنے کی نیت سے پلاٹ خریدا جائے تو پلاٹوں کی حیثیت تجارتی مال کی ہوگی اور ان کی کل مالیت پر زکوٰۃ ہر سال واجب ہوگی۔

مسئلہ جو زمین مکان یا پلاٹ فروخت کرنے کی نیت سے خریدا ہوا اس پر ہر سال کرنٹ ویلو کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہے۔ ہر سال جتنی اس کی قیمت ہو اس کا چالیسواں حصہ نکال دیا کریں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۱ ج ۳)

مسئلہ اگر پلاٹ یا مکان تجارت کی نیت سے خریدا (جس کی قیمت مقدار نصاب کو پہنچ جاتی ہو) تو یہ مال تجارت ہے لہٰذا اس پر زکوٰۃ فرض ہے جو چیز بھی بیچنے کی نیت سے خریدی جائے وہ مال تجارت میں داخل ہے۔ اس پر کرنٹ ویلو کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۲۹۵ ج ۴)

Marfat.com
Marfat.com

جو مکان کرایہ پر چلانے کے لیے خرید ا گیا:۔

سوال:۔ ایک شخص نے اپنے رہنے کے مکان کے علاوہ ایک اور مکان، فلیٹس، بلڈنگ، پلازہ وغیرہ کرایہ پر چلانے کے لئے خریدا اور روپیہ بھی محفوظ رہے تو کیا اس مکان، فلیٹس، بلڈنگ، پلازہ کی زکوٰۃ ہے؟

جواب:۔ اس صورت میں مکان وغیرہ کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ بلکہ کرایہ کا روپیہ نصاب کے بقدر یا زیادہ جمع ہوگا اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگی۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۵۴ ج ٦ بحوالہ ردالمختار ص ١٠ ج ٢)

ضرورت سے زائد مکان پر زکوٰۃ:۔

سوال:۔ جب کہ جائیداد یا مکان، کوٹھی، بنگلہ، پلاٹس وغیرہ جو ذاتی ضرورت سے زیادہ ہوں ان سے کرایہ کی آمدنی ہو تو زکوٰۃ جائیداد کی قیمت پر ہوگی یا آمدنی پر؟

جواب:۔ جائیداد (زمین و مکان) کی قیمت پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی بلکہ کرایہ کی آمدنی پر جو نصاب زکوٰۃ کی مقدار کو پہنچ جائے اور اس پر تنہا یا دیگر رقوم موجودہ کے ساتھ سال پورا ہو جائے تو زکوٰۃ لازم ہوگی جو کرایہ کی آمدنی جمع ہو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی حسب شرط مذکورہ بالا۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۳۳ ج ۲ بحوالہ ردالمختار ص ١٠ ج ۲ و آپ کے مسائل ص ۳۱۱ ج ۳ و کفایت المفتی ص ۲۴۲ ج ۴)

جس روپے سے مکان خرید ا کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟:۔

سوال:۔ ایک شخص نے پانچ ہزار کا مکان خریدا، گھر والوں نے پسند نہیں کیا، اس لیے فروخت کرنے کا ارادہ کر لیا، اس صورت میں ان پانچ ہزار روپے کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

Marfat.com
Marfat.com

جواب:- ان پانچ ہزار روپے کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے- جن سے مکان خریدا گیا' جس وقت تک وہ روپیہ موجود تھا اور مکان نہ خریدا تھا اس وقت تک کی زکوٰۃ لازم تھی (اگر سال پورا ہو گیا تھا اور اگر سال کے ختم سے پہلے پہلے) جب مکان خرید لیا' اس وقت سے زکوٰۃ اس کی ساقط ہو گئی اور جس وقت مکان فروخت ہو کر نقد روپیہ حاصل ہو گا تو اس پر مکمل ایک سال گزرنے پر اس پر زکوٰۃ لازم ہو جائے گی- (فتاوی دارالعلوم ص ۱۲۹ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۰ ج ا و ص ۱۳ ج ۲)

اجارہ کی زمین پر زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ جو زمین ٹھیکہ پر یعنی اجارہ پر لی جائے اور ہر سال کی اجرت معین کر کے چند سال کی اجرت پیشگی دے دی جائے تو یہ درست ہے اور اس روپے کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے- (فتاوی دارالعلوم ص ۲۳۳ ج ۶)

کیا رہائشی مکان وسامان خانہ داری پر زکوٰۃ ہے؟

مسئلہ اپنے زیر استعمال رہائشی مکان' کوٹھی' بنگلہ' پہننے کے کپڑوں' گھر کا سامان' سواری کے جانوروں اور سواری کے لئے گاڑیاں وغیرہ چاہے جتنی بھی مالیت کی ہو' استعمالی ہتھیاروں' ایسے ظروف (برتن) اور آرائش کی چیزوں پر جو سجاوٹ کے لئے استعمال کئے جائیں اور سونے وچاندی کے نہ ہوں' ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اپنے زیر استعمال دفتر' فیکٹری یا دوکان' گھر' جو چیز بھی آپ کے اپنے استعمال میں ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں بشرطیکہ سونے وچاندی کی نہ ہو- (کتاب الفقہ ص ۹۶۸ ج اور درمختار ص ۱۴ ج ۲)

زیر استعمال چیزوں پر زکوٰۃ:-

سوال:- کیا آرام وآسائش کی چیزوں مثلاً ریڈیو' ٹی وی' فریج' واشنگ مشین'

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

موٹر سائیکل، گاڑی وغیرہ۔ چاہے کتنی ہی مالیت کی ہوں۔

جواب:۔ یہ چیزیں استعمال کی ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں۔ البتہ زیورات پر زکوٰۃ ہے خواہ وہ پہنے ہوئے رہتے ہوں یا نہ۔ (جب کہ نصاب کو پہنچ جائے) (آپ کے مسائل ص ۳۷۳ ج ۳ وقدوری ص ۴۷)

کیا مرغی فارم اور مچھلی پالن پر زکوٰۃ ہے؟:۔

مسئلہ مرغی فارم اور مچھلی کے تالاب کی زمین، مکان اور متعلقہ سامان پر زکوٰۃ نہیں، مرغیاں اور چوزے خریدتے وقت اگر خود انہی کو بیچنے کی نیت ہو تو ان کی مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے اور اگر ان کی بجائے ان کے انڈے اور بچے بیچنے کی نیت ہے تو زکوٰۃ نہیں۔ تالاب میں مچھلیاں یا ان کے بچے خرید کر ڈالے ہوں تو ان کی مالیت پ زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔ مرغی خانہ اور تالاب کی آمدنی پر بہر صورت زکوٰۃ ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۳۰۰ ج ۴)

مندرجہ ذیل اشیاء پر زکوٰۃ نہیں ہے:۔

مسئلہ وہ اشیاء جو سمندر سے نکالی جائیں جیسے عنبر، موتی، مونگا، مچھلی وغیرہ اس پر کوئی مطالبہ نہیں (یعنی زکوٰۃ نہیں) ہاں اگر ان کی تجارت کی جائے تو زکوٰۃ واجب ہو گی۔ (کتاب الفقہ ص ۹۹۸ ج ۱)

(یعنی جس طرح مال تجارت پر زکوٰۃ کے احکامات ہیں۔ اگر مندرجہ بالا چیزوں کی تجارت کی جائے گی تو زکوٰۃ واجب ہو گی۔ (ایس حافظ مختار احمد)

مسئلہ جواہرات پر مثلاً موتی، یاقوت، زبرجد وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں بشرطیکہ وہ تجارت کے لئے نہ ہوں۔ (کتاب الفقہ ص ۹۶۸ ج ۱)

Marfat.com
Marfat.com

کیا بینک میں جمع شدہ مال پر زکوٰۃ ہے؟:-

مسئلہ بینک میں جو رقم جمع کی جاتی ہے اس کی حیثیت ''امانت'' کی ہوتی ہے-صاحب مال کبھی بھی اپنا روپیہ وصول کر سکتا ہے اور اس میں تصرف کر سکتا ہے-زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے عملی طور پر قبضہ ضروری نہیں ہے بلکہ اگر وہ بروقت تصرف کرنے کے موقف میں ہو تو حکماً قابض سمجھا جائے گا-اس کی نظیر یہ ہے کہ خرید کیے ہوئے مال سامان) پر قبضہ سے پہلے ہی زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے-

امالمبیع قبل القبض الصحیح انه یکون نصابا'' (المبسوط ص ۱۹۰ ج ۲ امام سرخسی)

لہٰذا بینک میں جمع شدہ رقم پر مکمل اور ہر سال زکوٰۃ واجب ہے- (جدید فقہی مسائل ۱۱۹ ج)

مسئلہ بینک میں رقم رکھی ہوئی ہے ایک سال اس پر گزر گیا اگر صاحب نصاب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے- (فتاوی رحیمیہ ص ۴ ج ۲ و فتاوی دار العلوم ص ۱۳۴ ج ۲)

کیا فکسڈ ڈپازٹ پر زکوٰۃ ہے؟:-

مسئلہ آج کل بینک میں رقم جمع کرنے کی ایک صورت وہ ہے جس کو ''فکسڈ ڈپازٹ'' کہا جاتا ہے-اس طرح یہ رقم ایک مخصوص مدت تین یا پانچ یا سات سال وغیرہ کے لئے نا قابل واپسی ہو جاتی ہے اور اس مدت کی تکمیل کے بعد ایک قابل لحاظ شرح سود کے ساتھ یہ رقم واپس ملتی ہے-

امام ابوحنیفہؒ کے یہاں وجوب زکوٰۃ کے لئے ''ملک تام'' ضروری ہے اور ملک تام یہ ہے کہ وہ شے (چیز) اس کی ملک میں بھی ہو اور اس کو اس پر قبضہ بھی حاصل ہو-ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہ پائی جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی لیکن فقہی نظائر

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی جو سامان خود اپنے اختیار سے کسی دوسرے کے قبضہ میں دے دے مگر اس چیز پر اسی کی ملکیت باقی ہو تو سردست قبضہ نہ ہونے کے باوجود زکوٰۃ واجب رہتی ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ قرض پر لگی ہوئی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اس لیے فکسڈ ڈپازٹ کی رقوم پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

البتہ ایک ہی ساتھ تمام سالوں کی زکوٰۃ اس وقت ادا کی جائے گی جب یہ رقم صاحب مال کی وصول ہو جائے۔ (جدید فقہی مسائل ص۱۲۰ بحوالہ کتاب الفقہ ص۵۹۱ ج۴)

مسئلہ بینک فکسڈ ڈپوزٹ، سیونگ سرٹیفکیٹ، پرائز بانڈ اور انشورنش یہ سودی قرض ہے۔ انعامی بونڈ میں سود کے علاوہ قمار بھی ہے اس لیے اصل رقم پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اور کل منافع حرام ہونے کی وجہ سے واجب التصدق ہیں۔ (احسن الفتاوی ص۲۸۷ ج۴)

کیا بینک اور انشورنس کے انٹرسٹ پر زکوٰۃ ہے؟:-

مسئلہ بینک اور انشورنس جو انٹرسٹ ملتا ہے وہ سود تو ہے ہی بسا اوقات جوا، قمار بھی ہو جاتا ہے اور اس لیے مال حرام ہے۔ مال حرام کو صدقہ کی نیت سے نہیں دیا جا سکتا۔ یہ کار ثواب نہیں ہے بلکہ ایک کار خیر کی توہین ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاصدقة في غلول ۔" (ترمذی)۔

چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب "قنیہ" میں ہے کہ اگر پورا نصاب مال حرام ہی ہے تو اس کے ذمہ زکوٰۃ نہیں ہوگی کیونکہ اس تمام مال کو دے دینا ضروری ہے (جب کہ صاحب مال کو واپس کرنے میں کوئی پریشانی نہ ہو ورنہ صدقہ کر دے جب کہ مالک نہ ملیں) پھر اس کے ایک حصہ میں زکوٰۃ واجب کرنے کا کیا حاصل؟ اس لیے اگر تمام مال حرام ہی ہو اور اسی قسم کی رقم پر مشتمل ہو تب تو زکوٰۃ واجب ہی نہ ہوگی اور اگر مال کا غالب حصہ حلال ہو اور کچھ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

حرام تو دونوں کے مجموعہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اس کی نظیر یہ ہے کہ فقہاء نے اپنے غصب کردہ مال پر زکوٰۃ واجب قرار دی جس کو آدمی اپنے مال کے ساتھ مخلوط کردے۔ ولو خلط السطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوٰة فيه " (درمختار ص ۳۹ ج ۲ وجدید فقہی مسائل ۱۲۱)

باؤنڈز وغیرہ پر زکوٰۃ کا حکم:۔

سوال:۔ زید کے پاس اپنی حوائج ضروریہ کے علاوہ ایسا روپیہ ہے جس سے اس نے باؤنڈ یا بیریئر سرٹیفکیٹ وغیرہ (جو ایک قسم کا سرکاری کاغذ ہے، فکس ڈپازڈ وغیرہ) خریدے ہیں یا زید نے وہ روپیہ کسی کو قرض بلا سود دے دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ ان سب صورتوں میں زکوٰۃ واجب الاداء ہے لیکن قرض دینے کی صورت میں وصول ہونے کے بعد گذشتہ مدت کی زکوٰۃ واجب الاداء ہے یعنی لازم ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۳۷ ج ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۲ ج ۲)

موت کے معاوضہ پر جو رقم ملی اس کا حکم:۔

سوال:۔ تصادم (ریل، جہاز، بس، موٹر وغیرہ) سے زید کا انتقال ہوگیا۔ کمپنی نے اس کی جان کے معاوضہ میں اس کے والدین و بیوہ اور نابالغ بچوں کو مبلغ تیس ہزار روپے دیئے، تو ان بچوں اور بیوہ کی رقوم پر زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں؟

جواب:۔ بچے جب تک نابالغ ہیں ان کے حصہ کے روپے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور بیوہ اور والدین کے حصہ میں جو روپیہ آیا ہے اس پر زکوٰۃ (جب کہ سال بھر تک وہ رقم موجود رہے) واجب ہے اور بچے جس وقت بالغ ہو جائیں گے تو ان کے حصے کے روپے پر بھی زکوٰۃ بالغ ہونے کے وقت سے واجب ہو جائے گی۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۳۲ ج ۶

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بحوالہ ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴ج ۲)

مالِ تجارت پر زکوٰۃ کیوں ہے؟:-

اللہ تعالیٰ نے انسان کی خاطر ان گنت بیشمار نعمتیں اس دنیا میں عطا فرمائیں اور تو اور زمین و آسمان کی ہر چیز کو انسان کے لئے مسخر کر دی- لیکن اس تسخیر کے اختیار پر یہ پابندی بھی لگائی کہ جائز طریقے سے روزی حاصل کرے اور اللہ پاک قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے-

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ O (الاعراف : 10)

''ہم نے تمہیں زمین میں اختیارات کے ساتھ بسایا اور تمہارے لئے روزی کا سامان فراہم کیا' مگر تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو-''

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے تجارت کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا جائز قرار دیا ہے' بشرطیکہ یہ تجارت کسی حرام شے (چیز) کی نہ ہو- اللہ پاک نے روزی کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ تجارت رکھا ہے- تجارت رزق حلال کمانے کا ایک مستحسن ذریعہ ہے اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے پسند فرمایا اور خود بھی تجارت میں حصہ لیا- اور معاملات میں سچائی' امانت داری وغیرہ کے اخلاقی اصولوں کو ترک نہ کیا جائے اور تجارت کی مشغولیت ذکر اللہ سے اور حقوق اللہ کی ادائیگی سے غافل نہ کرے- یہ بات بھی قابل تعجب نہ ہونی چاہیے کہ اسلام نے تجارت سے حاصل ہونے والی اس دولت پر زر نقد کی طرح سالانہ زکوٰۃ مقرر کر دی- تاکہ نعمت الٰہی کا شکر ادا ہو جائے اور اس کے بندوں میں سے ضرورت مند بندوں کا حق ادا ہو جائے اور دین اور ریاست کی عام مصالح (مفادات عامہ)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

میں شرکت ہو جائے جو کہ ہر زکوٰۃ کے مقاصد ہیں۔

فقہ اسلامی میں تجارت پر زکوٰۃ کے احکام بھی بیان کیے گئے تا کہ مسلمان تاجر کو معلوم ہو جائے کہ اسے کسی مال پر زکوٰۃ دینی ہے اور کس مال پر اسے زکوٰۃ سے چھوٹ حاصل ہے۔ فقہاء تجارتی دولت کو ''عروض تجارت'' کہتے ہیں اور اس سے ان کی مراد زرنقد کے علاوہ ہر سامان ہوتا ہے جو تجارت کے لیے مہیا کیا گیا' خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو۔ مثلاً آلات جراحی' مشینیں ہوں' قالین ہوں جو بھی استعمال سامان ہو۔ کپڑے ہوں' کھانے پینے کی اشیاء ہوں زیورات و جواہر ہوں' حیوانات و نباتات ہوں' گھر ہوں یا زمین یا منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادیں ہوں' (غرض) جو اشیاء فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے خرید و فروخت کے لئے مہیا کی گئی ہیں' وہ سامان تجارت ہیں' غرض یہ ہے کہ جس کسی کے پاس سامان تجارت ہو اور اس پر سال گزر جائے اور اس کی قیمت بقدر نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم آ جائے گی۔ یعنی سامان کی قیمت کا چالیسواں حصہ یا ڈھائی فی صد جس طرح زرنقد کی زکوٰۃ کا حساب ہوتا ہے۔ (فقہ الزکوٰۃ از ص ۴۱۴ تا ص ۴۱۶ ج ۱)

(اسلام نے نہ صرف تجارت اور محنت کی ترغیب دی' بلکہ تاجروں کو اس بات کی بھی ترغیب دی ہے کہ تجارت کے مسائل اور اس کا علم حاصل کریں آج دنیا میں ہر جگہ کامرس کالج قائم ہیں۔ لیکن اس کی ابتداء سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔

جامع ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں یہ اعلان کیا تھا کہ ہمارے بازاروں میں صرف وہی لوگ تجارتی لین دین کریں جن کو دین کی سمجھ اور تجارت کے مسائل سے واقفیت ہو' پھر حضرت عمرؓ نے باقاعدہ اس کے لیے انسٹی ٹیوٹ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

(ادارہ جات) قائم کئے' جس میں اس وقت کے علماء کرام تشریف
لے جاتے تھے اور تجار بھی وہاں جمع ہوتے تھے' تاجر حضرات اپنے
اپنے درپیش مسائل علماء کرامؒ سے حل کرواتے تھے۔

تجارتی مال کی زکوٰۃ کی شرائط:۔

مسئلہ ابو حنیفہؒ کے نزدیک مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

(۱) ایک شرط یہ ہے کہ اس کی (تجارت کی) قیمت سونے یا چاندی کے سکوں میں سے جس سکہ میں چاہے قیمت لگائی جائے۔ (یعنی دونوں نصابوں میں سے چاندی وسونے کا جو نصاب ہے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر اگر تجارت کا مال ہے تو زکوٰۃ واجب ہے اور مال کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس شہر میں ہو۔ اگر وہ مال کسی غیر آباد جگہ بھیجا جائے (جہاں قیمت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا) تو اس علاقہ کے قریب جو شہر ہو وہاں کی قیمت کے لحاظ سے اس کی مالیت لگائی جائے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ اس مال پر ایک سال گزر جائے اور اس بارے میں سال کے دونوں سروں کو دیکھا جائے گا' درمیانی حصہ کو نہ دیکھا جائے گا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص (تاجر) سال کے آغاز میں نصاب کا مالک ہو اور درمیان سال میں وہ مال نصاب سے کم رہ جائے لیکن سال کے ختم پر پھر نصاب پورا ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ البتہ اگر سال کے آغاز وانجام میں نصاب کم رہا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۳) ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس مال سے تجارت کی نیت ہو اور نیت کے ساتھ عملی طور پر تجارتی کاروبار شروع بھی کر دیا ہو لہٰذا اگر کوئی جانور خدمت (سواری) کے لیے خریدا گیا ہو

Marfat.com

پھر ارادہ کیا کہ اس کی تجارت کی جائے تو وہ مال تجارت متصورہ ہوگا' جب تک کہ فی الواقع اسے بیچنا یا کرایہ پر دینا شروع نہ کردے۔

اگر کسی شخص کو نقدی کے علاوہ کچھ مال تجارت عطیہ کے طور پر ملا یا کسی نے اس کے حق میں وصیت کی اور عطیہ یا وصیت کے وقت اس مال سے تجارت کی نیت کی تو یہ نیت تسلیم نہ کی جائے گی جب تک کہ اس مال سے کاروبار نہ شروع کیا جائے۔

اگر کسی نے تجارتی مال کو اس طرح کسی اور مال سے تبادلہ کیا تو نیت کا انحصار اصل مال تجارت پر ہوگا۔ مبادلہ پر نیت منحصر نہ ہوگی۔ لہذا تبادلہ کا مال تجارت ہی کے لیے سمجھا جائے گا اور بنیادی طور پر جو نیت کی گئی تھی اسے کافی سمجھا جائے گا۔ ہاں اگر تبادلہ کے وقت تجارت کی نیت نہ رہی ہو تو اب وہ مال تجارت متصور نہ ہوگا۔

(۴) ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس مال میں یہ صلاحیت ہو کہ اس میں تجارت کرنے کی نیت درست ہو لہذا اگر کسی نے عشری زمین (جس کی پیداوار پر عشر ہوا ہے خریدی اور اس میں کاشت کی' یا کھڑی کھیتی اور اس کی پیداوار کو خرید لیا تو اس زمین سے جو پیداوار ہوگی اس پر عشر واجب ہوگا' زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ یہ حکم خراجی زمین کا نہیں ہے اس پر زکوٰۃ (عشر) واجب نہیں ہوتی' اگرچہ زراعت (کھیتی) نہ کی گئی ہو۔

اگر کسی کا مال مویشی (جانور) ہے اور ہنوز (ابھی تک) سال نہ گزرا تھا کہ اس کی تجارت کا ارادہ ترک کر دیا اور اسے دودھ یا نسل کشی کے لئے یا ایسے ہی کسی اور کام کے لیے جس کا سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں بتایا گیا اور جنگل میں چرانا شروع کر دیا تو مال تجارت کا سال منقطع ہو جائے گا اور سال اس وقت سے شروع ہوگا جب کہ اسے سائمہ جانور بنایا گیا اور پھر سال پورا ہو تو اس کی زکوٰۃ سائمہ جانور کے طریقہ سے نکالی جائے گی قیمت لگا کر نہیں (اس کا جانوروں کی زکوٰۃ میں بیان ہے)

Marfat.com
Marfat.com

سونے و چاندی کی تجارت ہو تو اس کی زکوٰۃ نقدی کی زکوٰۃ کے طریق (متذکرہ سابقہ) کے مطابق ادا کی جائے- ان کی زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے تجارت کی نیت کرنا شرط نہیں ہے- اگر کسی کے پاس تجارت کا مال سالہا سال پڑا رہا پھر اس کے بعد فروخت کیا تو ہر سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی- صرف ایک سال کی نہیں- (کتاب الفقہ ص ۹۸۷ ج ۱)

سوال:- مال تجارت کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

جواب:- یہ دیکھا جائے گا کہ کل مال کی قیمت کتنی ہے' اگر بقدر نصاب ہے یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کی مقدار ہے تو سال گزر جانے پر زکوٰۃ ہے- اس طرح کہ ہر سو (۱۰۰) پر ڈھائی روپے نکالتے چلے جاؤ-

یہ بھی شرط ہے کہ شروع سال میں بھی بمقدار نصاب ہو' کم از کم چاندی کا نصاب دو سو درہم سے کم نہ ہو' قیمت اس جگہ کی شمار ہوگی- جہاں یہ مال ہے- اگر جنگل ہے تو اس کے قریب میں جو آبادی ہے اس جگہ کی قیمت مراد ہوگی اور لکڑیوں وغیرہ میں جو جنگل میں کٹتی ہیں اور وہاں ہی بیچ دی جاتی ہیں- اگر لکڑیاں جنگل میں ہیں تو وہاں کی قیمت مراد ہوگی اور شہر میں آگئی ہیں تو شہر میں جو قیمت ہے وہ مراد ہوگی- پھر قیمت بھی وہ جو سال تمام ہونے کے دن ہوگی- غرض کہ مال تجارت میں اعتبار قیمت کا ہے جو بھی اس دن قیمت ہو اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کر دی جائے- اللہ تعالیٰ تجارت میں اور زیادہ برکت دے گا- زکوٰۃ سے مال کم نہیں ہوگا-

سوال:- کیا موتی اور جواہرات میں زکوٰۃ ہے؟

جواب:- اگر برائے تجارت ہیں تو زکوٰۃ ہے ورنہ نہیں- کیونکہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ زکوٰۃ تجارت کے مال میں ہوتی ہے یا سونے اور چاندی یا چرنے والے

جانوروں میں اگر تینوں میں سے کوئی بھی قسم نہیں ہے تو کسی چیز پر زکوۃ نہیں۔

سوال:۔ تجارت کے لئے کوئی چیز کب بن سکتی ہے؟

جواب:۔ جب کوئی چیز بہ نیت تجارت خرید کریوں کہے کہ جو چیز میں خرید رہا ہوں وہ تجارت کے لئے ہے۔ اگر کوئی چیز گھر کے کام کے لئے مول لی پھر تجارت کی نیت کر لی تو تجارت کی نہ ہوگی۔ درمختار ص ۶۳۸ شامی)

زکوۃ کے لیے سال گزرنا کیوں شرط ہے؟:۔

شریعت نے زکوۃ کے وجوب کو نہ تو حکمرانوں کی مرضی پر چھوڑا کہ جب چاہیں زکوۃ وصول کرنا شروع کر دیں اور نہ بخیل لوگوں کی مرضی پر رہنے دیا کہ جب وہ چاہیں زکوۃ دے دیا کریں' بلکہ ایک محدود مقررہ ضابطہ کے تحت سالانہ گردش کے ساتھ قائم کر دیا ہے اور سال کو مقدار کے طور پر اس لیے مقرر کیا ہے کہ سال بھر میں فصلوں کے تمام تغیرات مکمل ہو جاتے ہیں۔ مال والوں کی آمدنیاں مکمل ہو جاتی ہیں اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں سامنے آ جاتی ہیں' غرض سال کی مدت ایک ایسی معقول مدت ہے جس میں اصل مال کا بڑھنا محقق ہو جاتا ہے۔ تجارت کا نفع نقصان سامنے آ جاتا ہے اور مویشیوں کی نئی نسل آ جاتی ہے اور چھوٹی نسل بڑی ہو جاتی ہے۔

امام ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سال زکوۃ اس لیے واجب فرمائی ہے کہ ایک سال میں ہر طرح کی فصلیں اور پھل تیار ہو جاتے ہیں اور یہ مدت بڑی مبنی بر انصاف ہے اس لیے کہ اگر ہر ہفتے یا ہر مہینے زکوۃ واجب ہوتی تو یہ صاحب نصب (مالداروں) کے لیے باعث تکلیف ہوتا اور اگر زکوۃ عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض ہوتی تو یہ بات مسکین (ضرورت مند) کے لئے باعث مضرت ہوتی۔ اس لیے سال کی مدت وجوب

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ کے معاملے میں یقیناً ایک عادلانہ مدت ہے۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۲۲۲ ج ۲ بحوالہ ہدایۃ المجتہد ص ۲۶۱ ج ا وزاد المعاد ص ۳۰۷ جلد اول وحجۃ اللہ البالغہ ص ۳ جلد دوم)

کتنی تجارت پر زکوٰۃ ہے؟:۔

مسئلہ وجوب زکوٰۃ کے لئے نصاب زکوٰۃ پر پورا سال گزرنا ضروری ہے ہے۔ خواہ قریب قریب پورا سال ہونے کو ہو۔ چنانچہ اگر کوئی شخص آغاز سال میں نصاب سے کم مال کا مالک تھا' پھر اس کم مال سے تجارت کی جس سے اتنا نفع ہوا کہ نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کی قیمت کے برابر مکمل ہو گیا تو جس وقت سے نصاب مکمل ہوا اس وقت سے پورا سال گزرنا معتبر ہوگا۔ چنانچہ نصاب پورا ہونے کے بعد جب ایک سال گزر جائے تب زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر شروع سال میں نصاب پورا تھا پھر دوران سال میں اس نے تجارت کر کے نفع میں وہی کچھ حاصل کیا جو اس مال کی جنس میں سے ہے تو اس مال کو جو اس کے پاس تھا اس نفع میں شامل کر کے تمام سال کی زکوٰۃ پورے اصل مال کی ادا کی جائے گی۔ بشرطیکہ کہ اصل مال نصاب کو پورا کرتا ہو' کیونکہ اگر اصل مال نصاب کو پورا کرتا ہو تو اس کے فائدے کو بھی اصل مال ہی تصور کیا جائے گا۔ (کتاب الفقہ ص ۹۶۵ ج ۱)

مسئلہ سامان تجارت اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے (یعنی چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہو) (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۴۸)

تجارت کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ:۔

مسئلہ اصل مال تجارت کی قیمت لگا کر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے' تمام مال کی قیمت لگا کر باہم اکٹھا کر لینا چاہیے' خواہ وہ مال مختلف نوعیت کے ہوں۔ مثلاً کپڑا' قالین'

Marfat.com

اور تانبے پیتل کا سامان غرض جو بھی تجارتی سٹاک ہو خواہ کسی بھی طرح کا ہو- اسی طرح سال کے دوران جو نفع ہو اس کو بھی مال کی قیمت میں شامل کر لیا جائے نیز تجارت کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے جو مال حاصل ہو- مثلاً وراثت یا ہبہ وغیرہ سے تو وہ منافع اور یہ مال سب کو ملا کر نصاب پورا ہو اور سال بھی پورا ہو جائے تو سب کی زکوٰۃ نکالی جائے- بشرطیکہ نصاب پورا ہو اور سال کے خاتمہ پر (نصاب سے) کم نہ ہو گیا ہو- غرض زکوٰۃ کے واجب ہونے کا انحصار پورے سال بھر تک نصاب کے قائم رہنے پر ہے-- (کتاب الفقہ ص ۹۹۴ ج ا)

مسئلہ جب زکوٰۃ کے ادا کرنے کا وقت آ جائے تو اپنی نقدی اور تجارتی سامان کا جائزہ لیا جائے اور جملہ سامان تجارت کی نقدی میں قیمت متعین کر لو پھر اس رقم میں اس قرض کو بھی شامل کر لو جو تم نے کھاتے پیتے آسودہ حال لوگوں کو دے رکھا ہو' پھر اس مجموعی رقم میں سے وہ قرضہ جات جو تم پر واجب الاداء ہوں' منہا کر کے بقیہ رقم کی زکوٰۃ ادا کر دو- (فقہ الزکوٰۃ ص ۲۴۲ ج ا)

مسئلہ کسی کے پاس کچھ سونا و چاندی اور کچھ روپیہ اور کچھ مال تجارت ہے لیکن علیحدہ علیحدہ ان میں سے بقدر نصاب کوئی چیز نہیں تو سب کو ملا کر دیکھیں اور اگر اس مجموعہ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہو گی- (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۴۸ و کتاب الفقہ ص ۹۶۴ ج اول)

قرض کی قسموں پر زکوٰۃ کے احکام:-

مسئلہ شریعت میں جو رقم یا چیز کسی کے ذمہ باقی ہو اسے "دین" کہتے ہیں- زکوٰۃ کے احکام کے لحاظ سے یہ دین چار قسم کے ہیں-

(ا) وہ قرض جو کسی شخص کو دیا گیا ہو یا تاجر نے وہ سامان جو تجارت ہی کے لیے تھا' بیچا

Marfat.com

ہو اور اس کی قیمت باقی ہو' اگر یہ رقم کل کی کل ایک ساتھ مل جائے تو سب کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی اور اگر کئی سالوں کے بعد ملی تو تمام سالوں کی بیک وقت زکوٰۃ ادا کی جائے گی اور اگر یہ رقم تھوڑی تھوڑی وصول ہو تو جتنا روپیہ وصول ہوا تنے کی زکوٰۃ ادا کرتا جائے' لیکن اگر یہ رقم نصاب زکوٰۃ کے ۱/۵ سے بھی کم ہو تو پھر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی- اس کو فقہ کی اصطلاح میں ''دین قوی'' کہتے ہیں-

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کسی سامان کی قیمت تو باقی ہو لیکن سامان' مثلاً تجارت کے لئے نہیں تھا اس مال پر بھی زکوٰۃ اسی وقت واجب ہوگی جب وہ وصول ہو جائے گا- اور وصولی کے بعد اس پوری مدت کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی جب سے اس نے وہ سامان بیچا تھا البتہ اس رقم پر اسی وقت زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی جب یہ تمام رقم اکٹھی وصول ہو جائے اور زکوٰۃ کے نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے- اگر تھوڑی تھوڑی رقم وصول ہوتی رہے' کبھی سو (۱۰۰) کبھی دو سو (۲۰۰)' کبھی چار سو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہوگی- ایسی باقی رقوم کو ''دین وسط'' کہتے ہیں-

(۳) ایسی رقمیں جو کسی مال کے بدلے میں باقی نہ ہوں جیسے مہر کی رقم کہ وہ کسی مال کے عوض میں نہیں ہے بلکہ عورت کی عصمت کا معاوضہ ہے- اس پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب مال پر قبضہ ہو جائے اور قبضہ کے بعد ایک سال گزر جائے- فقہ کی اصطلاح میں اس کو ''دین ضعیف'' کہتے ہیں- (خلاصۃ الفتاوی ص ۲۳۸ جلد اول)

(۴) ایسا قرض جس کی وصولی یا بی یا ایسا مال جس کو حاصل کرنا دشوار ہو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی- ہاں اگر غیر متوقع طور پر کبھی وہ مال وصول ہو گیا تو اب اس پوری مدت کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی- فقہ کی اصطلاح میں اس کو ''مال ضمار'' کہا جاتا ہے- (فتاوی ہندیہ ص۱۸۹ ج۱)

یہ فقہی احکام گو کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے جدید نہیں ہیں مگر آج کل بقایا جات اور دین (قرض) کی جو مختلف صورتیں نئے معاشی نظام اور طریق انتظام کی وجہ سے پیدا ہو گئی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہیں- ان اصولی احکام کے ذریعہ ان کو بآسانی حل کیا جا سکتا ہے- (جدید فقہی مسائل ص ۱۱۸)

نقد مال اور خرچ وغیرہ کی زکوٰۃ کا حکم:-

مسئلہ آخر سال میں جس قدر روپیہ نقد اور مال تجارت موجود ہے- سب پر زکوٰۃ واجب ہے اور جو رقم بذمہ دوسروں کے قرض ہے اس پر بھی زکوٰۃ ہے مگر اداء کرنا زکوٰۃ کا اس پر بعد وصولی کے ہے اور جو رقم وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ ساقط ہے اور معاف ہے اور جو مال سال بھر کے اندر ختم سال سے پہلے خرچ ہو گیا' اس کی زکوٰۃ لازم نہیں اور جو برتن (دوکان کا سامان فرنیچر وغیرہ) تجارت کی غرض سے نہیں خریدے گئے ان پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے- البتہ ان میں سے جو ظروف فروخت کر دیئے اور اس کی قیمت شامل رقم موجود ہے اس کو زکوٰۃ دی جائے گی- (فتاوی دارالعلوم ص ۵۸ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

مسئلہ استعمالی برتن اور پہننے کے کپڑے اور کھانے کے غلہ پر زکوٰۃ نہیں ہے- (فتاوی دارالعلوم ص ۶۰ ج ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۳ ج ۲)

کیا تاجر ادھار اور نقد دونوں کی زکوٰۃ دے؟:-

سوال:- ایک تاجر ہے اس کا روپیہ کچھ ادھار میں اور کچھ نقد موجود ہے تو وہ تمام روپے کی زکوٰۃ ادا کرے یا صرف نقد کی؟

جواب:- تمام روپے کی زکوٰۃ ادا کرے لیکن جس قدر روپیہ قرض میں ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے ادا کرنی لازمی ہوتی ہے- وصول ہونے کے بعد گذشتہ ایام کی بھی زکوٰۃ دینا لازم اور واجب ہے- (فتاوی دارالعلوم ص ۵۶ ا ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲ ج ۲)

زکوٰۃ کے لیے کیا روزانہ کا حساب رکھنا ضروری ہے؟:-

مسئلہ زکوٰۃ کے روزانہ کا حساب رکھنے کی ضرورت نہیں- سال میں ایک تاریخ (چاند کی) مقرر کر لیجئے- مثلاً یکم رمضان المبارک کو پوری دوکان کے قابل فروخت

Marfat.com

سامان کا جائزہ لے کر اس کی مالیت کا تعین کر لیا جائے اور اس کے مطابق زکوۃ ادا کر دیجئے جس تاریخ کو آپ نے دوکان شروع کی تھی ہر سال اسی تاریخ کو حساب کر لیا کیجئے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۷ ج ۳)

کیا آمدنی کا ہر سال حساب کرنا ضروری ہے؟:-

مسئلہ اگر آمدنی میں کمی زیادتی کا تغیر ہوتا رہتا ہے تب تو ہر سال اپنی آمدنی کا حساب کرنا ضروری ہے، اگر (صرف) ایک رقم کسی کے پاس رکھی ہوئی ہے یا زیور رکھا ہے اور کوئی آمدنی ایسی نہیں کہ جس پر زکوۃ واجب ہو تو صرف ایک مرتبہ حساب کر لینا کافی ہے، اس کے بعد اسی حساب سے ہر سال زکوۃ ادا کر دی جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۵۵ جلد ۷)

تھوڑی بچت والا زکوۃ کس حساب سے اداء کرے؟:-

مسئلہ یہ اصول سمجھ لیجئے کہ جس شخص کے پاس تھوڑی تھوڑی بچت ہوتی رہی جب تک اس کی جمع شدہ پونجی ساڑھے باون تولہ (چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام چاندی کی مالیت کو نہ پہنچ جائے اس پر زکوۃ واجب نہیں اور جب اس جمع شدہ پونجی اتنی مالیت کو پہنچ جائے اور قرض سے بھی فارغ ہو تو اس تاریخ کو وہ "صاحب نصاب" کہلائے گا۔ اس سال کے بعد اسی قمری تاریخ کو اس پر زکوۃ واجب ہو جائے گی۔ اس وقت اس کے پاس جتنی جمع شدہ پونجی ہو (بشرطیکہ نصاب کے برابر ہو) اس پر زکوۃ واجب ہو گی۔ سال کے دوران اگر وہ رقم کم وبیش ہوتی رہی اس کا اعتبار نہیں، بس سال کے اول و آخر میں نصاب کا ہونا شرط ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۰ ج ۳)

ادائیگی زکوۃ میں کونسی قیمت کا اعتبار ہوگا؟:-

سوال:- زکوۃ مال خرید کردہ پر ہوگی یا موجودہ نرخ پر؟

Marfat.com
Marfat.com

جواب:- زکوٰۃ کے ادا کرتے وقت جو قیمت ہے اس کا اعتبار ہوگا- (فتاوی دارالعلوم ص۶۱ ج۶ بحوالہ ردالمختار باب زکوٰۃ المال ص۳۰ ج۲)

مسئلہ زکوٰۃ میں اشیاء کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو عام طور پر رائج و معروف ہو' تاجرانہ قیمت کا اعتبار نہیں کیونکہ وہ مبنی ہے تخفیف و رعایت مصالحہ خاصہ پر بلکہ متفرق خریدار جس قیمت سے لیتے ہیں وہ معتبر ہے اور اگر اس میں اختلاف ہو تو اکثر اور شہر کا اعتبار ہے(امداد الفتاوی ص۴۲ ج۲)

مسئلہ زکوٰۃ میں مال تجارت کی قیمت فروخت لگائی جائے گی- (احسن الفتاوی ص۲۹۹ ج۴)

جو رقم سال بھر میں گھٹتی بڑھتی رہے اس کا حکم:-

مسئلہ سال کے اول اور آخر میں نصاب کا پورا ہونا شرط ہے' اگر درمیان میں رقم کم ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں- مثلاً ایک شخص سال کے شروع میں تین ہزار روپے کا مالک تھا' مہینے بعد اس کے پاس پندرہ سو روپے رہ گئے' پھر چھ مہینے بعد چار ہزار روپے ہو گئے اور سال کے ختم پر ساڑھے چار ہزار روپے کا مالک تھا تو سال پورا ہونے کے وقت اس پر ساڑھے چار ہزار روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی' درمیان سال میں اگر رقم گھٹتی بڑھتی رہی' اس کا اعتبار نہیں' (آپ کے مسائل ص۳۴۰ ج۳ و فتاوی دارالعلوم ص۷۷ ج۶ و کتاب الفقہ ص۹۶۹ ج۱)

مسئلہ سال کے اول و آخر میں مالدار (صاحب نصاب) ہو اور سال کے بیچ میں اس مقدار سے کم رہ جائے تب بھی زکوٰۃ واجب ہے' تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی' البتہ اگر سب مال جاتا رہا' اس کے بعد پھر مال ملا تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جائے گا- (ہدایہ)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مسئلہ کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی تھی پھر سال گزرنے سے پہلے دو چار تولہ یا نو دس تولہ سونا اور مل گیا تو اس سونے کا حساب الگ شمار نہیں ہوگا بلکہ اس چاندی کا سال پورا ہوگا تو یہ سمجھا جائے گا کہ بعد میں ملے ہوئے سونے کا سال بھی پورا ہوگیا تو اس پورے سونے چاندی کی زکوٰۃ کی ادائیگی اسی وقت فرض ہو جائے گی۔ (ہدایہ وامداد مسائل زکوٰۃ ص ۴۹ بحوالہ احکام زکوٰۃ ص ۱۹)

بچت سے زیادہ قرض والے کا حکم:۔

سوال:۔ زید نے کپڑا کمپنی میں بیس ہزار کا حصہ قرض روپیہ لے کر خرید لیا ہے' اس وقت زید پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کو بچت قرض کی ادائیگی کی وجہ سے نہیں ہے؟

جواب:۔ اس صورت میں جب کہ بقدر مال موجودہ کے اس کے ذمہ قرض ہے اور بچت کچھ نہیں ہے' تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۵ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۹ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

جو روپیہ بارہویں مہینہ میں خرچ ہوگیا اس کا حکم:۔

سوال:۔ ایک شخص کے پاس حاجت ضروریہ سے زائد روپیہ ہے' جب اس پر گیارہ ماہ گزرے تو اس نے مکان یا سامان وغیرہ خرید لیا تو اس روپیہ کی زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جب تک حولان حول (مکمل سال نہیں ہوا اس نے مکان یا سامان خرید لیا جس میں زکوٰۃ نہیں ہے تو اس روپیہ کی زکوٰۃ ساقط ہوگئی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۰ ج ۶ بحوالہ ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۸ ج ۱)

Marfat.com
Marfat.com

سال کے خرچ کے بعد جو غلہ بچے اس کا حکم:-

مسئلہ جو غلہ کھانے کے لئے سال بھر کے لئے خرید ا اور خرچ ہو کر سال کے ختم کے بعد باقی رہ گیا' اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے- (فتاوی دار العلوم ص ۷۲ جلد ٦' بحوالہ عالمگیری ص ۱٦۱ ج ۱ کتاب الزکوٰۃ)

نقد اور مال تجارت موجودہ اور قرض کا حکم:-

سوال:- ایک تاجر تقریباً ایک لاکھ روپے نقد تحویل میں رکھتا ہے اور 30 ہزار روپیہ کا مال تیار رکھتا ہے اور اس مال میں سے اکثر مال تبدیل ہوتا جاتا ہے اور 20 ہزار روپیہ کا مال کارخانہ میں مکمل رکھتا ہے اور تقریباً 15 ہزار روپے لوگوں کے ذمہ بقایا ہے جو کہ بتدریج وصول ہوتا ہے تو کیا نقد تحویل میں جو موجود ہے اس کی زکوٰۃ دے یا مال اور بقایا کی بھی؟

جواب:- نقد اور مال تجارت موجودہ اور اس روپے کی جو لوگوں کے ذمہ ہے سب کی زکوٰۃ دینا لازم ہے- البتہ جو روپیہ لوگوں کے ذمہ ہے وصول ہونے کے بعد گذشتہ سال کی بھی لازم ہوتی ہے- مثلاً اگر قرض دو سال کے بعد وصول ہوا تو بھی وصول ہونے کے بعد گذشتہ ایک سال کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگی- پس اگر وصول ہونے سے پہلے بھی دے دے تو کوئی حرج نہیں ہے- بہر حال زکوٰۃ سب کی لازم ہے خواہ نقد ہو خواہ مال تیار شدہ یا غیر تیار شدہ اور خواہ لوگوں کے ذمہ قرض ہو اور جو قرض اپنے ذمہ ہو اس کو منہا (وضع کر لیا جائے گا) (فتاوی دار العلوم ص ۱۴۴ ج ٦ بحوالہ رد المحتار ص ۱۳ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

مسئلہ سال کے ختم پر دیکھا جائے کہ جس قدر مال تجارت و نقد روپیہ موجود ہو اس کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے اور جو رقوم لوگوں کے ذمہ قرض ہیں ان کی زکوٰۃ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بھی واجب ہے مگر ادا کرنا بعد وصول یابی کے واجب ہوتا ہے۔ گذشتہ زمانہ کی زکوٰۃ بھی بعد وصول ہونے کے دینی لازم ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۳ ج ۶)

جس مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے اس کی زکوٰۃ:۔

سوال:۔ جس مال کی قیمت بدلتی رہی اور بعض مرتبہ تو قیمت خرید سے بھی کم ہو جاتی ہے اور مال فروخت ہونے کی کوئی صورت نہ ہو تو اس کی زکوٰۃ کیسے دینی چاہیے؟

جواب:۔ جس وقت پورا سال مال تجارت پر ہو جائے تو جو قیمت اس کی مال کی اس وقت ہو اس کا حساب کر کے چالیسواں حصہ دے دے یا نقد سے یا اس مال موجودہ میں سے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۵ ج ۶ بحوالہ رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۰ ج ۲)

مسئلہ مال کی قیمت وہ لگائی جائے جو اس شہر میں ہو اگر وہ مال کسی غیر آباد جگہ بھیجا جائے جہاں قیمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو اس علاقہ کے قریب جو شہر ہو وہاں کی قیمت کے لحاظ سے اس کی مالیت لگائی جائے۔ (کتاب الفقہ ص ۹۸۷ جلد اول)

تاجر کی قیمت خرید کا اعتبار ہے یا موجودہ کا؟:۔

سوال:۔ تاجر کے پاس مال موجود ہے، اب زکوٰۃ دینا چاہتا ہے سال بھر کے بعد، تو اس مال کی قیمت خرید کا اعتبار ہوگا یا بازار کے بھاؤ کا لحاظ ہوگا؟

جواب:۔ مال تجارت کی جو قیمت بازار میں بوقت زکوٰۃ دینے کے ہے، اسی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کی جائے، خواہ قیمت خرید سے زیادہ ہو یا کم۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۱ ج ۶)

مسئلہ اسباب تجارت پر زکوٰۃ اس قیمت کے اعتبار سے دی جائے گی جو

Marfat.com

قیمت بازار کے موافق ہے اسی پر عمل کرنا چاہیے' اگر نرخ خرید کے موافق زکوۃ دے اور باعتبار نرخ بازار اور زیادہ واجب ہوئی تھی تو باقی زکوٰۃ اس کے ذمہ رہی اس کو ادا کرے۔

قرض سے جو تجارت کی اس کی زکوٰۃ :۔

سوال :۔ زید نے گیارہ ہزار روپے قرض لے کر تجارت شروع کی' ذاتی سرمایہ کچھ نہیں تھا' زید پر زکوٰۃ لازم ہے؟

جواب :۔ ابھی کچھ زکوٰۃ اس پر لازم نہ ہوگی' جب گیارہ ہزار سے زیادہ بقدر نصاب اس کے پاس حاصل ہو جائے اس وقت زائد کی زکوٰۃ دے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۱ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۹ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)

جو روپیہ تجارت میں لگا اس کی زکوٰۃ :۔

مسئلہ جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اور سامان تجارت اس نے خریدا گیا ہے' اس تمام پر زکوٰۃ واجب ہے جب کہ وہ نصاب کو پہنچ جائے اور سال بھی گزر جائے اور جو روپیہ زمین و مکان کی خریداری پر صرف کیا جائے' اگر زمین و مکان بھی تجارت کے لیے خریدے جائیں' مثلاً زمین و مکان کرایہ پر دیئے جائیں' ان کے کرایہ کی آمدنی پر نصاب پورا ہونے کے بعد زکوٰۃ ہے۔ (یعنی اگر کرایہ کی آمدنی سال بھر تک بچی رہے اور نصاب کو پہنچ جائے) (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۲ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۰ ج ۲)

تجارت میں نفع و خرچ کی زکوٰۃ کیسے؟ :۔

سوال :۔ ایک تاجر اگر ایک ہزار روپے سے تجارت شروع کرتا ہے اور سال بھر کے بعد جب حساب کرتا ہے تو اس کے پاس ڈیڑھ ہزار روپے کا مال موجود ہے اور سال بھر

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

وہ اس میں سے اپنا خرچ بھی ساتھ کرتا رہا ہے تو کیا اس کی اب زکوٰۃ سال بھر کا خرچ نکال کر دینی چاہیے یا کہ ڈیڑھ ہزار کی پوری بغیر نکالے خرچ؟

جواب:- اب اس کو ڈیڑھ ہزار کی زکوٰۃ ادا کرنی لازم ہے- (فتاوی دار العلوم ص ۱۴۵ ج ۶ بحوالہ ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۷۵ ج ۱ و کفایت المفتی ص ۲۴۱ ج ۴)

قابل فروخت مال مع منافع پر زکوٰۃ:-

سوال:- مجھے دوکان چلاتے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں، میں نے کبھی زکوٰۃ نہیں دی، کیا دوکان کے پورے مال پر زکوٰۃ ہے یا اس سے جو سالانہ منافع ہوتا ہے اس پر ہے؟

جواب:- آپ کی دوکان میں جتنا قابل فروخت سامان ہے اس کا حساب لگا کر اور منافع جوڑ کر سال کے سال زکوٰۃ دیا کیجئے اور اس کے ساتھ گھر میں جو قابل زکوٰۃ چیز ہو اس کی زکوٰۃ بھی اس کے ساتھ ادا کیجئے، گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی آپ کے ذمہ واجب الاداء ہے اس کو بھی حساب کر کے ادا کیجئے- سال کے اندر جو رقم گھر کے مصارف اور دیگر ضروریات میں خرچ ہو جاتی ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے- (آپ کے مسائل ص ۳۶۱ ج ۳)

گڑ کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے؟:-

سوال:- مال تجارت گڑ ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح دینی چاہیے؟

جواب:- گڑ کی قیمت کر کے چالیسواں حصہ زکوٰۃ دی جائے یا گڑ ہی زکوٰۃ میں دے دیا جائے- (فتاوی دار العلوم ص ۱۵۴ ج ۲)

خرید کردہ بیج یا کھاد پر زکوٰۃ:-

زمین کے لیے جو کھاد یا بیج خرید کر رکھ لیا ہے اس پر زکوٰۃ جواب نہیں ہے-

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

(آپ کے مسائل ص ۳۸۴ ج ۳)

مختلف نوعیت کے مال کی زکوۃ کا حکم:۔

سوال:۔ ایک شخص کپڑے کی تجارت (بزنس) کرتا ہے۔ پانچ ہزار کا مال اس کے پاس موجود ہے اور اس نے جو ادھار فروخت کیا ہے اس میں سے پانچ ہزار کے آنے کی توقع یقینی ہے اور تین ہزار کے وصول ہونے میں شک ہے اور ایک ہزار روپے کے وصول ہونے کی امید بالکل نہیں اور یہ شخص چار ہزار کا مقروض ہے تو اس صورت میں کس قدر رقم کی زکوۃ دینی ہے؟

جواب:۔ جس قدر مال اور نقد موجود ہے اس کی زکوۃ اس وقت ادا کرے اور جو مال ادھار فروخت ہوا ہے اور قیمت اس کی لوگوں کے ذمہ پر قرض ہے اس کی زکوۃ ادا کرنا وصول ہونے پر واجب ہوگی اس کو مال موجودہ میں منہا کرے باقی کی زکوۃ ادا کرے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۴۶ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۹ ج ۲ کتاب الزکوۃ)

جو مال بیوپاری کے حوالہ کرے اس کی زکوۃ:۔

سوال:۔ اکثر بڑے بزنس مین (تجارتی آدمی) اپنا تجارتی مال بیوپاریوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور اس کی قیمت کا ادا ہونا قرائن قویہ سے متعین بھی ہے ایسی صورت میں قیمت معہود نصاب زکوۃ میں محسوب ہوگی یا نہ۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آج تاجروں کے پاس مال آیا اور کل بیوپاری بطور قرض کے اٹھا لے گئے۔

جواب:۔ اس مال کی زکوۃ واجب ہے مگر بعد وصول ہونے کے ادا کرنا زکوۃ کا واجب ہوتا ہے اور گذشتہ زمانہ کا بھی لحاظ زکوۃ میں کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کئی سال میں وہ روپیہ وصول ہو تو گذشتہ زمانہ کی بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۴۷ ج ۶

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بحوالہ ردالمختار باب زکوۃ المال ص ۴۸ ج ۲)

منافع کی زکوۃ کیسے دی جائے گی؟:-

سوال:- کیا تجارت قبل تمام سال جو منافع ہوتا ہے اس کو اصل کے ساتھ ملا کر زکوۃ نکالیں یا صرف اصل کی زکوۃ نکالی جائے؟

جواب:- درمیان کے جو منافع ہوئے وہ ختم سال اصل مال پر زکوۃ دینے کے لئے شمار و معتبر کیے جائیں گے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۵۲ ج ۶ بحوالہ ہدایہ ص ۱۵۷ ج ۱ کتاب الزکوۃ فصل فی الخیل)

مسئلہ سال گزرنے کے بعد اصلی رقم مع منافع کے جتنی رقم بنتی ہو اس پر زکوۃ ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۱ ج ۳ و کفایت المفتی ص ۲۴۱ ج ۴)

مال کی سپلائی پر زکوۃ کا حکم:-

سوال:- میں شہر سے مال لا کر دیہات (گاؤں) میں سپلائی کرتا ہوں، جتنے میں مال لیتا ہوں ان کا قرضہ میرے اوپر تقریباً ۲۰۰۰۰ روپے ہیں اور دوسروں کے اوپر میرا قرضہ ۱۸۰۰۰ روپے ہے اور میرے پاس تقریباً ۸۰۰۰۰ مال موجود ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ میں کس طرح زکوۃ نکالوں؟

جواب:- جتنی مالیت آپ کے پاس موجود ہے خواہ نقدی کی شکل میں ہو یا مال تجارت کی شکل میں نیز آپ کے وہ قرضے جو لوگوں کے ذمہ ہیں ان سب کو جمع کر لیا جائے، اس کی مجموعی رقم میں سے وہ قرضہ جات منہا کر دیئے جائیں جو آپ کے ذمہ ہیں، منہا کرنے کے بعد جتنی مالیت باقی رہے اس کی زکوۃ ادا کر دیا کریں۔ صورت مسئولہ میں ۶۸

ہزار روپے کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب ہے۔ (آپ کے مسائل ص۳۶۱ ج۳)

قرض لے کر کاروبار پر زکوٰۃ:۔

سوال:۔ زید نے قرض کے پیسوں سے ایک دوکان کھولی' سال پورا ہونے پر حساب کر کے دیکھا تو ۹۵۰۰۰ روپے کا مال موجود تھا جب کہ شروع میں' ۱۱۰۰۰۰ کا مال ڈالا تھا اور قرض جو دکان پر ۲۰۰۰۰ روپے کا بقایا ہے اور نقد دو ہزار روپے پڑے ہوئے ہیں تو کیا ان پر زکوٰۃ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جتنی مالیت کا سامان قابل فروخت ہے اس کی قیمت میں سے قرض کی رقم منہا کر کے باقی ماندہ رقم میں دو ہزار جمع کر کے اس کی زکوٰۃ ادا کر دیجئے۔ (آپ کے مسائل ص۳۶۲ ج۳)

صنعت پر زکوٰۃ کا حکم:۔

سوال:۔ صنعت کے سلسلہ میں کون سا مال زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے؟

جواب:۔ صنعت کار کے پاس دو قسم کا مال ہوتا ہے۔ ایک خام مال جو چیزوں کی تیاری میں کام آتا ہے۔ دوسرا تیار شدہ مال' ان دونوں قسم کے مالوں پر زکوٰۃ ہے البتہ مشینری اور دیگر چیزیں جن کے ذریعہ مال تیار کیا جاتا ہے کوئی بھی چاہے کتنی قیمتی مشینری' اوزار وغیرہ) ان پر زکوٰۃ نہیں۔ (آپ کے مسائل ص۳۶۲ ج۳ و کفایت المفتی ص۲۴۲ ج۴)

شرکت والے کاروبار کی زکوٰۃ:۔

سوال:۔ ایک بھائی نے دوسرے کو دوکان کھلوائی ہے۔ رقم ایک بھائی کی ہے اور چلاتا دوسرا بھائی ہے۔ نفع برابر کا ہے' اس کی زکوٰۃ کون ادا کرے؟ جب کہ یہ کاروبار

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

شرکت میں ہو گیا؟

جواب:- پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ جب کسی کاروبار کے لیے مال دیا جائے اور نفع میں حصہ رکھا جائے تو شرعی اصطلاح میں اس کو "مضاربت" کہتے ہیں اور ہمارے یہاں عام طور پر اس کو "شراکت" کہہ دیا جاتا ہے- اس کاروبار میں ایک اصل رقم ہوتی ہے اور ایک اس کا منافع، اصل رقم کی زکوٰۃ اس کے مالک کے ذمہ ہے اور اس کے ذمہ منافع کے اس حصہ کی زکوٰۃ بھی واجب ہے جو اسے ملے گا، اور جو نفع پر کام کرتا ہے اگر اس کا نفع نصاب کی مقدار کو پہنچے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اپنے حصہ کی زکوٰۃ اس پر بھی ہوگی جو قطعہ زمین کا دوکان کے لیے خریدا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں- (آپ کے مسائل ص ۳۵۰ ج ۳)

مسئلہ اس روپے کی زکوٰۃ بذمہ زید (یعنی جس کا روپیہ ہے مالک کے ذمہ ہے) واجب ہے اور جو نفع پر کام کرتا ہے اس کو جب نفع کا روپیہ بقدر نصاب حاصل ہو جائے اور سال بھر گزر جائے تو اس کے ذمہ اس روپے کی زکوٰۃ واجب ہے- (فتاوی دار العلوم ص ۱۵۵ ج ۶ و ص ۱۴۸ ج ۶ بحوالہ رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۱ ج ۲)-

مقروض تاجر کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟:-

سوال:- ایک تاجر قرض دار ہو گیا ساری پونجی ختم ہو گئی تو کیا زکوٰۃ دے سکتے ہیں جب کہ اس کے گھر میں دس ہزار کا زیور بھی ہے؟

جواب:- گھر میں جو دس ہزار کا زیور ہے وہ اس کی بیوی کا ہوگا، قرض خود تاجر (بزنس مین) کے ذمہ ہے- اس لیے وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے- فتاوی محمودیہ ص ۱۶۱ ج ۳)

مسئلہ قرض دار کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اگر چہ اس کے پاس دس ہزار روپے موجود ہوں مگر گیارہ ہزار (موجودہ رقم سے زائد) کا قرض دار ہے- ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا

Marfat.com
Marfat.com

جائز ہے۔(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۷۸)

مسئلہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرے ذمہ اتنا قرض ہے اس کی ادائیگی کے لیے مجھے زکوٰۃ کی رقم دے دی جائے تو اس قرض کا ثبوت اس سے طلب کرنا چاہیے۔ (معارف القرآن ص ۴۱۲ ج ۴ بحوالہ قرطبی)

جائیداد اور سامان تجارت کی زکوٰۃ:۔

سوال:۔ ایک شخص کے پاس جائیداد قیمتی پچاس ہزار منافع فی سال ہے اور تجارت کا سامان بیس ہزار کا ہے اس میں ڈھائی ہزار روپے سالانہ منافع ہوتا ہے اور وہ شخص کبھی تیس ہزار روپے چھ ماہ کے لیے قرض بھی لیتا ہے۔ ان سب صورتوں میں زکوٰۃ کا حکم کیا ہے اور اس کے ذمہ مہر بھی ہے؟

جواب:۔ سامان تجارت جو بیس ہزار کا ہے مثلاً اس کے کل پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چالیسواں حصہ (یا اس کی قیمت) اس کا ہر سال میں زکوٰۃ کا روپیہ نکالا کرے یعنی فی سیکڑہ ڈھائی روپیہ زکوٰۃ دینا چاہیے اور جائیداد کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (ردالمحتار ص ۱۰ ج ۲ و ص ۱۹ ج ۲)

اس کے نفع میں جو روپیہ حاصل ہو اگر خرچ نہ ہو اور سال بھر گزر جائے اس کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے اور تین ہزار روپیہ جو اس کے ذمہ قرض ہو جاتا ہے اگر ختم سال پر بوقت زکوٰۃ ادا کرنے کے اس کے ذمہ قرض ہو تو اس کو مجرا کیا جائے گا۔ باقیماندہ سامان تجارت اور نقد روپیہ زیور وغیرہ کی زکوٰۃ بھی دے۔ (ردالمحتار ص ۹ ج ۲)

ادائے زکوٰۃ میں تاجر کے لیے ایک سہولت:۔

سوال:۔ زید نے ایک دوکان آٹھ ہزار روپے سے کی اور اسی آٹھ ہزار میں سے تین ہزار روپے ادھار میں ہو گئے اور پانچ ہزار کا مال دوکان میں باقی ہے اب زکوٰۃ مال

Marfat.com
Marfat.com

موجودہ پر ہی ہے یا ادھار پر بھی اور ادھار کا روپیہ سال وار کل وصول نہیں ہوتا بلکہ تھوڑا تھوڑا وصول ہوتا ہے اور پھر اتنا ہی ہو جاتا ہے۔

جواب:۔ ادھار کی زکوٰۃ دینا واجب تو اس وقت ہوتا ہے کہ وہ روپیہ وصول ہو جائے اور اس وقت پچھلے زمانہ کی بھی زکوٰۃ دینی لازم ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ کل مال ادھار و موجودہ کی زکوٰۃ کا حساب کر کے ختم سال پر دے دے تاکہ بار بار وصول ہونے کے وقت ادھار کے حساب کرنے کی دقت پیش نہ آئے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۵۳ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۷ ج ۲ باب زکوٰۃ المال)۔

روزمرہ کی آمدنی والا کیسے زکوٰۃ دے؟:۔

سوال:۔ ایک شخص کی روزمرہ کی آمدنی ہے وہ روپیہ بنک میں جمع کرتا جاتا ہے۔ مثلاً ماہ جنوری سے دسمبر تک آمدنی معتدبہ قابل زکوٰۃ ہوگئی۔ آخر ماہ دسمبر تک اس کا حساب کس طرح کیا جائے، کسی آمدنی پر گیارہ ماہ گزرے، کسی پر دس، کسی پر دو چار، بلکہ کسی پر دو چار دن، اسی آمدنی سے خرچ بھی ہوتا رہا مگر سال کے ختم پر خرچ کے باوجود وہ قابل زکوٰۃ ہے تو کیسے زکوٰۃ نکالی جائے؟

جواب:۔ جس وقت سے وہ ذخیرہ بقدر نصاب ہو گیا ہو اس تاریخ سے سال شروع ہوگا اور اس سال کے ختم پر جس قدر اس وقت موجود ہوگا بشرطیکہ نصاب سے کم نہ ہو، سب پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ گو ہر چیز پر سال نہ گزرا ہو اور گو درمیان سال کے نصاب سے کم رہ گیا ہو۔ (امداد الفتاوی ص ۱۲ ج ۲)

آلاتِ تجارت پر زکوٰۃ کا حکم:۔

سوال:۔ تجارت کے آلات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں مثلاً پن چکی یا ٹریکٹر کرایہ پر

Marfat.com

چلایا جاتا ہے۔

جواب:۔ اگر یہ آلات خود فروخت کرنے کے لئے ہوں تو ان پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر ان کے ذریعہ سے کاشت کی جائے یا آٹا پیسا جائے خود ان کو فروخت نہ کیا جائے تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۳ ج ۳ بحوالہ درمختار ص ۹ ج ۲)

(آمدنی ہونے کے بعد اگر سال بھر کے بعد بچت اتنی ہو جائے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکے تو اس آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔)

مسئلہ آلات تجارت مثلاً کشتیاں، جہاز اور بیل گاڑیاں اور اونٹ گاڑیاں پک اپ، ٹرالے وغیرہ جو تجارت کا مال ڈھونے (منتقل) کرنے کے لئے دوکاندار کے پاس ہوتی ہیں یہ سب آلات عروض تجارت میں شامل ہیں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(فتاوی دارالعلوم ص ٦٧ ج ٦ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۱ ج ۲ وفتاوی محمودیہ ص ۹۵ ج ۱۳)

(البتہ اگر ان آلات سے حاصل شدہ منافع بقدر نصاب ہو جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو منافع کے روپیوں پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔)

کیا کرا کری پر زکوٰۃ ہے؟:۔

مسئلہ کسی نے برتن، شامیانے، فرنیچر یا سائیکلیں وغیرہ یا اور کوئی سامان کرایہ پر دینے کے لیے خریدا اور کرایہ پر چلاتا رہا تو ان چیزوں پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ کرایہ پر چلانے سے مال مال تجارت نہیں بنتا اور اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، البتہ کرایہ کی وصول شدہ رقم اگر بقدر نصاب ہو اور ایک سال گزر جائے تو اس روپے پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

(امداد مسائل زکوٰۃ ص ۵۷ بحوالہ قاضی خاں)

پرنٹنگ پریس اور کارخانوں پر زکوٰۃ کا حکم:۔

مسئلہ پرنٹنگ پریس، کارخانوں وغیرہ میں جو مشینیں وغیرہ فٹ ہوں وہ بھی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مال تجارت نہیں لہذا ان پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ درزی کی کپڑے سینے کی مشین' ڈرائی کلین وغیرہ اور ہر قسم کی مشینوں کا یہی حکم ہے۔ البتہ اگر یہ مشینیں تجارت وغیرہ کی نیت سے خریدی ہوں کہ ان کو فروخت کیا کریں گے تو ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۵۶)

مسئلہ کارخانے' فیکٹریز اور ملز وغیرہ کی مشینوں پر تو زکوٰۃ فرض نہیں ہے لیکن ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے۔ اس طرح جو خام مال جو مل میں سامان تیار کرنے کے لئے رکھا ہے اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے' خام مال اور تیار شدہ مال سب کی قیمت لگا کر اس کا ڈھائی فی صد زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۴۹ ج و آپ کے مسائل ص ۳۴۰ ج ۳)۔

صنعتی اوزار کی دو قسمیں اور ان پر زکوٰۃ کا حکم:۔

مسئلہ صنعتی اوزار اور سامان دو قسم کے ہیں ایک وہ جن کو کسی کام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا اثر اس چیز میں باقی نہیں رہتا۔ دوسری قسم وہ جو بعینہ اس میں لگا دی جاتی ہے۔ مثلاً سائیکل کی درستگی کے بعض اوزار ایسے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ اس سے چیزیں ٹھیک کر دی جائیں' یعنی نئے سپیئر پارٹس' کاری گران سے اسی قدر کام لیتا ہے' بڑے بڑے کارخانوں میں جو مشینیں ہیں وہ اسی نوعیت کی ہیں اور بعض سامان خاص اسی مقصد کے لئے ہوتے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر ان کو گاڑی یا سائیکل میں فٹ کر دیا جائے۔ ان دونوں قسم میں سے پہلی قسم کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس میں مشینیں گھڑی سازی' بڑھئی' موٹر سائیکل درست کرنے والوں اور کاشتکاروں وغیرہ کے صنعتی اوزار داخل ہیں۔ دوسری قسم کی چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اس میں گھڑی' ریڈیو اور موٹر سائیکل وغیرہ کے قابل فروخت اجزاء (پرزے) سپیئر پارٹس شامل ہیں۔ چنانچہ فقہا نے پہلی قسم کی چیزوں کو

Marfat.com
Marfat.com

"بنیادی ضرورت" (حاجت اصلیہ) اور دوسری قسم کی چیزوں کو قابل زکوۃ قرار دیا ہے۔
(جدید فقہی مسائل ص ۱۲۲ بحوالہ فتاوی ہندیہ ص ۸۸ ج ۱)

ٹیکسی کے ذریعہ کرایہ کی رقم پر زکوۃ:-

سوال:- ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے۔ اس سے وہ ایک ٹیکسی خریدتا ہے ایک سال بعد چالیس ہزار روپیہ کی کمائی ہو گئی۔ اب زکوۃ کتنی رقم پر دے؟

جواب:- اگر گاڑی فروخت کرنے کی نیت سے نہیں خریدی بلکہ کمائی (کرایہ پر چلانے) کے لئے خریدی ہے تو سال کے بعد زکوۃ صرف چالیس ہزار کی دیں گے۔ کیونکہ گاڑی کمانے کا ذریعہ ہے۔ اس پر زکوۃ نہیں۔

مسئلہ گاڑیوں سے جو منافع حاصل ہو جائے اور جو نصاب تک پہنچ جائے تو سال گزرنے کے بعد اس پر زکوۃ آ جائے گی۔ صرف گاڑیوں پر زکوۃ نہیں آئے گی' کیونکہ یہ حصول نفع کے آلات ہیں۔ ان پ زکوۃ نہیں آتی ہے' لیکن یہ خیال رہے کہ بعض لوگ گاڑی اسی نیت سے خریدتے ہیں کہ جوں ہی اس کے اچھے دام ملیں گے اس کو فروخت کر دیں گے اور یہ ان کا گویا باقاعدہ کاروبار ہے۔ ایسی گاڑی درحقیقت مال تجارت ہے اور اس کی قیمت پر زکوۃ واجب ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۲ ج ۲ و احسن الفتاوی ص ۲۸۷ ج ۴ بحوالہ طحطاوی ص ۳۹۲ ج ۱)۔

کرایہ پر چلنے والے سامان پر زکوۃ کا حکم:-

مسئلہ آج کے حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر روپے ہوں گے تو زکوۃ واجب ہوگی' اسی طرح گھروں میں گاڑی اس نیت سے خریدتے ہیں یا اور کوئی سامان تجارت کے لیے ہو اور وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا ہو تو اس

Marfat.com
Marfat.com

پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی - اگر گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں' کراکری' ٹیکسی' اور اسی طرح دوکان کا دوسرا سامان کرایہ پر دیا جاتا ہے ہو تو آمدنی پر زکوٰۃ واجب ہوگی مالیت پر نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۴۹ ج ۵)

مسئلہ مشینری میں جو تجارتی نہ ہوں' اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس کی آمدنی میں زکوٰۃ ہے۔ جب حوائج اصلیہ (ضرورت) سے فاضل ہو کر نصاب کو پہنچ جائے اور پورا سال بھی ہو جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۱۲ ج ۳)

مسئلہ موٹر کار' ہوائی جہاز لانچیں' گھوڑا سواری (وغیرہ) کہ اگر یہ چیزیں شخصی استعمال میں ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر ان کو کرایہ کے لئے مختص کر دیا گیا ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے۔ (جبکہ اس کی آمدنی سال بھر کے بعد نصاب کے برابر یا دیگر مال وغیرہ کے ساتھ مل کر نصاب کے برابر ہو جائے) کیونکہ یہ اشیاء نماء افزائش اور نفع دینے لگی ہیں اس لیے اب یہ زکوٰۃ کا محل بن گئی ہیں۔ (فقہ الزکوٰۃ ص۶۰۰ جلد اول)۔

جو مال برآمد کیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ:-

سوال:- جو مال مختلف ملکوں کو ایکسپورٹ اور اندرون شہر بیوپاریوں کو منافع لگا کر روانہ کیا جاتا ہے' اس کا روپیہ کبھی سال بھر میں اور کبھی ڈیڑھ دو سال میں وصول ہوتا ہے۔ اس کی زکوٰۃ مع منافع کے نکالی جائے یا بغیر منافع کے؟ اور کبھی بیوپاری سال بھر کے بعد مال واپس بھی کر دیتے ہیں اور ان سے روپیہ وصول مشکل سے ہوتا ہے۔

جواب:- جو مال بیوپاری' ایکسپورٹر کو دیا جاتا' یا بیچا جاتا ہے۔ اس کی جو کچھ قیمت مع منافع اس سے مقرر ہوئی ہے اس قیمت پر وصول ہونے کے بعد زکوٰۃ واجب ہے' جس قدر روپیہ وصول ہوتا ہے جائے اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے اور جو وصول نہ ہو اس کی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زکوۃ کچھ لازم نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۵۵ ج ۶' ردالمحتار باب زکوۃ المال ص ۴۷ ج ۲)۔

اسٹیشنری کی زکوۃ کا حکم:۔

سوال:۔ میں کتابوں اور اسٹیشنری کی دوکان کرتا ہوں۔ سامان کی مالیت تقریباً بارہ یا پندرہ ہزار روپیہ ہوگی' (دوکان کرایہ کی ہے۔ کیا دوکان کا سامان قابل ادائیگی زکوۃ ہے؟

جواب:۔ دوکان کا جو بھی مال فروخت کیا جاتا ہے اگر اس مال کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کو پہنچتی ہو تو اس مال پر زکوۃ فرض ہوگی۔

دوکان کی زکوۃ کس طرح ادا کی جائے:۔

سوال:۔ میں نے ایک دوکان بیس ہزار کی خریدی تھی اور میں نے اس میں پچاس ہزار روپے کا سامان خرید کر بھرا تھا جس میں سے تقریباً بیس ہزار کا مال قرض لیا تھا جو اب میں نے ادا کر دیا ہے۔ اس سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ میں دوکان میں ہی لگا دیتا ہوں۔ مارکیٹ کے حساب سے میری دوکان کی قیمت ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہے اور جو اس میں سامان ہے اس کی قیمت بھی ساٹھ یا پینسٹھ ہزار روپے بنتی ہے۔ میں اس پر زکوۃ کس حساب سے ادا کروں؟

جواب:۔ دوکان میں جتنی مالیت کا سامان ہے' اس کی قیمت لگا کر آپ کے ذمہ اگر قرض ہو اس کو منہا کر دیا کریں۔ باقی جتنی رقم بچے اس کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں ادا کر دیا کریں۔ دوکان کی عمارت' باردانہ اور فرنیچر وغیرہ پر زکوۃ نہیں صرف قابل فروخت مال پر زکوۃ ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۱ ج ۳)

بساط خانہ کی زکوۃ کا حکم:۔

سوال:۔ عطار خانہ (دوا فروش) کی دوکان ہے ہزاروں قسم کی ادویہ ہیں اور

Marfat.com

بساط خانہ نیز دیگر سامان بھی ہے- اگر تخمیناً قیمت لگائی جائے اور زائد کر کے لگائی جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- ادویہ اور سامان بساط خانہ کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس وقت بازار میں ان کی قیمت ہے' اسی قیمت پر زکوٰۃ دی جائے گی- (فتاوی دارالعلوم ص ۱۴۹ ج ۶) بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲ ج ۱)

ادویات پر زکوٰۃ کا حکم:-

سوال:- دوکان میں پڑی ادویات پر زکوٰۃ لازم ہے یا صرف اس کی آمدنی پر؟

جواب:- ادویات کی قیمت پر بھی لازم ہے- (آپ کے مسائل ص ۳۸۳ ج ۳)

کتب خانہ کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ:-

زکوٰۃ دینے میں ایک کوتاہی یہ ہے کہ اپنے نزدیک حساب سے دیتے ہیں مگر واقع میں وہ حساب غلط ہوتا ہے- مثلاً مال تجارت میں اپنی خرید یا لاگت کا حساب لگا لیتے ہیں- فرض کیجئے کہ ایک شخص نے کچھ کتابیں تاجرانہ قیمت سے خریدیں یا اپنے پریس میں چھاپیں اور وہ ایک ہزار روپے میں اس کو پڑ گئیں مگر بازار میں وہ دو ہزار کی ہیں' تو زکوٰۃ دو ہزار کی دینا چاہیے اور اگر دو ہزار کی زکوٰۃ پچاس روپے دیتے ہوئے دل دکھے تو سہل یہ ہے کہ خود کتابوں کا چالیسواں حصہ دے دے مثلاً چالیس ہدایہ میں سے ایک ہدایہ دے دے یا ایسی کتاب دے دے جس کی ہدایہ کی برابر قیمت پر نکاسی ہوتی ہو- (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۳۳ و فتاوی دارالعلوم ص ۸۰ ج ۶ و شامی ص ۳۰ ج ۲ باب زکوٰۃ الغنم)

پرچون کی زکوٰۃ:-

سوال:- زید پنساری کی دوکان کرتا ہے' اس میں چونکہ سینکڑوں قسم کا سامان

Marfat.com

ہوتا ہے' اس وجہ سے اخیر سال میں وزن نہیں کر سکتا' اندازہ سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے' کیا زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب:- اندازہ کرنے میں حتی الوسع یہ لحاظ رکھے کچھ زیادہ اندازہ لگایا جائے تا کہ زکوٰۃ میں کمی نہ رہے کیونکہ درحقیقت اگر اندازہ کم ہوا تو اس میں قدر زکوٰۃ اس کے ذمہ پر واجب رہے گی۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۴۰ ج ۶ بحوالہ عالمگیری کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۸ ج ۱)

جس دوکان کا حساب نہ ہو اس کی زکوٰۃ:-

سوال:- زید کی دوکان جب سے قائم ہوئی ہے اس وقت تک کوئی ایسا حساب نہیں ہوا جس سے اس کی مالیت کا صحیح اندازہ ہو سکے زکوٰۃ کے لئے کیا کرے؟

جواب:- حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے اور گزشتہ سالوں کی بھی زکوٰۃ ادا کرے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۴۸ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار باب زکوٰۃ المال ص ۱۴۱ ج ۲)

(یہاں پر مال کا اندازہ اور تخمینہ لگایا جائے اور اندازہ میں جہاں تک ہو سکے کچھ زیادہ ہی ہوتا کہ حقوق اللہ نہ رہے۔ (ایس حافظ مختار احمد)

دوکان چھوڑنے کی صورت میں زکوٰۃ کا حکم:-

سوال:- تجارت (بزنس) میں اگر بعد ادائے قرضہ مثلاً پچاس ہزار روپے کا مال دوکان میں ہو تو کیا اس پچاس ہزار روپے پر زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ لیکن دوکانداری کا مال ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس کو دوکان چھوڑنے کی غرض سے فروخت کیا جائے۔ (مال نمٹایا جائے) تو کبھی ایک روپے کا مال ایک روپے میں فروخت نہیں ہوتا۔ اس مال کی قیمت ادائے زکوٰۃ کے وقت وہی محسوب ہو گی جو اس کی اصلی قیمت بوقت موجودہ خرید ہے' یا وہ قیمت محسوب کرنی چاہیے جو دوکان چھوڑنے کے وقت مل سکتی ہے اور اس پر زکوٰۃ دینا چاہیے؟

Marfat.com

جواب:- قرض دوامی کے ادا کرنے کے بعد اگر پچاس ہزار روپے کا مال مثلاً بچے تو ختم سال پر اس کی زکوۃ دینی چاہیے اور زکوۃ قیمت مال موجودہ نرخ موجود کے حساب سے واجب ہوگی- دوکان چھوڑنے کی حالت میں جو کمی پر مال فروخت ہوا' اس کا خیال نہ کیا جائے گا بلکہ نرخ (قیمت) بازار موجودہ مال کا اعتبار ہوگا- (فتاوے دارالعلوم ص ۱۵۱ ج ۶ بحوالہ عالمگیری (مصری) کتاب الزکوۃ باب ثالث فصل ثانی ص ۱۶۸ ج ۱)

مسئلہ مال میں ان تین وصفوں میں سے ایک وصف کا پایا جانا' نقدیت' سوم (بڑھنے والی) نیت تجارت' سونے اور چاندی میں نقدیت پائی جاتی ہے- لہذا ان میں بہر حال زکوۃ فرض ہوگی' خواہ نیت تجارت کی ہو یا نہ ہو اور خواہ سونا چاندی مسکوک ہو یا غیر مسکوک' خواہ اس کے زیور یا برتن بنائے گئے ہوں' مال میں اگر تجارت کی نیت کی جائے تو زکوۃ ہوگی ورنہ نہیں' خواہ مال کتنا ہی قیمتی ہو اور از قسم جواہر ہی کیوں نہ ہو- تجارت کی نیت مال کے خریدتے وقت ہونا چاہیے- اگر بعد خریدنے کے نیت کی جائے وہ قابل اعتبار نہیں ہے تاوقتے کہ اس کی تجارت شروع نہ کر دی جائے اگر کوئی مال تجارت کے لیے خریدا گیا ہو اور خریدنے کے بعد یہ نیت نہ رہے تو وہ مال تجارت نہ رہے گا اور اس پر زکوۃ فرض نہ رہے گی پھر اس کے بعد اگر نیت کی جائے تو وہ قابل اعتبار نہ ہوگی جب تک کہ اس کی تجارت نہ کر دی جائے-

مسئلہ اس مال میں کوئی دوسرا حق مثلاً عشر یا خراج واجب نہ ہو- اگر عشر یا خراج اس مال پر ہوگا تو پھر اس پر زکوۃ فرض نہ ہوگی' کیونکہ دو حق ایک مال پر فرض نہیں ہوتے- (علم الفقہ ص ۱۲ ج ۴)-

شریعت میں مویشیوں کی زکوۃ کی اہمیت:-

زکوۃ دراصل اس سرمائے مالیت پر عائد ہوتی ہے- جہاں انسان کی بنیادی

Marfat.com
Marfat.com

ضروریات کی حد ختم ہو جاتی ہے- اسلام اور انبیاء علیہم السلام کی آمد کا مقصد آخرت کی تیاری اور دنیا کی اصلاح ہے- اس لئے زکوٰۃ کی اس اہمیت کو ہمیشہ برقرار رکھا گیا- نماز کے بعد زکوٰۃ کے احکام بیان کیے جاتے ہیں تاکہ تعلق باللہ کے بعد تعلق بالعباد قائم ہو' چنانچہ بنیادی طور پر عرب نہ زراعتی ملک تھا نہ صنعتی' اہل عرب کا سرمایہ نقدی سے بڑھ کران کے مویشی تھے اس لئے زکوٰۃ کا زیادہ تر زور مویشیوں ہی پر رہا' اس کے بعد اور بھی چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہوئی مگر مویشیوں (جانوروں) کی اہمیت زیادہ تھی اس لیے احادیث میں بھی ان سے متعلق بہت تفصیلات ملتی ہیں اسی وجہ سے فقہاء بھی زکوٰۃ کے بنیادی احکام بیان کرنے کے بعد بالعموم مویشیوں ہی کی زکوٰۃ کے بارے میں تفصیلات کا ذکر کیا کرتے ہیں- اب یہاں پر جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان شروع کیا جاتا ہے- (فتاوی عالمگیری ص ۱۵ ج ۴)

مویشیوں پر زکوٰۃ کیوں ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے لاکھوں جانور اس دنیا میں پیدا فرمائے ہیں جن میں سے بہت کم جانوروں نے انسان مستفید ہوتا ہے اور ان جانوروں میں بھی مفید ترین جانور وہ ہیں جنہیں عربی زبان میں انعام (مویشی) کہا جاتا ہے اور یہ اونٹ' گائے اور بھینس' اور بکری اور بھیڑ ہیں- اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان جانوروں کا ذکر اپنے بندوں پر ایک احسان کے طور پر کیا ہے اور متعدد مقامات پر ان کے منافع بھی بیان فرمائے ہیں- اسی شکر ادائیگی کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان میں زکوٰۃ فرض فرمائی ہے- اس کے نصاب اور مقادیر مقرر فرمائے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک مربوط اور مستحکم نظام کی صورت میں نافذ فرمایا-

بہر حال چونکہ اہل عرب کے لیے مویشی اور ان میں بھی خاص طور پر اونٹ بہت مفید اور کثیر المنافع جانور تھے- اس لیے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالتفصیل ان کے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نصاب اوران کی مقادیر کو بیان فرمایااور آج تک بھی دنیا کے بیشتر ممالک میں حیوانی ثروت کو اہم مالی آمدنی کا ذریعہ متصور کیا جاتا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں حیوانات پالے اور پرورش کیے جاتے ہیں۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۲۲۸ جلد اول)

سائمہ جانور کیا ہیں؟

مسئلہ سائمہ وہ جانور کہلاتے ہیں جو جنگل میں چرنے کے لئے خاص مقصد سے چھوڑے جاتے ہیں اور وہ مقصد یا تو ان سے دودھ حاصل کرنا ہوتا ہے یا ان کی نسلی افزائش ہے یا اپنی بڑھوتری اور بالیدگی کی بناء پر وہ بیش قیمت قرار پائیں، جن جانوروں کو نسلی افزائش اور شیر افزونی کے بجائے سواری کے لیے یا بار برداری کے لیے جنگل میں چرایا جائے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

سائمہ خواہ نر ہوں یا مادہ خواہ ملے جلے ہوں ان سب پر زکوٰۃ واجب ہوگی ایسے ہی اگر محض تجارتی مقصد سے جنگل میں چھوڑے جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی مگر تجارت کے حساب سے ہوگی۔ سائمہ کے حساب سے نہ ہوگی ہاں اگر گوشت خوری کے لئے (جانور پالے جائیں اور) جنگل میں چرنے کے لیے چھوڑے تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں (اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ روزمرہ جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں اور کھانے کے کام آتے ہیں ان کو جنگل میں اسی مقصد سے پالا جائے تو وہ زکوۃ سے فارغ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے جانوروں پر زکوٰۃ سائمہ جانوروں کے حساب سے عائد نہ ہوگی۔ بلکہ تجارتی نوع کی زکوٰۃ ہوگی۔ البتہ اگر کوئی شخص صرف اپنے ذاتی استعمال میں لائے اور خود گوشت کھانے کے لئے جنگل میں گائے بھینس وغیرہ کو چرنے کے لئے چھوڑتا ہے تو اس پر کسی قسم کی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(ایس حافظ مختار احمد)

سائمہ جانور کسے کہتے ہیں؟

سوال:- سائمہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- جنگل میں چرنے والے جانوروں کو سائمہ کہتے ہیں جو اس غرض سے چھوڑے جاتے ہوں کہ فربہ ہوں اور ان سے دودھ حاصل کیا جائے اور بچے لئے جائیں۔ اس سے مراد اونٹ' گائے' بھیڑ بکری وغیرہ ہیں۔ کیونکہ زکوٰۃ میں مال کا نامی ہونا شرط ہے اور وہ جانوروں میں جنگلوں میں چرتے رہنے سے جانوروں سے نمو اور زیادتی ہوتی ہے چرنے کے لئے جانوروں کے چھوڑنے کو اسامتہ کہتے ہیں۔ لہذا تجارت اور اسامت کے وقت نیت شرط ہے۔ اسامت سے نسل اور دودھ بڑھتا ہے۔

شہر میں گھاس کھلانے سے جانور سائمہ نہیں ہوتا ہے۔ جنگل میں چرنے اور کھانے سے ہوتا ہے اگر چھ مہینہ چرایا اور چھ مہینہ گھر میں رکھ کر چارہ کھلایا تو سائمہ کے حکم میں نہیں۔ ہاں اکثر سال جنگل میں چرایا تو سائمہ کے حکم میں ہوگا۔ (اگر جانور تجارت کی غرض سے خریدے پھر انہیں سائمہ بنا دیا تو سال نصاب اس وقت سے شمار ہوگا جب سے انہیں سائمہ بنا دیا ہے' (فتاوی عالمگیری)

سوال:- اگر تجارت کے جانوروں کو دودھ اور نسل کے لئے جنگل میں چرنے کے لئے چھوڑ دیا تو کیا یہ سائمہ کے حکم میں ہو جائیں گے یا نہیں؟

جواب:- نہیں! مگر جبکہ چرنے کے لئے چھوڑنے کے وقت یہ نیت کر لی ہو کہ میں تجارت سے ان کو نکال کر سائمہ بناتا ہوں تو سائمہ ہو جائیں گے۔ جیسا کہ تجارت کے غلام سے برسوں خدمت لے تو وہ تجارت ہی کے رہیں گے مگر جب یہ نیت کر لے کہ میں تجارت سے نکال کر خدمت کے لئے مقرر کرتا ہوں تو خدمت کا غلام ہو جائے گا اس پر زکوٰۃ نہیں۔

سوال:- کیا سائمہ ہونے میں یہ بھی شرط ہے کہ اپنی منفعت مقصود نہ ہو مثلاً سواری

Marfat.com
Marfat.com

لینا، ہل جوتنا وغیرہ بلکہ صرف دودھ بڑھانا، فربہ اور موٹا کرنا، بچہ لینا اور نسل حاصل کرنا مقصود ہو؟

جواب:- جی ہاں یہ بھی ضروری ہے اگر بوجھ لادنے یا ہل وغیرہ کے کام میں لایا جاتا ہے اور چرنے کے لئے چھوڑ دیا تو یہ سائمہ کے حکم میں نہیں یعنی اس پر سائمہ کی زکوۃ نہیں اسی طرح گوشت کھانے کے لئے جنگل میں چھوڑ دیا تو بھی سائمہ نہیں تجارت کے جانوروں کو جنگل میں چھوڑ دیا تو یہ بھی سائمہ نہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ یہ تجارت ہی کے رہیں گے۔ قیمت لگا کر زکوۃ ادا کی جائے۔ سائمہ کی طرح نہیں کہ سوائم میں جانور دینا پڑتا ہے اور یہاں نہیں۔

سوال:- اگر سائمہ یعنی چرائی کے جانور درمیان سال فروخت کر کے دوسری چیز خرید لی تو کیا جانوروں کا سال ختم ہو گیا؟

جواب:- جی ہاں ختم ہو گیا۔ اب از سر نو اس چیز پر سال شروع ہو گا جو بدل میں آئی ہے۔ اگر وہ قابل زکوۃ ہے تو اس پر زکوۃ ہے۔ مثلاً تجارت کی نیت سے مال تجارت کا لیا ہے تو سائمہ کا پہلا سال ختم ہو گیا اب تجارت کا سال وقت خرید سے شروع ہو گا یا بدلے میں نقد قیمت لی ہے تو اس کی زکوۃ اب سے سال گزرنے پر لازم ہو گی مگر کچھ نقدی پہلے سے بھی پاس موجود ہے اور اس کا سال ختم ہو رہا ہے تو اس قیمت کو بھی اسی میں ملا دیا جائے گا۔ اس پر پورا سال گزرنے کی ضرورت نہیں۔ پہلے نقدی کا سال تمام ہونے کے وقت مجموعہ کی زکوۃ ادا کی جائے گی اور اگر بدلہ میں اسی جنس کے دوسرے جانور خرید لیے تو بھی از سر نو ان کی زکوۃ کا سال شروع ہو گا۔ پہلا سال ختم ہو گیا۔

سوال:- چرنے والے جانوروں میں کن کن میں زکوۃ ہے؟

جواب:- صرف تین جانوروں میں ہے۔ (۱) اونٹ (۲) گائے (۳)

Marfat.com
Marfat.com

بکری- ان کے علاوہ گھوڑے وغیرہ اور کسی جانور میں نہیں-

سوال:- بھینس کیا گائے کے حکم میں ہے؟

جواب:- جی ہاں! بھینس گائے کے حکم میں ہے-

سوال:- کیا دنبہ اور بھیڑ میں بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب:- جی ہاں ہے کیونکہ یہ بکری کے حکم میں ہے- ان جانوروں میں سب سے پہلے اونٹ کی زکوٰۃ کا بیان لکھا جاتا ہے- (درمختار ص ۶۲۹ ج ۲ ٬ درمختار ٬ شامی ٬ عالمگیری)

اونٹ کی زکوٰۃ

سوال:- اونٹ کی زکوٰۃ کا بیان تفصیل سے لکھیں؟

جواب:- جب اونٹ تعداد میں پانچ ہو جائیں تو زکوٰۃ میں ایک بکری یا بکرا دیا جائے گا- جس کی عمر پورے ایک سال کی ہو اس سے کم نہ ہو- اسی طرح پچیس تک ہر پانچ پر ایک بکری دیتے چلے جایئے- درمیان کی تعداد معاف ہے- مثلاً نو اونٹ ہو گئے یہ زیادتی معاف ہے- پانچ اونٹ پر جو بکری ہے اب بھی وہی ایک بکری رہے گی جب تک دس اونٹ نہ ہو جائیں- دس ہو جانے کے بعد پھر دو بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی- اسی طرح ہر پانچ پر ایک بکری یہ سلسلہ پچیس تک رہے گا- جب پچیس اونٹ ہو جائیں تو پھر بکرا نہیں بلکہ اونٹ کا مادہ بچہ دیا جائے گا جو پورے ایک سال کا ہو کر دوسرے سال میں لگا ہو- جس کو "بنت مخاض" کہتے ہیں- پینتیس تک یہی دیا جائے گا- اب اگر اور زیادہ ہوئے تو چھتیس سے پینتالیس تک اونٹ کا دو مادہ بچہ دیا جائے گا جو پورے دو سال کا ہو کر تیسرے میں لگا ہو جس کو "بنت لبون" کہتے ہیں- پھر چالیس سے ساٹھ تک وہ اونٹنی دی جائے گی جس کی عمر پورے

Marfat.com

Marfat.com

تین سال کی ہو اور چوتھے سال میں قدم رکھا ہو جس کا نام "حقہ" ہے پھر اکسٹھ سے پچھتر تک "جذعہ" یعنی پورے چار سال کی اونٹنی ہے۔ جو پانچویں سال میں لگی ہو۔ پھر چھہتر سے لے کر نوے تک دو "بنت لبون" پھر اکیانوے سے ایک سو بیس تک میں دو "حقہ" لازم ہوں گے۔

اس کے بعد اگر اونٹوں میں اضافہ ہو تو پھر از سر نو زکوٰۃ کا پہلا حساب شروع کرو' یعنی ہر پانچ پر ایک بکری تو اس حساب سے ایک سو پچیس میں دو حقہ اور ایک بکری' ایک سو تیس پر دو "حقہ" اور دو بکری۔ ایک سو پینتیس میں دو حقہ اور تین بکری۔ ایک سو چالیس میں دو حقہ اور چار بکری لازم ہوں گے۔ پھر ایک سو پینتالیس میں دو حقہ اور ایک بنت لبون پھر ایک سو پچاس میں تین حقے دینے ہوں گے۔ اس سے زیادہ اضافہ ہو تو پھر از سر نو پہلا حساب سے شروع کرو۔

یہ بات بھی یاد رکھئے کہ زکوٰۃ میں جہاں اونٹ دینا ہے تو وہ نر نہ ہو مادہ ہو اگر نر ہو تو مادہ کی قیمت کا ہو۔

گائے بھینس کی زکوٰۃ

سوال:۔ گائے بھینس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں' اگر ہے تو کس حساب سے دی جائے گی؟

جواب:۔ جی ہاں زکوٰۃ ہے بشرطیکہ جنگل میں چرنے والے ہوں' جب تیس گائے یا بھینس ہو جائیں تو اس پر کامل ایک سال کا بچہ دیا جائے گا۔ نر مادہ کی قید نہیں۔ خواہ بچھڑا ہو یا بچھیا۔ لیکن اس عمر کا ہو جو کامل ایک سال کا ہو کر دوسرے میں لگا ہو۔ اس عمر والے بچہ کو "تبیع" کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ بچہ اپنی ماں کو نہیں چھوڑتا اس کے پیچھے رہتا ہے اس لئے

Marfat.com
Marfat.com

''تبیع'' کہتے ہیں اور مادہ ہو تو ''تبیعہ'' کہتے ہیں- چالیس گائے پر ایک بچھڑا جو کامل دو سال کا ہو کر تیسرے سال میں لگا ہو جس کو ''مسن'' کہتے ہیں اور بچھیا ہو تو ''مسنہ'' کہتے ہیں- کیونکہ اس کے دودھ کے دانت اکھڑ کر نئے نکل آتے ہیں- اس لئے اس کو مسن کہتے ہیں-

ساٹھ ہو جائیں تو دو تبیع یا تبیعہ دیے جائیں گے- پھر ہر تیس میں ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس میں ایک مسن یا مسنہ دینا لازم ہوگا اور اگر ایسے عدد تک تعداد پہنچ جائے جو تیس اور چالیس دونوں پر پورا تقسیم ہو تو اختیار ہے چاہے تیس کے حساب سے تبیع دو یا چالیس کے حساب سے مسن دو- جیسے ایک سو بیس کہ چاہے اس میں چار تبیعہ دو یا چاہے تین مسنہ زکوٰۃ میں نکالو-

یہی بھینس کا بھی حکم ہے اگر تنہا ہو اور اگر مخلوط ہیں تو گائے زیادہ ہوں تو بچھڑا اور بھینس زیادہ ہوں تو مادہ زکوٰۃ میں دیا جائے اور اگر برابر ہوں تو متوسط قیمت کا لے نہ ادنیٰ ہو- نہ اعلیٰ، جنگلی گائے یا جنگلی بکریوں پر زکوٰۃ نہیں-

بکریوں کی زکوٰۃ

سوال:- کیا بکریوں پر زکوٰۃ ہے؟ اور ہے تو کس حساب سے؟

جواب:- بکریوں پر زکوٰۃ ہے اس کا حساب یہ ہے کہ چالیس بکریوں پر ایک بکری ہے- نر ہو یا مادہ- پھر ایک سو اکیس میں دو بکریاں- دو سو ایک میں تین بکریاں، چار سو میں چار بکریاں لازم ہیں- چار سو سے زائد ہوں تو ہر سینکڑے پر ایک بکری ہے- الی غیر النہایۃ- اس طرح سلسلہ چلے گا- دو نصابوں کے درمیان جو ہے اس کی زکوٰۃ معاف ہے-

سوال:- بھیڑ دنبے پر بھی زکوٰۃ ہے؟

Marfat.com

Marfat.com

جواب:- جی ہاں ان پر بھی وہی زکوۃ ہے جو بکریوں پر ہے- تنہا ہوں یا بکریوں سے مل کر تعداد پوری ہو- چالیس پر زکوۃ ہے نصاب میں کمی ہو تو ایک دوسرے کو ملا کر نصاب پورا کریں گے- جیسے تیس بکریاں ہیں اور دس بھیڑ تو ملا کر چالیس کا نصاب مکمل ہو جائے گا-

سوال:- زکوۃ میں جو بکرا' بکری دیئے جاتے ہیں کیا اس میں عمر کی قید ہے؟

جواب:- جی ہاں قید ہے جو بکرا زکوۃ میں دیا جائے ایک سال سے کم عمر کا نہ ہو- کامل ایک سال کا ہو-

سوال:- ایک سال سے کم کے بچوں میں زکوۃ ہے؟

جواب:- ان پر زکوۃ نہیں ہے مگر ہاں ان میں بڑے بھی ہیں تو ان کے ساتھ ان کو بھی شمار کر لیا جائے گا- اگر چہ ان میں ایک ہی بڑا ہو تو زکوۃ لازم ہے اور وہ بڑا ہی زکوۃ میں دیا جائے گا- جو سال بھر کا ہے- اب باقی ماندہ بچوں میں سال کی ابتداء ان کے بڑے ہونے کے دن سے شمار ہوگی

سوال:- کیا گدھے' گھوڑے اور خچروں پر بھی زکوۃ ہے؟

جواب:- نہیں! اگر چہ جنگل میں چرنے والے ہیں- ہاں تجارت کے ہوں گے تو زکوۃ ہوگی-

سوال:- اگر چرنے والے جانور یعنی سائمہ کو درمیان سال کے بیچ دیا یا ان کے بدلے میں دوسرا سامان لے لیا تو اب سال گزرنے کے بعد کیا زکوۃ ہے؟

جواب:- ان کی زکوۃ نہیں! کیونکہ عین کے ساتھ زکوۃ متعلق ہوتی ہے- جب وہ عین بدل گیا تو زکوۃ ختم ہوگئی- اب عوض پر از سر نو سال شروع ہوگا- ہاں اگر پہلے سے اس کے پاس نقدی ہے جس کا سال چل رہا ہے تو اس کی قیمت بھی اس میں شامل ہو جائے گی- پھر مزید اس پر سال گزرنے کی ضرورت نہیں جو اس کا سال ہے وہ اس کا بھی سال شمار

Marfat.com
Marfat.com

ہوگا۔ اگر بدلہ میں مال تجارت لیا ہے تو تجارت کی زکوٰۃ سال تمام ہونے پر نکلے گی اور جانور لئے ہیں تو سائمہ کی زکوٰۃ از سر نو شروع ہوگی۔

سوال:۔ کئی آدمیوں کی مشترک بکریاں ہوں تو کیا ان پر زکوٰۃ ہے جب کہ تعداد نصاب مکمل ہے؟

جواب:۔ ہر ایک کے حصے کو دیکھا جائے گا اگر ایک کا حصہ بقدر نصاب نہیں ہے اور دوسرے کا ہے تو جس کا بقدر نصاب حصہ ہوگا اس پر زکوٰۃ ہے اور جس کا نہیں اس پر زکوٰۃ ہے اور جس کا نہیں اس پر نہیں مثلاً ایک کی چالیس بکریاں ہیں اور دوسرے کی تیس ہیں تو تیس والے پر نہیں۔ چالیس والے پر زکوٰۃ ہے اور اگر ہر ایک کی چالیس چالیس بکریاں ہیں تو دونوں پر ایک ایک بکری لازم ہے اور اگر یہ اسی بکریاں ایک ہی شخص کی ملک میں ہیں تو سب بکریوں پر ایک ہی بکری ہے تاوقتیکہ ایک سو اکیس تک نہ پہنچیں پھر دو ہوں گی۔

جو جانور استعمال میں ہوں ان کی زکوٰۃ کا حکم:۔

مسئلہ سواری کے گھوڑے اور زراعت کے بیلوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(فتاوی دارالعلوم ص ۶۲ بحوالہ ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۹ ج ا' بہار شریف)

مسئلہ بیل جو زراعت کے اور گھوڑے سواری کے اور گائے دودھ پینے کے لیے ہیں۔ تو ان جانوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۱۰۶ ج ۶ بحوالہ ہدایہ ۱۹۶ ج ا)

مسئلہ زراعت کے لئے جو جانور پرورش کئے گئے ہوں اگرچہ سائمہ ہوں' ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور دودھ پینے اور نسل حاصل کرنے وغیرہ کے لئے جو جانور پالے جائیں اور وہ سائمہ ہوں' ان میں زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ نصاب کو پہنچ جائیں۔

(فتاوی دارالعلوم ص ۱۰۵ ج ۶ بحوالہ ردالمختار باب السائمہ ص ۲۰ ج ا)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نے ان میں سے بعض کی زکوٰۃ پیشگی دے دی' مگر جن کی زکوٰۃ دی تھی وہ جانور ہلاک اور ختم ہو گئے تو اب دی ہوئی زکوٰۃ ان جانوروں کی جانب سے شمار نہ ہو سکے گی جو اس کے پاس اب موجود ہیں۔(عالمگیری ص ۱۵ ج ۴)۔

کن کن جانوروں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی؟:۔

مسئلہ گھوڑوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اسی پر فتوی ہے۔ہاں اگر گھوڑے تجارتی ہوں تو ان پر تجارتی نوعیت کی زکوٰۃ واجب ہو گی۔گھوڑے تجارتی ہوں تو ان کی حیثیت تجارتی سامان کی ہو گی۔ان کی قیمت حد نصاب تک پہنچ جائے تو زکوٰۃ لی جائے گی خواہ وہ جنگل میں چرتے ہوں یا گھر گھاس دانہ کھاتے ہوں۔گدھے پر' خچر پر' سدھائے ہوئے چیتے اور کتے پر اسی وقت زکوٰۃ واجب ہو گی جب وہ تجارت کے لئے ہوں۔(فقہ الزکوٰۃ ص ۲۹۹ ج ۱)

مسئلہ تجارتی گھوڑوں کی مجموعی قیمت پر چالیسواں حصہ امام ابوحنیفہؒ کے آخری قول کے مطابق بکری' اونٹ اور گائے کے بچے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اگر ان میں سے ایک بھی نصاب کی عمر کو پہنچ جائے تو باقی بچے اس کے تابع ہو کر نصاب میں شمار ہونگے البتہ وہ زکوۃ میں نہیں لئے لیے جائینگے یعنی زکوٰۃ میں وہی پوری بکری یا اس کی قیمت لی جائیگی' یہ چھوٹے بچے زکوٰۃ کی تکمیل کا ذریعہ تو ضرور بنتے ہیں مگر زکوٰۃ کی ادائیگی ان سے درست نہیں۔

دودھ فروخت کرنے کی نیت سے پالی ہوئی بھینسوں کا حکم:۔

جو بھینسیں جنگل میں نہیں چرتیں۔بلکہ ان کو خود گھر میں کھلایا جاتا ہے۔اس لیے ان پر زکوٰۃ فرض نہیں۔البتہ اگر بھینسوں کی تجارت بھی مقصود ہو' یعنی بھینس خریدتے وقت اس کا دودھ بیچنے کے ساتھ خود بھینس بیچنے کی نیت ہو تو ایسی بھینسوں کی قیمت پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔(احسان الفتاوی ص ۲۷۷ ج ۴)۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ

سوال:- کیا زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب:- جی ہاں ہے اس کا نام عشر ہے- یعنی پیداوار کا دسواں حصہ دینا لازم ہے-

سوال:- زمین کی کن کن پیداوار پر عشر ہے؟

جواب:- زمین کی تمام پیداوار پر عشر ہے- خواہ وہ میوہ اور پھل فروٹ ہوں یا ترکاری' غلہ اور روئی وغیرہ ہوں- مثلاً گیہوں' جو' باجرہ' چاول' گنے' پھول' خربوزہ' آم' امرود' ککڑی اور بیگن وغیرہ تمام پیداوار میں سے دسواں حصہ راہ خدا میں دیا جائے گا- اس میں یہ بھی قید نہیں ہے کہ نصاب کے موافق ہو یا پورا سال گزر جائے' کم ہو یا زیادہ' سال میں ایک بار پیداوار ہو یا متعدد بار' جب بھی پیدا ہو کل پیداوار میں سے دسواں حصہ زکوٰۃ دینا فرض ہے- خواہ بچہ اور مجنون ہی کی زمین ہو یا وقف کی زمین ہو- زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ ہے- ہر اس چیز پر جس کی پیداوار مقصود ہو- پس لکڑی اور گھاس وغیرہ پر عشر نہیں- ہاں گھاس اگر مقصود ہے اس کی زراعت کی ہے تو اس پر بھی عشر ہے- جنگل یا پہاڑ کے پھل یا شہد اگر جمع کئے ہیں تو ان پر بھی عشر ہے- بشرطیکہ اس کی حفاظت کی جاتی ہو یعنی بادشاہ اسلام حربیوں' باغیوں اور ڈاکوؤں سے اس کی حفاظت کرتا ہو' قرضدار پر بھی عشر ہے- قرضدار سے عشر معاف نہیں-

سوال:- کس پانی کی پیداوار پر عشر ہے؟

جواب:- جو ندی نالوں یا بارش کے پانی سے پیدا ہوں ان پر دسواں حصہ ہے اور جو ڈول وغیرہ سے کھینچ کر سینچا جائے اس کی پیداوار پر بیسواں حصہ ہے- محنت کی زیادتی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کی وجہ سے۔(درمختار، عالمگیری، بہار شریف)

جب تک عشر ادا نہ کر دے یا عشر نکال کر علیحدہ نہ کر دے اس وقت تک اس میں سے کچھ نہ کھائے۔ یہاں تک کہ غیر کو بھی نہ کھلائے۔

سوال:۔ اگر پانی خرید کر آبپاشی کی جائے تو اس پانی کی پیداوار پر بھی بیسواں حصہ ہے یا دسواں حصہ؟

جواب:۔ اس پانی کی پیداوار پر بیسواں حصہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہر کے پانی سے جو پیداوار ہوتی ہے۔ اس پر بھی بیسواں حصہ زکوٰۃ کا دیا جائے گا۔ کیونکہ نہر کا پانی بھی حکومت سے خریدا جاتا ہے۔ اسی طرح سے حکومت کے لگائے ہوئے ٹیوب ویل کے پانی سے جو پیداوار ہوگی۔ اس پر بیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہونا چاہیے کیونکہ اس پانی پر بھی حکومت نہر کے پانی کی طرح سے قیمت وصول کرتی ہے اور عوام کے لگائے ہوئے ٹیوب ویل میں بجلی وغیرہ کا خرچہ پڑتا ہے۔ اس لئے قیاس چاہتا ہے کہ اس کی پیداوار پر بھی بیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جانا چاہیے۔

زکوٰۃ میں کیسا مال دیا جائے؟:۔

سوال:۔ اگر کل مال عمدہ ہے تو زکوٰۃ میں عمدہ مال دینا چاہیے اور اگر سب مال خراب ہے تو خراب مال دیا جائے اور اگر کچھ مال عمدہ ہے اور کچھ خراب ہے تو زکوٰۃ میں متوسط درجہ کا مال دینا چاہیے۔

اگر ادنیٰ درجہ کی چیز دی اور اس میں جس قدر کمی ہو اس کے بدلے میں کچھ قیمت دی جائے یا اعلیٰ درجہ کی چیز دی جائے اور اس میں جس قدر زیادتی ہے اس کی قیمت واپس لے لی جائے تو جائز ہے۔(علم الفقہ ص ۳۰ ج ۴)۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہے؟:-

سوال:- میں چاندی کو لے کر دوکان پر جاؤں تو اس کو آدھی قیمت کے حساب سے خریدیں گے اور اگر لینے جاؤں تو اصل بھاؤ میں دیں گے تو اب کس حساب سے زکوٰۃ دیں گے؟

جواب:- حامداً ومصلیاً اگر زکوٰۃ میں آپ چاندی وسونا نہیں دیتے بلکہ اس کی قیمت دیتے ہیں تو جس قیمت پر وہ بازار میں فروخت ہوگی- اس قیمت کا اعتبار ہوگا (فتاوی محمودیہ ص ۹۶ جلد ۱۳' بہار شریف)-

کیا حکومت زکوٰۃ کاٹ سکتی ہے؟:-

مسئلہ بینکوں سے حکومت کی کٹوتی- زکوٰۃ کا موجودہ طریقہ کار قابل اصلاح ہے- مالکان کی زکوٰۃ اس پر ادا ہو جانا نہایت مشکوک ہے- اس لئے فریضہ زکوٰۃ سے یقیناً سبکدوش ہونے کے لئے اپنی زکوٰۃ خود ادا کر دیا کریں- (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۹۰)-

مسئلہ جب تک وہ روپیہ جو زکوٰۃ کی نیت سے علیحدہ رکھ دیا ہے- فقراء و مساکین کو نہ دے دیا جائے- ان کو مالک نہ بنا دیا جائے' اس وقت تک وہ روپیہ صاحب نصاب ہی کی ملک ہے- (فتاوی دار العلوم ص ۲۸۱ ج ۶ و شامی ص ۱۴ ج ۲)-

سود کی رقم سے زکوٰۃ ادا کرنا کیسا ہے؟:-

مسئلہ سود کی رقم صدقہ کی نیت سے کسی کو نہیں دینی چاہیے بلکہ ثواب کی نیت کیے بغیر کسی محتاج کو دے دینی چاہیے- صدقہ تو پاک چیز کا دیا جاتا ہے- سود کا نہیں' پس سود کی رقم سے زکوٰۃ ادا نہیں کی جا سکتی- (آپ کے مسائل ۱۴۳ ج ۳ و احسن الفتاوی ص ۲۷۴)

Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ میں کس کرنسی کا اعتبار ہے؟:-

سوال:- اپنے ملک کے مستحقین کو زکوٰۃ کی رقم بھیجنا چاہتے ہیں لیکن وہاں کی کرنسی اور ہماری کرنسی (سکہ، نوٹ) میں فرق ہے۔ مثلاً یہاں سے ۵۰،۰۰۰ روپے بھیجیں گے تو ان کو ۴۰،۰۰۰ روپے ملیں گے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ زکوٰۃ ۵۰،۰۰۰ کی ادا ہوگی یا ۴۰،۰۰۰ روپے کی ادا ہوگی کیونکہ وہاں کے یہاں کے دام میں یہی فرق چلتا ہے، اسی طرح اگر ہم اپنے وطن میں زکوٰۃ بھیجیں جہاں کی کرنسی کی قیمت یہاں کی کرنسی سے کم ہو؟

جواب:- زکوٰۃ دہندہ نے جس ملک کی کرنسی سے زکوٰۃ ادا کی ہے وہاں کی کرنسی کا اعتبار ہوگا۔ اس ملک کی کرنسی سے جتنے مال کی زکوٰۃ ادا کی، اتنے مال کی زکوٰۃ شمار ہوگی۔ دوسرے ملک کی کرنسی خواہ کم ہو یا زیادہ۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ جو رقم کسی محتاج یا مستحق کو دی گئی ہے وہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے مال کا چالیسواں حصہ ہونا چاہیے۔ جس کرنسی میں زکوٰۃ ادا کی گئی ہو۔ اس کرنسی کے حساب سے چالیسویں حصے کا اعتبار ہوگا۔
(آپ کے مسائل ۳۱۲،۴۱۳ ج ۳)

غیر ملکی سکہ سے ادائے زکوٰۃ کا طریقہ:-

مسئلہ حامداً و مصلیاً اداز کوٰۃ کے لئے ضروری ہے کہ مقدار واجب مستحقین کے پاس پہنچ جائے اور اس پہنچانے میں جو کچھ خرچ ہوگا اس کا متحمل خود مزکی ہوگا (یعنی زکوٰۃ دینے والا خرچہ برداشت کرے گا) زکوٰۃ کی رقم سے اس کا وضع کرنا درست نہیں ہے ورنہ مقدار واجب میں نقصان (کمی) رہ جائے گی اور زکوٰۃ پوری ادا نہیں ہوگی، جو حکم فیس منی آرڈر کا ہے وہی حکم اس کا ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۴۱ ج ۱۲)

Marfat.com
Marfat.com

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا کیسا ہے؟:-

مسئلہ صاحب نصاب ہو جانے سے زکوٰۃ کا نفس وجوب آ جاتا ہے اور حولان حول یعنی ایک سال پورا ہونے کے بعد وجوب ادا یعنی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔ اگر کوئی وجوب ادا سے پہلے زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ بعد میں ادا کرنا ضروری نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۵۹ ج ۵ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۴۱۵ ج اور درمختار مع شامی)

پیشگی زکوٰۃ دینے کی تفصیل:-

مسئلہ مالک نصاب ہونے کے بعد سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ دینا جائز ہے ہاں نصاب پورا ہونے سے پہلے دینا درست نہیں۔

پیشگی زکوٰۃ دینے کے لئے تین شرطوں کا لحاظ ضروری ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ پیشگی زکوٰۃ نکالتے وقت نصاب کا سال شروع ہو گیا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جس نصاب کی زکوٰۃ دی جارہی ہے وہ اختتام سال پر ناقص نہ ہو جائے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ درمیانی سال میں اصل نصاب ضائع نہ ہو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس سونا یا چاندی یا تجارتی مال کا نصاب دوسو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) سے کچھ کم مقدار میں موجود ہے مگر اس شخص نے اس کی زکوٰۃ پیشگی دے دی اور نصاب بعد میں پورا ہوا۔ یا یہ صورت ہوئی کہ نقد دوسو درہم یا دوسو درہم کا تجارتی مال موجود تھا۔ اس شخص نے زکوٰۃ کے پانچ درہم خیرات کر دیئے اور ان پانچ درہم کے نکل جانے کی وجہ سے نصاب پورا نہ رہا اور اسی ناقص نصاب پر سال بھر گزر گیا۔

یا یہ صورت ہوئی کہ پیشگی دینے کے وقت نصاب تو پورا تھا مگر بعد میں سال پورا ہونے سے پیشتر یہ پورا نصاب ضائع ہو گیا تو اب جو رقم زکوٰۃ کے طور پر دی تھی وہ صدقہ شمار

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہوگی۔(طحطاوی)

جس طرح ایک نصاب کی پیشگی زکوٰۃ دینا جائز ہے' اسی طرح متعدد نصاب اگر ہوں تو ان کی زکوٰۃ بھی پیشگی ادا کی جاسکتی ہے۔(فتاوی قاضی خان' عالمگیری' شامی)

مسئلہ اگر دو ہزار زکوٰۃ دی اور اس کے پاس ہزار درہم موجود ہیں اور نیت یہ کی کہ اگر ایک ہزار درہم اور) (اس سال میں) میرے پاس آجائیں تو یہ اس کی پیشگی زکوٰۃ ہے۔ ورنہ اسی ایک ہزار کی اگلے سال کی زکوٰۃ ہو جائے گی۔ تو یہ نیت درست ہوگی۔

مسئلہ ایک شخص کے پاس چار سو درہم ہیں مگر اس کو یہ خیال ہے کہ پانچ سو درہم ہیں اس نے پانچ سو درہم ہی کی زکوٰۃ دے دی پھر اس کو پتہ چلا' تو اس کے لیے گنجائش ہے کہ وہ زکوٰۃ کی زائدہ دی ہوئی رقم کو سال آئندہ میں شمار کر لے۔(حیط السرخی و فتاوی عالمگیری ص ۱۵ جلد ۴)۔

مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ سال ختم ہونے سے پہلے یا کئی سال کی پیشگی دیدے تو جائز ہے۔(علم الفقہ ص ۳۱ جلد ۴)۔

کیا مدارس کے سفراء عاملین میں داخل ہیں؟:۔

آج کل جو مدارس اسلامیہ اور انجمنوں کے مہتمم' یا ان کی طرف سے بھیجے ہوئے سفیر صدقات' زکوٰۃ وغیرہ مدارس اور انجمنوں کے لئے وصول کرتے ہیں' ان کا وہ حکم نہیں ہے جو عاملین صدقہ کا آیت شریفہ میں مذکور ہے کہ زکوٰۃ کی رقم میں سے ان کی تنخواہ دی جاسکے' بلکہ ان کو مدارس اور انجمنوں کی طرف سے جداگانہ تنخواہ دینا ضروری ہے' زکوٰۃ کی رقم سے ان کی تنخواہ نہیں دی جاسکتی۔ وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ (سفیر و مہتمم) فقراء کے وکیل نہیں' بلکہ اصحاب زکوٰۃ مالداروں کے وکیل ہیں' ان کی طرف سے زکوٰۃ کے مال کو مصرف پر لگانے کا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ان کا اختیار دیا گیا ہے' اسی لیے ان کا قبضہ ہو جانے کے بعد بھی زکوٰۃ اس وقت تک ادا نہیں ہوتی جب تک یہ حضرات اس کو مصرف پر خرچ نہ کر دیں۔ فقراء کا وکیل نہ ہونا اس لیے ظاہر ہے کہ حقیقی طور پر کسی فقیر نے ان کو اپنا وکیل بنایا نہیں' اور امیر المومنین کی ولایت عامہ کی بناء پر جو خود بخود وکالت فقراء حاصل ہوتی ہے وہ بھی ان کو حاصل نہیں' اس لیے بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ ان کو اصحاب زکوٰۃ کا وکیل قرار دیا جائے اور جب تک یہ اس مال کو مصرف پر خرچ نہ کریں ان کا قبضہ ایسا ہی ہے جیسا کہ زکوٰۃ کی رقم خود مال والے کے پاس رکھی ہو۔

اس معاملہ میں عام طور پر غفلت برتی جاتی ہے۔ بہت سے ادائے زکوٰۃ کا فنڈ وصول کر کے اس کو سالہا سال رکھے رہتے ہیں اور زکوٰۃ دینے والے سمجھتے ہیں کہ ہماری زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ حالانکہ ان کی زکوٰۃ اس وقت ادا ہو گی جب ان کی رقم مصارف زکوٰۃ میں صرف ہو جائے۔

اسی طرح بہت سے لوگ ناواقفیت سے ان لوگوں کو عاملین صدقہ کے حکم میں داخل سمجھ کر زکوٰۃ ہی کی رقم سے ان کی تنخواہ دیتے ہیں' یہ نہ دینے والوں کے لیے جائز ہے اور نہ لینے والوں کے لئے۔ (معارف القرآن ص ۳۹۹ ج ۴)۔

زکوٰۃ کی تشہیر کرنا کیسا ہے؟:-

مسئلہ زکوٰۃ کی تشہیر اس نیت سے تو درست ہے کہ اس سے زکوٰۃ دہندگان کو ترغیب ہو اور ریاکاری اور نمود و نمائش کی غرض سے زکوٰۃ کی تشہیر جائز نہیں بلکہ اس سے ثواب باطل ہو جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل ۳۷۸ ج ۳)

مسئلہ فقہاءؒ نے کہا ہے کہ جب آدمی زکوٰۃ ادا کرے تو علی الاعلان اداء کرنا افضل ہے اور نفلی صدقات وخیرات کو پوشیدہ طور پر ادا کرنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۴

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جلد۴)-(یہاں بھی یہ ضروری ہے کہ ریاکاری نہ ہو تو جائز ہے-)

دوسرے شہر میں زکوٰۃ بھیجنا کیسا ہے؟:-

سوال:- زید اپنی زکوٰۃ و فطرہ اپنے شہر کے غریبوں کو نہیں دیتا بلکہ دور دراز کے شہروں میں بھیجتا ہے' کیا یہ فعل شرعاً جائز ہے؟

جواب:- دوسرے شہر کی طرف زکوٰۃ بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے' مگر وہاں کوئی رشتہ دار مسکین (غریب) ہو یا اپنے شہر کے مساکین سے کوئی زیادہ مستحق حاجت مند ہو یا زیادہ نیک ہو' یا طالب دین ہو یا دوسری جگہ بھیجنے میں عامۃ المسلمین کا زیادہ فائدہ ہو تو کوئی کراہت نہیں' بلکہ اہل قرابت کا حق اپنے شہر کے مساکین سے زیادہ ہے-(احسن الفتاوی ص ۲۴۹ ج ۴ بحوالہ درمختار ج ۲ و فقہ الزکوٰۃ ص ۲۵۳ ج ۲ و علم الفقہ ص ۴۷ ج ۴)

مسئلہ جب دوسری جگہ کے لوگ غریب محتاج ہوں یا اعزاء و اقارب ہوں' اور وہ ضرورت مند ہوں' یا اس جگہ کے لوگ دینی تعلیم میں مشغول ہوں تو ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کے پیسے بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ بعض مواقع میں زیادہ ثواب ملے گا' جب کہ اخلاص نیت ہو-(فتاوی محمودیہ ص ۱۰۹ ج ۳ و فتاوی رحیمیہ ص ۱۵۵ ج ۵ بحوالہ ہدایہ ص ۱۸۸ ج ۱ و معارف القرآن ص ۱۴۱ ج ۴)

مسئلہ مقدم وہ لوگ ہیں جو خویش و اقارب غریب مفلس ہیں-ان کے بعد دوسرے شہر کے غرباء و فقراء ہیں-تھوڑا تھوڑا جس جس کو ہو سکے دے دے' کچھ رشتہ دار محتاجوں کو دے اور کچھ دوسرے غرباء کو دے-الحاصل زکوٰۃ ہر ایک غریب و مفلس کو دینے سے ادا ہو جاتی ہے لیکن اقارب غرباء کو دینے میں زیادہ ثواب ہے-(فتاوی دار العلوم ص ۲۸۸ ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۹۴ ج ۲)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مسئلہ زکوٰۃ کا روپیہ غیر ممالک کے مسلمانوں محتاجوں کو دینا بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جن کو دیا جائے وہ مالک نصاب نہ ہوں اور ان کو مالک بنا دیا جائے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۷۷ جلد ۶)۔

مسئلہ غرض یہ ہے کہ سب کا خیال رکھا جائے اگر گنجائش زکوٰۃ کے روپے پیسے میں ہو تو حتی الوسیع ایک صاحب حاجت اور اہل قرابت کو دے دے اور اگر گنجائش کم ہو تو اہل قرابت کو مقدم کرے پھر دوسرے محتاجوں اور طلبہ کو خیال کرے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۶۷ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۹۳ ج ۲ باب المصرف)۔

مستحق نہ ملنے پر زکوٰۃ کی رقم دیر سے دینا کیسا ہے؟:۔

سوال:۔ بعض مرتبہ مستحق نہ ملنے پر زکوٰۃ کی رقم بچی رہتی ہے اور دوسرا رمضان آ جاتا ہے تو سابقہ رقم بھی اگلی زکوٰۃ کی رقم کے حساب میں لکھ کر تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ کل رقم کا فوراً رمضان میں (یعنی جس وقت واجب ہو) خرچ کر دینا ضروری نہیں بلکہ تھوڑی تھوڑی دینے سے بھی (جیسا کہ سوال میں ذکر ہے) ادا ہو جاتی ہے البتہ دیتے وقت نیت کا ہونا ضروری ہے اور جلدی ادا کرنا احوط (زیادہ احتیاط) ہے۔ (نیز) زکوٰۃ کے ادا کرنے میں دیر کرنا مناسب نہیں بلکہ مکروہ ہے (بغیر عذر کے) (فتاوی محمودیہ ص ۳۲ ج ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۷ ج ۲)۔

زکوٰۃ کی رقم کو فقراء کے لیے آمدنی کا ذریعہ بنانا کیسا ہے؟:۔

سوال:۔ زید کے پاس زکوٰۃ کی بڑی رقم جمع ہے اس کو ایک بارگی نہ دیتے ہوئے اس رقم سے کوئی پراپرٹی یا زمین خرید کر اس کی آمدنی سے مستحقین مدارس اور دینی و دنیوی طلباء جو اس کے مستحق ہوں ان کو وظیفہ دینا چاہتا ہے تو کیا زکوٰۃ کی رقم سے آمدنی کا

Marfat.com

سامان کرکے آمدنی میں سے مستحقین پر خرچ کر سکتا ہے؟۔

جواب:۔ ادائیگی زکوٰۃ کے لیے تملیک یعنی مستحقین کو بلاعوض مالک بنا دینا شرط ہے۔ اگر آمدنی کے لئے پراپرٹی قائم کی گئی یا کوئی زمین خریدی گئی تو یہ شرط نہیں ہوئی لہذا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔اس لیے زکوٰۃ کی رقم سے آمدنی کے لئے جائیداد فراہم کرنا جائز نہیں ہے۔ ......(فتاوی رحیمیہ ص ۸ ج ۲ وفتاوی دارالعلوم ص ۲۴۰ جلد ۶)۔

زکوٰۃ کی رقم سے غریبوں کو تجارت کرانا کیسا ہے؟:۔

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک سوسائٹی (خدائی خدمت گار) کے نام کی ہے' نوجوان طبقہ نے چندہ کرکے کافی رقم جمع کی ہے' چندے کی کثیر رقم زکوٰۃ کی ہے۔اب اس سے غریب طبقہ کو بطور قرض دیتے ہیں تاکہ یہ لوگ اس سے تجارت کریں۔منافع ہونے پر اصل رقم بلاسود کے واپس کر دیتے ہیں تو غریب کو یہ رقم دینا شرعاً کیسا ہے؟

جواب:۔ زکوٰۃ کی رقم زکوٰۃ کے مصرف میں خرچ کی جائے' کسی غریب کو قرض کے طور پر دینے کی اجازت نہیں ہے' اگر صاحب زکوٰۃ کی طرف سے اجازت ہو تب بھی جائز نہیں ہے اور جب تک اس کے مصرف میں تملیکاً نہ دی جائے۔یعنی جب تک اس ضرورت مند غریب کو جس کو زکوٰۃ کی رقم دی جائے گی' اس رقم کا مالک نہ بنا دیا جائے' زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔لہذا زکوٰۃ کے حق دار کو بطور قرض کے نہیں بلکہ ویسے ہی دے دی جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۳ ج ۳ وفتاوی دارالعلوم ص ۱۹۵ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۴ ج ۲)۔

زکوٰۃ کی رقم فقراء کے فائدہ کے لئے خرچ کر دینا کیسا ہے؟:۔

مسئلہ جمہور فقہاء اس پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کے معینہ آٹھ مصارف میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے یہ شرط ہے کہ ان مصارف میں سے کسی مستحق کو مال زکوٰۃ پر مالکانہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

قبضہ دے دیا جائے' بغیر مالکانہ قبضہ دیئے اگر کوئی مال انہی لوگوں کے فائدہ کے لئے خرچ کر دیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی- اسی وجہ سے جمہور فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم کو مساجد یا مدارس یا شفاء خانے' یتیم خانے کی تعمیر میں یا ان کی دوسری ضروریات میں صرف کرنا جائز نہیں' اگرچہ ان تمام چیزوں سے فائدہ ان فقراء اور دوسرے حضرات کو پہنچتا ہو جو مصرف زکوٰۃ ہیں- مگر ان کا مالکانہ قبضہ ان چیزوں پر نہ ہونے کے سبب زکوٰۃ اس سے ادا نہیں ہوتی- (معارف القرآن ص ۴۰۹ جلد ۴)-

زکوٰۃ کس کو لینا اور دینا جائز ہے؟:-

مسئلہ جس شخص کے پاس اس کی ضروریات اصلیہ سے زائد بقدر نصاب مال نہ ہو- اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اور اس کے لیے زکوٰۃ لینا بھی جائز ہے' اور ضروریات اصلیہ میں رہنے کا امکان استعمال برتن اور کپڑے اور فرنیچر وغیرہ سب داخل ہیں- نصاب یعنی سونا ساڑھے سات تولہ ۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام یا چاندی ساڑھے باون تولہ ۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام یا اس کی قیمت' جس کے پاس ہو' اور وہ قرض دار بھی نہ ہو' نہ اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے نہ دینا' اسی طرح وہ شخص جس کے پاس کچھ چاندی یا کچھ پیسے نقد ہیں اور تھوڑا سا سونا ہے تو سب کی قیمت لگا کر اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے وہ بھی صاحب نصاب ہے' اس کو زکوٰۃ دینا اور لینا جائز نہیں- (معارف القرآن ص ۳۹۶ جلد ۴)

کیا مستحق کے حالات کی تفتیش ضروری ہے؟:-

سوال:- جو شخص اپنے آپ کو اپنے قول یا عمل سے مستحق زکوٰۃ حاجت مند ظاہر کرے اور صدقات وغیرہ کا سوال کرے' کیا دینے والوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے حقیقی حالات کی تحقیق کریں اور بغیر اس کے نہ دیں؟

جواب:- اس کے متعلق روایات حدیث اور اقوال فقہاء یہ ہیں کہ اس کی ضرورت نہیں' بلکہ اس کے ظاہری حال سے اگر یہ گمان غالب ہو کہ یہ شخص حقیقت میں فقیر حاجت مند ہے تو اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے' جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگ نہایت شکستہ حال آئے' آپؐ نے ان کے لئے لوگوں سے صدقات (وغیرہ) جمع کرنے کے لئے فرمایا- کافی مقدار جمع ہو گئی تو ان کو دے دی گئی- (زکوٰۃ وغیرہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی کہ ان لوگوں کے اندرونی حالات کی تحقیق فرماتے- (معارف القرآن ص ۴۱۲ ج ۴ بحوالہ قرطبی)-

زکوٰۃ کے زیادہ مستحق مدارس ہیں یا کالج وغیرہ؟:-

سوال:- میں زکوٰۃ کی رقم غرباء وخویش واقارب اور دینی مدارس میں دیتا ہوں- میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ مدارس عربیہ کے بجائے ہائی اسکول یا کالج میں پڑھنے والوں کو بطور اسکالرشپ (امدادو وظیفہ) دینا زیادہ اجروثواب کا باعث ہے' کیا میرے دوست کی یہ رہبری اور عمل درست ہے؟

جواب:- ہر مسلمان بخوبی جانتا ہے کہ دینی ومذہبی تعلیم سب سے افضل ہے اور نہایت ضروری ہے-

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

واقعہ یہ ہے کہ علوم دینیہ کے طلباء کو مقدم رکھنے میں شریعت کی ترویج اور اشاعت ہے کیونکہ حاملین شریعت یہی طلباء ہیں- انہیں کے ذریعہ ملت مصطفویہ ظہور فرما ہے' قیامت کے دن شریعت ہی کی پوچھ ہو گی' جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے- انبیاء علیہم السلام نے جو تمام کائنات میں سب سے اعلیٰ وافضل

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہیں۔ احکام شریعت کی دعوت دی ہے اور احکام شریعت کی پابندی پر ہی نجات کو موقوف رکھا ہے اور ان (انبیاء علیہم السلام) کو بھیجنے کا مقصد تبلیغ شریعت ہی ہے۔ پس سب سے بڑی خیرات یہ ہے کہ شریعت کو رائج کرنے ہی کی کوشش کی جائے۔

قابل توجہ بات:۔

اس کے علاوہ قابل توجہ یہ بھی ہے کہ اسکولوں' کالجوں کو سرکاری ایڈ امداد و حمایت حاصل ہے' اس کے برخلاف ان دینی مدارس کا مدار آپ جیسے اہل خیر مسلمانوں کی امداد پر ہے۔ اب معمولی عقل والا انسان بھی فیصلہ کرسکتا ہے کہ کہاں اور کس کو امداد دینے میں اجر و ثواب زیادہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ دینی مدارس جو حقیقت میں اسلام کے قلعے ہیں ان کو باقی اور مضبوط رکھنے' نیز ان کی بقاء و ترقی کے لئے ایثار اور مالی امداد کی از حد ضرورت ہے۔ لہذا آپ کا طرز عمل اور طریقہ فکر بہتر ہے اور آپ کے دوست کی رہبری غلط اور گمراہ کن ہے۔

دینی مدارس اور ان میں پڑھنے پڑھانے والوں اور خادموں اور کارکنوں کو نظر انداز کر کے ان کو بے بسی اور بے کسی کے عالم میں چھوڑ کر توجہ کرنا بہتر تو کیا ہے مواخذہ سے نجات مل جائے تو غنیمت جانیئے گا۔

بہار شریف اور احیاء العلوم میں تحریر ہے کہ زکوۃ وغیرہ دینے کے لئے ایسے دیندار لوگوں کو تلاش کرے جو دنیا کی طمع و طلب چھوڑ کر تجارت آخرت میں مشغول ہوں۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ "تم پاک غذا کھاؤ اور پاک آدم زاد کو کھلاؤ۔" نیز یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ کار خیر کرنے والے ہی کو اپنا کھانا کھلاؤ' کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں جب وہ لوگ تنگدست ہوتے ہیں تو ان کی توجہ بٹ جاتی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

لہذا ایک شخص کو متوجہ الی اللہ کر دینا یہ بہت افضل ہے' ایسے ہزار ہا اشخاص کو دینے سے جن کی توجہ دنیا ہی کی طرف ہوتی ہے اور پرہیزگاروں میں سے بھی ایسے اہل علم کو خاص کر دیں جو اپنے علم سے لوگوں کو نفع پہنچا رہے ہیں اور مذہب اسلام کی پختگی اور اشاعت علوم دینیہ اور تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں کیونکہ علم پڑھنا اور پڑھانا تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ ہمیشہ اپنی زکوۃ و خیرات اہل علم پر ہی خرچ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں درجہ نبوتؑ کے بعد علماء کے درجہ سے افضل کسی کا مرتبہ نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ اگر اہل علم تنگدست ہوں گے تو دینی خدمت نہ ہو سکے گی جس کی وجہ سے دینی امور میں نقص آ جائے گا۔ لہذا علمی خدمت کے لیے ان کو فارغ اور بے فکر کر دینا سب سے بہتر ہے۔ خلاصہ جواب' فتاوی رحیمیہ ص ۵ جلد ۲ و کفایت المفتی ص ۲۷۵ جلد ۴)۔

زکوۃ کا اندازاً دینا کیسا ہے؟:-

مسئلہ زکوۃ پورا حساب کر کے دینی چاہیے اگر اندازہ کم رہا تو زکوۃ کا فرض ذمہ رہے گا۔ اگر پورے طور پر حساب کرنا ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ کا اندازہ لگانا چاہیے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶۳ جلد ۳)۔

بغیر حساب لگائے زکوۃ دیتے رہنا کیسا ہے؟:-

سوال:- اگر کوئی شخص سالانہ زکوۃ نہ نکالتا ہو بلکہ ہر ماہ کچھ نہ کچھ کسی ضرورت مند کو دیتا رہتا ہو اور اس کا حساب بھی اپنے پاس نہ ہو تو کیا یہ زکوۃ دینے میں شمار ہو گا یا نہیں؟

جواب:- زکوۃ کی نیت سے جو کچھ دیا ہے اتنی زکوۃ ادا ہو جائے گی لیکن یہ کیسے معلوم ہو گا کہ اس کی زکوۃ پوری ہو گئی یا نہیں؟ اس لیے حساب کر کے جتنی زکوۃ ہو وہ ادا کرنی چاہیے' البتہ یہ اختیار ہے کہ اکٹھی (یکمشت) دے دی جائے یا تھوڑی تھوڑی کر کے سال

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بھر میں ادا کردی جائے مگر حساب رکھنا چاہیے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری ہے' جو چیز زکوٰۃ کی نیت سے نہ دی جائے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے کچھ رقم الگ رکھ لی جائے پھر اس میں وقتاً فوقتاً دیتے رہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ آپ کے مسائل ص ۳۷۹ ج ۳)۔

زکوٰۃ کی رقم سے مہینہ مقرر کردینا:۔

سوال:۔ میں نے جتنی زکوٰۃ نکالی تھی وہ رقم الگ کرکے رکھ دی ہے' اب ایک دو گھروں کو جن کو میں زکوٰۃ دینا چاہتا ہوں ان کو ہر مہینے اس میں سے نکال کر دے دیتا ہوں کیونکہ اگر ایک ساتھ یہ رقم دی جائے تو یہ خرچ کر لیتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:۔ آپ کا یہ فعل درست ہے کہ زکوٰۃ کی رقم الگ نکال کر رکھ لی اور حسب موقع ادا کرتے رہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۰ ج ۳ و فتاوی محمودیہ ص ۳۲ ج ۳ و فتاوی دارالعلوم ص ۹۲ جلد ۶)۔

تھوڑی تھوڑی کرکے زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟:۔

مسئلہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ سال کے آخر میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بجائے ہر ماہ کچھ رقم زکوٰۃ کی نیت سے نکالتا رہے۔ یعنی ہر مہینے تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ نکالتے رہنا درست ہے؟

مسئلہ اگر تھوڑی تھوڑی کرکے سال بھر میں زکوٰۃ ادا کردی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور جب سال شروع ہوا اسی وقت سے تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ پیشگی ادا کرتے ہیں تو یہ بھی درست ہے تاکہ سال کے ختم ہونے پر زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے۔ بہرحال جتنی مقدار زکوٰۃ کی واجب ہو اس کا ادا ہو جانا ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۹

Marfat.com

جل ۳وفتاوی محمودیہ ص ۳۲ جلد ۳وفتاوی محمودیہ ص ۱۲۸ جلد ۱۱)۔

مسئلہ اگرزکوۃ نکال کرعلیحدہ (یا بغیر نکالے ہی لکھتے رہیں اورآخر سال میں حساب لگالیں رکھ لیں) رکھ لی جائے بطور امانت کے اور پھر اس کو آہستہ آہستہ بتدریج حسب موقع اشخاص کودیتا رہے یہ جائز ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۶۲ ج ۶)۔

مسئلہ کسی شخص نے مسکین کی زکوۃ سے کچھ رقم ماہوار مقرر کردی تو زکوۃ ادا ہوجاتی ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۳۳۷ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲ ج ۲)۔

مسئلہ مسکینوں اور غریبوں کو متفرق طور سے جو کچھ زکوۃ کی نیت سے دیا جائے جائز ہے اور زکوۃ اس میں ادا ہوجاتی ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۳۳۴ ج ۶)۔

جتنی زکوۃ واجب ہے اس سے زیادہ دینا کیسا ہے؟:۔

سوال:۔ اگر زکوۃ حساب سے تین سو یا چار سو ہو اس کے بجائے ایک دو سو روپیہ زیادہ دے دے تو کیا زکوۃ اس کی بیکار ہوجائے گی؟

جواب:۔ اس صورت میں ثواب زیادہ ہوا۔ زکوۃ بھی ادا ہوگئی اور ایک دو سو زیادہ دینے کا ثواب زیادہ ہوا۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۷۱ ج ۶)۔

کیا زائد دی گئی رقم کو آئندہ سال کی زکوۃ میں لگاسکتے ہیں؟:۔

سوال:۔ جو رقم زکوۃ کی واجب ہوئی ہے اگر اس سے زائد خرچ ہوجائے تو اس زیادہ خرچ شدہ رقم کو آئندہ سال کی زکوۃ میں محسوب کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر زائد رقم بہ نیت زکوۃ دی گئی تو وہ آئندہ سال کی زکوۃ میں محسوب ہوجائے گی۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۹۳ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۳۶ ج ۲ باب زکوۃ الغنم)۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مسئلہ اگر کسی شخص نے ایک کپڑا زکوۃ میں دیا اور اس کی قیمت دینے کے وقت آٹھ روپے لگائی' دینے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی قیمت بارہ روپے تھی تو اس صورت میں اگر وہ کپڑا (یا چیز وغیرہ) جس کو دیا تھا اس کے پاس موجود ہو تو بارہ روپے زکوۃ میں شمار کر سکتا ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص۹۵ ج۶)۔

زکوۃ میں وکیل بنانا کیسا ہے؟:۔

مسئلہ آپ کسی دوسرے شخص یا ادارہ کو اپنی رقم دے کر وکیل و مختار بنا سکتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف سے مال زکوۃ کو زکوۃ کے صحیح مصرف میں خرچ کر دے لیکن اس میں دو باتیں پیش نظر رہنی چاہیں۔

(۱) اول یہ کہ اس وکیل پر یہ پورا اعتماد ہو کہ وہ اس زکوۃ کی رقم کو صرف مستحقین زکوۃ پر ہی صرف کرے گا' دوسری مدات خیرات میں خرچ نہ کر ڈالے گا۔

(۲) دوسری یہ کہ جب تک آپکا زکوۃ کا مال اس وکیل کے قبضہ میں رہے گا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کے پاس رکھا ہے زکوۃ اسی وقت ادا ہوگی جب یہ شخص یا ادارہ زکوۃ کے مال کو زکوۃ کے مستحقین میں خرچ ڈالے۔

بہت سے ادارے زکوۃ کی رقم جمع کر لیتے ہیں اور سالہا سال زکوۃ کی رقم رکھی رہتی ہے۔صرف نہیں ہوتی' یہ بڑی بے احتیاطی ہے۔ (امداد مسائل زکوۃ ص ۷۰)۔

مسئلہ اگر تم نے کسی کو روپے نہیں دیئے بلکہ اتنا کہہ دیا کہ تم ہماری طرف سے زکوۃ دے دینا' (اس کہنے کے بعد) اس نے تمہاری طرف سے زکوۃ دے دی تو زکوۃ ادا ہو گئی اور جتنا اس نے روپیہ تمہاری طرف سے دیا ہے اب وہ تم سے لے لے۔ (شامی ص ۱۴ جلد ۲ و بہشتی زیور ص ۲۹ جلد ۳)

Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ میں حیلہ کرنا کیسا ہے؟:-

سوال:- مدرس میں چندہ دوامی بہت کم ہے اور مدز کوٰۃ وصدقہ واجبہ مثلاً کفارہ روزہ وچرم قربانی وغیرہ وغیرہ کا روپیہ زیادہ جمع ہوتا ہے چونکہ چندہ دوامی میں سے مدرسین کی تنخواہ پوری نہیں ہوتی اور زکوٰۃ کا روپیہ جمع ہوتا ہے اس لیے مدرسہ والے اس طرح کی حیلہ کراتے ہیں کہ کسی غریب کو وہ روپیہ دے کر مالک بنا دیتے ہیں اور اس سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ تم اپنی طرف سے مدرسہ میں دے دو- اس طرح حیلہ کر کے زکوٰۃ کا روپیہ مدرسین کی تنخواہ میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- یہ حیلہ درست ہے اور اس حیلہ کے بعد مدرسین کی تنخواہ میں خرچ کرنا جائز ہے اور جس قدر روپے کا حیلہ چاہے ایک وقت کرے- کیونکہ اس میں قدر نصاب کی شرط لازمی نہیں ہے صرف اولی اور غیر اولی کا فرق ہے اور حیلہ کرنے والوں اور کرانے والوں کو کچھ گناہ نہیں ہے- نیت صالح پر ثواب کی امید ہے- (فتاوی دار العلوم ص ۱۰۴ جلد ۶ بحوالہ رد المحتار ص ۱۶ جلد ۲ وفتاوی محمودیہ ص ۳۰ جلد ۳ وکفایت المفتی ص ۲۸۶ جلد ۴)-

حیلہ میں شرط لگانا کیسا ہے؟:-

سوال:- زکوٰۃ کی رقم غریبوں کو یوں کہہ کر دیوے کہ اس کو قبول کر کے فلاں مدرسہ میں دے دے تو زکوٰۃ ادا ہو گی یا نہیں؟

جواب:- مدار نیت پر ہے وہ درست ہو گی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی ورنہ ادا نہ ہو گی صورت مسئولہ میں ادائیگی کے سلسلہ میں شبہ ہے- کوئی شخص حیلہ کرنے پر مجبور ہو تو زکوٰۃ کی رقم حقدار کو کچھ کہے بغیر مالک بنا دے پھر اس کو مدرسہ وغیرہ میں دینے کی ترغیب دے اگر وہ خوش دلی سے دے دے تو فبہا' ورنہ اس پر کوئی الزام نہیں- یعنی اگر وہ خرچ کرنا قبول نہ

Marfat.com

کرے تو اس پر کسی قسم کا الزام نہیں کیونکہ وہ شخص مالک ہو چکا' نیت وطریقہ کار کی درستگی پر پورا دارومدار ہے وہ درست ہو تو زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی۔ تملیک کے لیے ظاہری ردوبدل کافی نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۹ جلد ۲ و فتاوی محمودیہ ص ۵۵ ج ۳)۔

مسئلہ زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ تملیک لازم ہو۔ زکوٰۃ میں یہ شرط لازمی ہے کہ تملیک فقراء ہو یعنی محتاجوں کو اس کا مالک بنا دیا جائے اور تملیک فقراء نہ ہوگی تو زکوٰۃ کے روپے کو اس کام میں خرچ کرنے کی جواز کی یہ صورت ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کا مالک اول کسی ایسے شخص کو بنا دیا جائے کہ وہ مالک نصاب نہ ہو پھر وہ اپنی طرف سے جلسہ مذکورہ کے مصارف میں صرف کر دے تو اس صورت میں زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور جلسہ کے مصارف کا بھی انتظام ہو جائے گا اور اس کی تشریح زبانی کسی واقف سے کر لیں وہ تملیک کی صورت کو پوری طرح سمجھا دیں گے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۶۹ ج ۶)

قبرستان میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا کیسا ہے؟:۔

سوال:۔ ایک قبرستان میں مسجد ہے اور اس کے چار طرف تالاب ہے تو اگر بغرض حفاظت اراضی قبرستان میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف کریں تو کیسا ہے؟

جواب:۔ مسجد کی تعمیر اور قبرستان دونوں جگہ زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۱۳ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری باب المصارف ص ۱۸۸ جلد اول)

مقدمہ میں زکوٰۃ کی رقم دینا کیسا ہے؟:۔

مسئلہ اگر وہ (صاحب مقدمہ) مستحق زکوٰۃ ہے اور اس کو زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا جائے اور وہ اس روپیہ پر قبضہ کر کے اپنے مقدمہ میں خرچ کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر زکوٰۃ کا روپیہ (صاحب مقدمہ کو) نہ دیا بلکہ برادری (پنچایت وغیرہ) جمع کر کے اس کے مقدمہ میں خرچ کرے تو اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۲ ج ۳)

نوٹ:۔ چونکہ برادری کے جمع کرنے کی صورت میں مستحق کو مالک کر دینا نہیں پایا گیا جو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے' اس لیے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی ہے۔)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اشیاء کی شکل میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟:-

مسئلہ زکوٰۃ کے روپے سے کسی مستحق کو کپڑے یا سوز وغیرہ بنا کر دے دیے جائیں تو یہ بھی درست ہے۔(فتاوی دارالعلوم ص ۱۹۶ جلد ۶)۔

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم سے چاول خرید کر سال بھر تک فقیروں کو بھیک دینے (تقسیم کرنے) سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔(فتاوی دارالعلوم ص ۲۳۳ ج ۲)۔

مسئلہ اگر اپنا عزیز (مستحق زکوٰۃ) زکوٰۃ کے نام سے روپیہ لیتا ہوا شرمائے تو اس طرح کہہ کر دے دینا درست ہے کہ اس رقم سے بچوں کے کپڑے (میری طرف سے) بنوا دینا۔ اپنی نیت دل میں زکوٰۃ کی کر لینا کافی ہے جس کو دی جائے اس پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(فتاوی دارالعلوم ص ۱۹۷ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۱۷ جلد اول)

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم سے مستحقین کو کھانا پکا کر کھلا دیا جائے (یعنی ان کو دے دیا جائے مالک بنا دیا جائے) یا کوئی چیز خرید کر دے دی جائے تو درست ہے۔(فتاوی دارالعلوم ص ۲۰۵ جلد ۶ وفتاوی محمودیہ ص ۱۱۴ جلد ۱۳)۔

مسئلہ مدرسہ میں جو روپیہ زکوٰۃ کا آتا ہے اس کا مدرسہ کے مہتمم کو اختیار ہے کہ خواہ نقد طلبہ کو دے خواہ کپڑا خرید کر تقسیم کر دے یا کتابیں خرید کر دے دے سب جائز ہے۔(فتاوی دارالعلوم ص ۲۱۵ جلد ۶)۔

(لیکن مستحقین کو مالک بنا دینا چاہیے۔(ایس حافظ مختار احمد)

مسئلہ اگر کوئی شخص زکوٰۃ کا غلہ فروخت کر کے کسی مسکین کو کھانا کھلا دے (مالک بنا دے) یا کپڑا بنا دے تو درست ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۰۱ جلد ۶)

مسئلہ مستحقین کو اشیاء (سامان وغیرہ) کی شکل میں زکوٰۃ دی جا سکتی ہے لیکن یہ احتیاط ملحوظ ہے کہ ردی وخراب قسم کی چیزیں نہ دی جائیں۔(آپ کے مسائل)

مسئلہ اپنی زکوٰۃ میں روپے (رقم، نقد کیش) کے بجائے غلہ یا کپڑا خواہ گھر سے (اگر موجود ہو) غلہ کپڑا وغیرہ حساب کر کے دے دے یا بازار سے خرید کر دے دئے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

دونوں صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاوی دار العلوم ص ۸۵ ج ۶)۔

زکوٰۃ کی رقم افطاری یا شبینہ میں خرچ کرنا؟:-

مسئلہ رمضان المبارک کی افطاری یا شبینہ میں زکوٰۃ کا دینا (خرچ کرنا) اس طرح تو جائز ہے کہ وہ افطاری کھانے والے یا شبینہ کا کھانا کھانے والے مسکین ہوں۔ (غیر صاحب نصاب) وتملیکا ان کو کھانا یا افطاری تقسیم کر دیا جائے اور اگر (کھانا کھلانے میں) مالدار غنی ہوں تو جائز نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۵۸ جلد ۴)۔

زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتب وقرآن مجید تقسیم کرنا؟:-

سوال:- ایک دینی کتاب چھپوائی گئی اور تاجرانہ نرخ پر قیمت لگا کر مستحقین زکوٰۃ کو دی گئی۔ بقدر رقم زکوٰۃ سے زائد نسخے اہل علم (حضرات جو کہ مستحقین زکوٰۃ نہیں) کو بطور ہدیہ دیئے گئے تو کیا اس صورت میں شرعاً زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی قباحت تو نہیں؟

جواب:- صورت مسئولہ میں بلاشبہ بغیر کسی قباحت کے زکوٰۃ ادا ہو گئی' بلکہ یہ کتب دینیہ کی اشاعت کا بہترین ذریعہ ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۲۰۳، ۲۸ جلد ۴)۔

مسئلہ مد زکوٰۃ میں ہر چیز رائج قیمت پر لگا کر دی جا سکتی ہے بشرطیکہ بصورت تملیک دی جائے یعنی فقیر کو اس کا مال بنا دیا جائے۔ پس دینی کتابیں اگر مستحقین کی ملک میں دے دی جائیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی' ہاں اگر مدرسہ میں وقف کر دیں یا طلبہ کو عاریۃً مطالعے کے لیے دیں تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ (احسن الفتاوی ص ۲۹۲ جلد ۴)۔

مسئلہ زکوٰۃ کے روپے سے طلبہ کو کتابیں یا سیپارے دلا دینا درست ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۰۰ جلد ۶)۔

Marfat.com
Marfat.com

مسئلہ قرآن شریف زکوٰۃ کے روپے سے خرید کر اگر غریب لڑکوں یا بڑوں کو تقسیم کر دیئے جائیں تو یہ جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور جو قرآن شریف امیروں کو دیا اس کی قیمت کے موافق زکوٰۃ ادا نہ ہوگی' وہ پھر دینی ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۷۳ ج ۷)

مسئلہ اگر زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتابیں خرید کر (یا چھپوا کر مستحق علماء اور طلباء کو مالک بنا دیا جائے یا مد زکوٰۃ سے دینی کتابیں چھپوا کر تاجرانہ نرخ (ریٹ) پر قیمت لگا کر مستحق زکوٰۃ اہل علم کو دے دی جائیں تو دوہرا ثواب ملتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۱۵ جلد ۶)

زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں خرید کر وقف کرنا کیسا ہے؟:۔

سوال:۔ مال زکوٰۃ سے اگر کوئی شخص کسی مدرسہ اسلامیہ کے کتب خانہ (لائبریری) کے لیے کتابیں خرید کر وقف کر دے؟

جواب:۔ زکوٰۃ میں تملیک محتاج شرط ہے' مالک بنائے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی' یا تو زکوٰۃ کی رقم ویسے ہی غریب طلباء کو تقسیم کر دے اور اگر کپڑے یا کتابیں اس سے بنا دے یا خریدے تو وہ مملوک غرباء کی کر دے یعنی ان کو دے دے اور تقسیم کر دے مالک بنا دے' کسی مدرسے کے کتب خانہ میں وہ کتابیں رکھے (وقف کرنے) سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

زکوٰۃ کی رقم سے خریدی ہوئی کتابیں مطالعہ کرنے کے لئے رکھنا:۔

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتابیں خرید کر اپنے پاس (اس طور پر) رکھے کہ جس کو ضرورت ہو وہ دیکھ (مطالعہ کر لے) مگر کسی کو لے جانے کی اس طور سے اجازت نہیں کہ وہ مالک بن جائے تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۹۸ ج ۶)

Marfat.com

زکوٰۃ کی رقم سے سکول کا سامان خریدنا:-

سوال:- ایک شخص اپنی زکوٰۃ کی رقم سے سکول میں بچوں کے لئے کرسی تخت وغیرہ بنانا چاہتا ہے تو اس رقم کو کس طرح استعمال کرے؟

جواب:- ادائے زکوٰۃ کے لیے تملیک شرط ہے یعنی زکوٰۃ کے حقدار کو رقم بلاعوض مالک ومختار بنا دینا ضروری ہے اور یہ حقیقت ہے کہ مدرسہ واسکول کے سازوسامان کے بنانے می ں یہ علت نہیں پائی جاتی لہذا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی- ہاں اگر مستحق زکوٰۃ کو بلاعوض مالک بنادے اور پھر وہ اپنی طرف سے بخوشی سا سامان بنانے کے لیے رقم دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اس کو بھی ثواب ملے گا لیکن پہلے سے رقم واپس لینے یا سامان بنادینے کے متعلق گفتگو نہ کرے- کیونکہ ظاہری لینے دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی- حقیقۃً تملیک شرط ہے-

فتاوی رحیمیہ ص ااج ۲)

زکوٰۃ کی رقم سے رسالہ جاری کرانا کیسا ہے؟:-

سوال:- زکوٰۃ کا روپیہ کوئی شخص کسی رسالہ کے ادارے میں دے دے اس خیال سے کہ رسالہ کسی نادار مفلس کو یا طالب علم کو سال بھر تک پہنچایا جائے تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب:- حامداً ومصلیاً جتنی قیمت کا رسالہ مفلس کے پاس پہنچے گا اتنی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی- ایسا کرنا ادارہ کو وکیل بنانا ہے کہ تم اولاً اپنا رسالہ ہمارے ہاتھ فروخت کردو پھر ہماری طرف سے وکیل ہو کر وہ رسالہ فلاں شخص (مستحق زکوٰۃ) کو دے دو- یا خود خرید کر فلاں شخص کو قبضہ کے لیے وکیل بنانا ہے اور بعد القبض اس کو مالک بنانا ہے اور دونوں طرح زکوٰۃ کا ادا کرنا درست ہے- (فتاوی محمودیہ ص ۵۰ جلد ۳)-

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ کی رقم سے کارخانہ لگانا؟:-

سوال:- کیا زکوٰۃ کی رقم سے "مل اور صنعتی کارخانے" لگائے جاسکتے ہیں تا کہ غرباء و نادار مستحقین زکوٰۃ کی بہترین اور مستقل طور پر مدد کی جاسکے؟

جواب:- زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے فقیر کو مالک بنانا شرط ہے۔ صنعتی کارخانہ لگانے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

ہاں! اگر کارخانہ لگا کر ایک فقیر (مستحق) کو یا چند فقراء کو آپ اس کا مالک بنا دیتے ہیں جتنی مالیت کا وہ کارخانہ ہے اتنی مالیت کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۳ جلد ۳)

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم جب تک کسی فقیر محتاج (یعنی غیر صاحب نصاب) کو مالک نہیں بنا دیا جائے گا، زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، ان کو اس رقم کا مالک بنا دینے کے بعد اگر ان کی اجازت و توکیل سے کوئی (کاروبار کا) انتظام کیا جائے تو درست ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۸۲ جلد ۳)۔

زکوٰۃ کی رقم سے مکان بنا کر کسی غریب کو دے دینا؟:-

مسئلہ کسی نے زکوٰۃ کی رقم اصل مال سے الگ نہیں کی ہے اور مجموعہ رقم سے ذاتی طور پر ایک مکان تعمیر کر کے جو رقم خرچ ہوئی اس کا حساب لگا کر زکوٰۃ کی نیت سے کسی نادار بے گھر فقیر کو مکان کا مالک بنا کر فقیر کے نام رجسٹری کرا کے قبضہ دلا دیا اور اس میں اپنا کوئی حق و تعلق باقی نہیں رکھا تو اس طرح مکان بنا دینا بلا کراہت جائز اور درست ہے، اس لیے کہ فقیر کو اس سے مالدار صاحب نصاب نہیں بنایا گیا بلکہ صرف ضرورت کا مکان فراہم ہوا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

مکان بنا کر زکوۃ کی نیت سے فقیر کو مالک بنا کر رجسٹری قبضہ دے دیا ہے پھر مد زکوۃ سے اتنی رقم واپس لے لیتا ہے تو یہ صورت بھی بلا کراہت جائز ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرمﷺ غلہ کے ایک ڈھیر کے قریب سے گزرے اور اس ڈھیر میں اپنا ہاتھ داخل کیا۔ آپ کو کچھ نمی محسوس ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا اے غلہ کے مالک یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا اس پر بارش برس گئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا' تر غلہ کو تو نے اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے پھر فرمایا ''من غش فلیس منا'' یعنی جس نے فریب (ملاوٹ) کی وہ ہم سے نہیں۔ (ارشاد نبویؐ)

زکوۃ کی رقم کو مدرسین کی تنخواہ میں دینے کی ایک صورت:۔

مسئلہ زکوۃ کے اصل حقدار فقراء و مساکین ہیں' مدارس میں للہ رقم دینی چاہیے' غریب طلباء کو دینا افضل ہے لیکن عام طور پر لوگ مدارس میں زکوۃ کی رقم دیتے ہیں۔ اگر مہتمم مدرسہ قبول نہ کرے تو مدرسہ چلانا اور مدرسین کی تنخواہ دینا مشکل ہو جاتا ہے' اس لیے ایسی مجبوری کی صورت میں بقدر ضرورت زکوۃ کی رقم لے کر شرعی حیلہ کر کے مدرسین کی تنخواہ میں دینے کی گنجائش ہے۔ تعمیری کام میں (اچھا تو یہی ہے کہ) استعمال نہ کی جائے' اس کے لیے للہ رقم حاصل کی جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۵۴ جلد ۵ وفتاوی دارالعلوم ص ۲۱۱ ج ۶)

زکوۃ کے روپے سے مدرسہ کی تعمیر اور مکان خریدنا:۔

مسئلہ زکوۃ کے روپیہ سے مدرسہ یا مسجد کی تعمیر کرانا درست نہیں ہے۔ کیونکہ زکوۃ میں تملیک فقراء شرط ہے۔ فقیر (ضرورت مند) کو زکوۃ کا مالک بنائے بغیر زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۰۱ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۶ جلد ۲)۔

مسئلہ زکوۃ وعشر اور تمام صدقات واجبہ جیسے صدقہ فطر اور کفارات تنخواہوں

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

میں دینا جائز نہیں ہے۔ (نہ تعمیرات میں بلکہ) طلباء مساکین وغربا کے صرف میں جائز ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۰۷ جلد ۶)۔

مسئلہ زکوٰۃ کے روپے سے مکان خریدنا اس غرض سے کہ اس کی آمدنی سے مدرسین کی تنخواہیں دے دی جائیں جائز ہیں ہے۔اس میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

مسئلہ بغیر تملیک کے زکوٰۃ کی رقم مدرسہ ومسجد وتنخواہ میں نہیں ہوسکتی' اس کی تدبیر یہ ہوسکتی ہے کہ کوئی محتاج (مصرف زکوٰۃ) قرض لے کر مدرسہ میں دے دے اور زکوٰۃ کی رقم سے اس کا قرض ادا کر دیا جائے یعنی زکوٰۃ کی رقم اس کو دے دی جائے جس سے وہ اپنا قرض ادا کرے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۴ جلد ۳)

موذن وامام کو زکوٰۃ وعشر دینا کیسا ہے؟:۔

مسئلہ مصرف عشر کا وہی ہے جو مصرف زکوٰۃ کا ہے' پس جیسا کہ زکوٰۃ کو امامت کی اجرت میں دینا ناجائز ہے اسی طرح عشر وصدقہ' فطر بھی اجرت امامت می دینا ناجائز ہے۔اس صورت میں عشر وصدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ ادا نہ ہوں گے اور عدم جواز کے قائلین تمام فقہاء عظام ہیں۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۷۲ جلد ۶)

مسئلہ اگر امام مسجد محتاج اور فقیر (صاحب نصاب نہیں) ہے تو زکوٰۃ دینا جائز ہے ورنہ نہیں۔ (بغیر اجرت) (فتاوی دارالعلوم ص ۲۳۵ جلد ۶)

مسئلہ محض امام مسجد ہونے کی وجہ سے تو کوئی زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہو جاتا۔ امامت کی اجرت کے طور پر زکوٰۃ دینا بھی صحیح نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۱۰۴ جلد ۳)

(مقصد یہ ہے کہ اگر امام مسجد وموذن غریب ہیں' صاحب نصاب نہیں ہیں تو ان کو زکوٰۃ دینی اور لینی جائز ہے' اجرت کے طور پر نہ ہونی چاہیے' الگ سے محتاج سمجھ کر دی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جائے اور وہ مستحق زکوٰۃ ہیں تو درست۔ (حافظ مختار)۔

زکوٰۃ کی رقم سے مبلغین کو وظائف دینا؟:۔

سوال:۔ زکوٰۃ سے مبلغین انجمن تبلیغ وطلباء کو وظائف دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ طلباء و مساکین کو وظیفہ دینا زکوٰۃ سے جائز ہے اور مبلغین کی تنخواہ دینے میں حیلہ تملیک ضروری ہے۔ بغیر حیلہ دینا درست نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ کے لئے تملیک شرط ہے' (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۷۵ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۷۹ جلد ۲ باب المصرف)

مسافر کو لینا اور دینا کیسا ہے؟:۔

مسئلہ مسافر کو زکوٰۃ لینا درست ہے جب کہ اس کے پاس مال بقدر نصاب نہ ہو اگرچہ اس کے مکان پر ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۸۳ جلد ۶)

مسئلہ ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مالدار ہے لیکن سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس خرچ نہیں رہا۔ سارا مال چوری ہو گیا یا کوئی اور وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے کا بھی خرچ نہیں رہا' ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستہ کا خرچ ختم ہو گیا اور اس کے گھر میں مال و دولت ہے اس کو بھی زکوٰۃ کا دینا درست ہے۔ (امداد مسائل زکوٰۃ ص ۸۳ و عالمگیری ص ۱۸۶ جلد دوم)

مسافر کا قرض زکوٰۃ سے ادا کرنا کیسا ہے؟:۔

مسئلہ اگر وہ مسافر مالک نصاب نہیں ہے بلکہ مقروض ہے اور سید نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا اور اس قدر روپیہ زکوٰۃ کا دینا جس سے اس کا قرض اتر جائے درست ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ "انما الصدقت" (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۸۱ جلد ۶)۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مسافر کو رقم کے بجائے ٹکٹ خرید کر دینا؟:-

سوال:- ایک سیٹھ صاحب زکوٰۃ کو اس طرح دیتے ہیں کہ جس جگہ مسافر کو جانا ہوتا ہے اپنے آدمی کو اس کے ہمراہ بھیج کر اسٹیشن سے ٹکٹ دلا دیتے ہیں- نقد پیسے اس کے ہاتھ میں نہیں دیتے- اگر مسافر کسی عذر کی وجہ سے نہ جائے اور ٹکٹ کینسل ہو جائے تو کیا ان سیٹھ صاحب کی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب:- وہ آدمی سیٹھ صاحب کا جب کہ اس مسکین مسافر کی اجازت سے ٹکٹ خریدتا ہے تو وہ آدمی نائب اور وکیل اس مسکین کا قبض زکوٰۃ اور خرید ٹکٹ میں ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ آدمی وکیل اور نائب سیٹھ صاحب کا ہے- لہٰذا زکوٰۃ سیٹھ صاحب مذکور کی اس صورت میں ادا ہو جاتی ہے پھر اگر وہ مسافر کسی عذر کی وجہ سے سفر میں نہ جائے اور ٹکٹ ردی (کینسل) ہو جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو چکی- (فتاوی دارالعلوم ص ۱۹۷ جلد ۷ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۴ جلد دوم)-

اپنے خادم کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟:-

سوال:- زکوٰۃ یا فطرہ کی رقم اپنے خادم و خادمہ کھانا پکانے والی کو اگر غریب ہو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- اپنی خادمہ کھانا پکانے والی کو زکوٰۃ و فطرہ اس وجہ سے دینا کہ وہ محتاج و غریب ہے اور تنخواہ میں نہ دی جائے تو یہ درست ہے- البتہ تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے (اگر وہ غریب ہو تو الگ سے دے سکتے ہیں) (فتاوی دارالعلوم ص ۲۴۵ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار باب المصرف ص ۸۹ جلد ۲)-

غلام نہیں ہیں جیسا کہ اکثر خادم وخادمہ جو گھروں میں رہتے ہیں وہ باندی غلام نہیں ہیں' ان کو زکوۃ دینا جب کہ وہ محتاج ہوں درست ہے۔ (لیکن تنخواہ میں نہ دی جائے بلکہ الگ سے دیں) (فتاوی دارالعلوم ص ۲۵۵ جلد ۶ بحوالہ بحرالرائق ص ۲۴۴ جلد ۲ باب المصرف و عالمگیری ص ۱۹ جلد اول)۔

نوٹ:۔ بعض افراد مال زکوۃ سے دنیوی اغراض نکالنا چاہتے ہیں جو کہ خلوص اور روح شریعت کے خلاف ہے۔ مثلاً اپنے نوکروں' خادموں کو جو کہ مستحق زکوۃ بھی ہیں بغیر معاوضہ کے اس خیال سے زکوۃ وغیرہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ ہم سے زیادہ دبیں گے یا زیادہ رعب میں رہیں گے اور احسان مند ہونے کی وجہ سے خوب کام کریں گے' بلکہ بعض دفعہ جب کام میں کمی دیکھتے ہیں تو زبان سے جتلانے لگتے ہیں کہ ''ہم تو تنخواہ کے علاوہ تیری مدد زکوۃ سے بھی کرتے ہیں مگر تو احسان فراموش ہے'' وغیرہ وغیرہ۔ مسئلہ کی رو سے زکوۃ تو اس کے ذمہ سے ساقط ہوجاتی ہے مگر مقبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچی۔ **(تنبیہ)** زکوۃ دے کر احسان جتلانا یا دوسروں کے سامنے اس کی عزت نفس کو مجروح کرنا خود اپنی نیکی کو برباد کرنے کے مترادف ہے ایسا ہرگز نہ کرے۔

نوکر کے اضافہ تنخواہ کے مطالبہ پر زکوۃ سے دینا؟:۔

سوال:۔ میرا ایک ملازم ہے جس نے تنخواہ میں اضافہ کا مطالبہ کیا ہے تو میں نے زکوۃ کی نیت سے اضافہ کردیا ہے' اب وہ یہ سمجھتا ہے کہ تنخواہ میں اضافہ ہوا ہے' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:- ملازم کی تنخواہ تو اس کے کام کا معاوضہ ہے اور جب آپ نے تنخواہ بڑھانے کے نام سے اضافہ کیا تو وہ بھی کام کے معاوضہ میں ہوا- اس لیے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی- جو تنخواہ طے ہو وہ ادا کرنے کے علاوہ اگر اس کو ضرورت مند اور محتاج سمجھ کر زکوٰۃ دے دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی- (آپ کے مسائل ص ۳۸۴ جلد ۳)-

زکوٰۃ کی رقم سے میت کی تجہیز و تکفین کرنا کیسا ہے؟:-

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم سے میت کی تجہیز و تکفین جائز نہیں- بوقت ضرورت یہ صورت ہو سکتی ہے کہ میت کا ولی اگر زکوٰۃ کا مستحق ہو تو اس کو مد زکوٰۃ سے رقم دے دی جائے وہ اس سے تجہیز و تکفین وغیرہ کر دے- (احسن الفتاوی ص ۲۹۳ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۸ جلد ۲ و فتاوی دارالعلوم ص ۲۲۶ جلد ۶ و فتاوی محمودیہ ص ۴۴ ج ۳ و کتاب الفقہ ص ۱۰۱۴ جلد اول)

مسئلہ میت کے کفن وغیرہ میں جو کچھ صرف کیا گیا وہ زکوٰۃ میں محسوب نہ ہو گا وہ صدقہ نفلی رہے گا کیونکہ زکوٰۃ میں زندہ فقیر کو مالک بنانا شرط ہے- (فتاوی دارالعلوم ص ۳۳۴ ج ۶)

کیا میت کے کفن کا ثواب زکوٰۃ دہندہ کو بھی ہو گا؟:-

مسئلہ مستحق زکوٰۃ نے اپنی طرف سے تکفین میت و تعمیر مسجد وغیرہ کی تو ثواب دونوں کو حاصل ہو گا- شامیؒ نے یہ مطلب لکھا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کو زکوٰۃ دینے کا ثواب حاصل ہو گا اور کفن ڈالنے کا ثواب اس فقیر (مستحق زکوٰۃ) کو ہو گا جس نے اپنی طرف سے کفن ڈالا اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کو تکفین کا بھی ثواب ہے- کیونکہ حدیث شریف میں ہے- الدال علی الخیر کفاعلہ' (ردالمحتار ص ۱۶ جلد ۲) جامع صغیر میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ "اگر صدقہ سو ہاتھوں پر کو گزرے تو ہر

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ایک کو ان میں سے ابتداءً دینے والے کی برابر ثواب ہوگا- بدون اس کے کہ ابتداء کرنے والے کے ثواب میں کچھ کمی ہو- (یعنی کوئی کمی نہ ہوگی) اور سو ہاتھوں پر گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنے والے نے کسی کو صدقہ دیا' پھر اس نے دوسرے کو دے دیا اور اس نے تیسرے کو دے دیا' اسی طرح سلسلہ چلتا رہا- (فتاوی دارالعلوم ص ۲۲۷ جلد ۶)-

(بعض جگہ لاوارث مردہ کی تجہیز و تکفین کے لیے چندہ اکٹھا کرتے ہیں تو اس میں زکوٰۃ کی رقم دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی' اگر وارث والا مردہ بھی ہو تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ اس میں ملکیت کی صلاحیت نہیں ہے' ہاں اگر روپیہ زکوٰۃ کی نیت سے اس کے غریب وارثوں کو دے دیا جائے اور پھر وہ اپنی طرف سے مردہ پر خرچ کریں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی- (حافظ مختار)

زکوٰۃ کی رقم سے مردہ کا قرض اداء کرنا کیسا ہے؟:-

مسئلہ اگر میت کے ذمہ قرض ہے تو اس قرض کو زکوٰۃ کی رقم سے براہ راست ادا نہیں کیا جا سکتا' ہاں اگر اس کے وارث غریب مستحق زکوٰۃ ہوں تو ان کو مالکانہ طور سے دیا جا سکتا ہے اور وہ اس رقم کے مالک ہو کر اپنی رضامندی کے ساتھ اس رقم سے میت کا قرض ادا کر سکتے ہیں- (معارف القرآن ص ۴۰۸ ج ۴)-

مسئلہ مردہ کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کر دینا درست نہیں ہے- (فتاوی ہندیہ ص ۱۸۸ ج ا و فتاوی عالمگیری ص ۳۰۹ جلد ۴)

(کیونکہ میت میں مالک ہونے کی صلاحیت نہیں ہے جو ادائے زکوٰۃ کی اولین شرط ہے- (حافظ مختار)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

سفید پوش کو زکوٰۃ دینا:-

سوال:- ہمارے جاننے والوں میں ایک سفید پوش آدمی ہیں مگر مالی اعتبار سے بہت کمزور ہیں' ریڑھی لگاتے ہیں- کیا ہم ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب:- ذاتی مکان اور ریڑھی لگانے کے باوجود اگر وہ نادار اور ضرورت مند ہیں تو ان کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ان کو بتانا شرط نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے- تحفہ ہدیہ کہہ کر دے دی جائے اور نیت زکوٰۃ کی کر لی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی- (آپ کے مسائل ۴۰۱ جلد ۳)

زکوٰۃ کی رقم غریب لڑکیوں کی تعلیم میں دینا:-

مسئلہ:- زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے یعنی کسی محتاج کو اس کا مالک بنا دینا چاہیے- پس غریب لڑکیوں کو اگر نقد یا کپڑا کھانا زکوٰۃ سے دے دیا جائے تو درست ہے- لیکن پڑھانے والوں کی تنخواہ یا دیگر ملازمین کی تنخواہ دینی زکوٰۃ سے درست نہیں ہے- (فتاوی دار العلوم ص ۲۰۵ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار باب المصرف ص ۷۵ جلد ۲)-

کثیر العیال کو زکوٰۃ کی رقم دینا:-

سوال:- میں امام ہوں' مسجد کی تنخواہ سے گھر کا گزر چلانا مشکل ہے- کثیر عیال اور قرضدار بھی ہوں' ایک شخص مجھے زکوٰۃ کی بڑی رقم دینا چاہتے ہیں تو میں لے سکتا ہوں یا نہیں؟

جواب:- مسئلہ یہ ہے کہ ایک مستحق زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی اتنی رقم دی جائے جو نصاب سے کم ہوں' اتنا دینا کہ غریب صاحب نصاب اور مالدار ہو جائے مکروہ ہے- ہاں اگر وہ شخص قرضدار ہو یا کثیر العیال ہو' بچے زیادہ ہوں تو اس کو اتنے پیسے دینا کہ قرض ادا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کرنے کے بعد اس کے پاس بقدر نصاب نہ بچے یا اپنے اہل وعیال پر تقسیم کرے تو ہر ایک کو نصاب کی مقدار سے کم پہنچے تو ایسے شخص کو نصاب سے زیادہ دینا بلا کراہت جائز ہے۔ (طحاوی علی مراقی الفلاح ص ۴۱۶ جلد و کتاب الفقہ ص ۱۰۱۳ جلد اول)۔

مسئلہ جس شخص کی ماہوار آمدنی معقول ہو لیکن سال بھر تک اس کے پاس قدر نصاب جمع نہیں رہتا اور وہ صاحب زکوٰۃ نہیں ہے' ایسے شخص کو مال زکوٰۃ یا صدقہ نافلہ دینا درست ہے اور اس کو لینا بھی جائز ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۴۳ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری)

مال دار ضرورت مند کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟:-

مسئلہ ایک شخص نے اپنا روپیہ لوگوں کو قرض دے رکھا ہے جو کسی معیاد ہی پر وصول ہو سکتا ہے اور اسی دوران میں اس کو اخراجات کے لیے پیسے کی ضرورت ہو تو اس وقت یہ شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ مگر اتنی جو اپنے قرض کی معیار پوری ہونے تک اس کے اخراجات کو کافی ہو' اگر قرض غیر معیاری ہے اور جس کو اس نے قرض دیا ہے اور وہ محتاج ہے تو اصل قول کے مطابق زکوٰۃ لینا جائز ہے کیونکہ وہ اس وقت مسافر کی حیثیت رکھتا ہے' اگر اس کا قرضدار پیسے والا آدمی ہے اور اس کے قرض کو تسلیم کرتا ہے تو اب اس شخص (مالدار ضرورت مند) کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ اگر وہ قرضدار قرض کو تسلیم نہ کرے اور قرضے کے گواہ عادل ہوں تو تب بھی یہی حکم ہے' ہاں گواہ غیر عادل ہوں تو اس وقت تک یہ شخص زکوٰۃ کا مال نہیں لے سکتا۔ جب تک یہ شخص قاضی کے یہاں دعویٰ نہ پیش کرے اور قاضی قرضدار سے اس کے انکار پر قسم نہ لے۔ قرضدار کے قسم کھانے کے بعد اسے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ (قاضی خان' فتاوی عالمگیری ص ۱۹۰ جلد ۴)۔

مسئلہ ہندو مفلس کے ذمہ کسی غریب مسلمان کا قرضہ ہو تو یہ قرضہ زکوٰۃ کی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

رقم سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۴۲ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۹۱ ج ۲ باب المصرف)

مسئلہ زکوٰۃ کا مصرف صرف مسلمان ہیں کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگر حکومت زکوٰۃ کی رقم غیر مسلموں کو دیتی ہے اور صحیح معرف پر خرچ نہیں کرتی تو اہل زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۰۲ جلد ۳ و معارف القرآن ص ۳۹۷ جلد ۴ وفتاوی محمودیہ ص ۲۵۰ جلد ۷)

غیر مسلموں کی تعلیم گاہ میں زکوٰۃ دینا:۔

مسئلہ اس صورت میں (یعنی غیر مسلموں کے مدرسہ میں دینے سے) زکوٰۃ ادا نہ ہوگی زکوٰۃ مسلمان محتاج کو دینا ضروری ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۴۸ جلد ۶)

بلا لحاظ مذہب زکوٰۃ دینا:۔

سوال:۔ زکوٰۃ کی رقم بلا لحاظ مذہب و ملت عام محتاجوں و معذوروں کو دینا کیسا ہے؟

جواب:۔ زکوٰۃ میں مسلمان محتاج (ضرورت مند) کو مالک بنانا زکوٰۃ کی رقم کا ضروری ہے پس جس موقع میں شبہ ہو کہ مسلمانوں کو پہنچے گا یا غیر اہل اسلام بھی شریک ہوں گے تو کسی کی ملک نہیں کیا جائے گا تو ایسے مواقع میں حیلہ تملیک کرالیا جائے اور پھر وہاں روپیہ زکوٰۃ کا دیا جائے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۶۲ جلد ۶ و عالمگیری ص ۱۸۶ جلد اول)

مسکین کس کو کہتے ہیں؟:۔

مسئلہ جو شخص مالک نصاب نہ ہو اور وہ محتاج ہو اس کو فقیر و مسکین کہتے ہیں۔
(فتاوی دارالعلوم ص ۱۹۴ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۸۰ جلد ۲ وفقہ الزکوٰۃ ص ۱۵ جلد ۲)۔
(اصطلاح میں مسکین اسے کہا جاتا ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

بالکل بدحال ہو اور جو صاحب نصاب نہ ہو مگر کھاتا پیتا ہو تو اصطلاح میں اس کو فقیر کہتے ہیں' اردو کے محاورہ میں مسکین اور فقیر ایک ہی معنی میں بولا جاتا ہے یعنی جو زکوۃ کا مستحق ہو۔) (ایس حافظ مختار احمد)

جس کی ملک میں کچھ نہ ہو یا مقدار نصاب سے کم ہو' اس کو اصطلاح شروع میں فقیر و مسکین کہتے ہیں وہ زکوۃ اور فطرہ کا مستحق ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۱۱ جلد ۱۳)۔

"فقیر" اور "مسکین" میں اس لحاظ سے بھی فرق ہے کہ "فقیر" کو سوال کرنے (مانگنے) میں عار نہیں ہوتا' لیکن "مسکین" کو اس کی خودداری اور عفت نفس' طلب و الحاح کی اجازت نہیں دیتی۔ صحیحین کی ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "مسکین" کی یہ تعریف کی ہے۔ الذی لایجد غنی بغنیه و لا یفطون فیصدق علیه و لایقوم فیسال الناس "

(۱) جسے ایسے وسائل میسر نہیں کہ مالدار کر دیں۔

(۲) جس کا فقر ظاہر نہیں کہ لوگ خیرات دیں۔

(۳) جو خود سوال کے لیے کھڑا نہیں ہوتا کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔

(حقیقت الزکوۃ ص ۲۱' شامی و کتاب الفقہ علی المذاہب سلسترہ ص ۱۰۱۲ جلد اول)

یقینی مساکین کون ہیں؟:-

قوم کے ایسے افراد جن پر وسائل معیشت کی تنگی کی وجہ سے معیشت کے دروازے بند ہو رہے ہیں اور اگرچہ وہ خود پوری طرح ساعی ہیں' لیکن نہ تو نوکری (ملازمت) ہی ملتی ہے' نہ کوئی اور راہ معیشت نکلتی ہے' یقیناً "مساکین" میں داخل ہیں اور اس مد کے اولین مستحق ہیں' لیکن اس کا انتظام اس طرح ہونا چاہیے کہ ان کی خبر گیری بھی ہو جائے اور ساتھ ہی ان میں بے کاری کی عادت اور اپاہج پنا بھی پیدا نہ ہو۔ یہ بات نہ صرف

Marfat.com
Marfat.com

ان کی اعانت میں بلکہ تمام مستحقین کی اعانت میں ملحوظ رہنی چاہیے۔ (حقیقت الزکوۃ ص ۲۲ وعلم الفقہ ص ۴۳ جلد ۴)۔

حکمی مساکین کون ہیں؟:۔

ایسے افراد جو خوش حال تھے لیکن کاروبار کی خرابی کی وجہ سے یا کسی اور ناگہانی مصیبت کی وجہ سے مفلس ہو گئے ہیں' اگرچہ اپنی پچھلی حیثیت کی بناء پر معزز سمجھے جاتے ہوں' حکماً ''مساکین'' میں داخل ہیں اور ضروری ہے کہ اس زکوۃ کی مد سے ان کی خبر گیری کی جائے۔ (حقیقت الزکوۃ ص ۲۳)۔

پیشہ ور فقیروں کو زکوۃ دینا:۔

سوال:۔ ایسے پیشہ ور فقیر کو جو محنت و مزدوری کر سکتا ہے زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور فقیروں میں مستحق اور غیر مستحق کے درمیان کوئی امتیاز بھی نہیں ہوتا؟

جواب:۔ اگر وہ گداگر (غریب فقیر) صورت حال سے محتاج معلوم ہوتے ہیں تو ان کو دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ اگرچہ فی الحقیقت وہ مستحق نہ ہوں۔ دینے والے کو بہ قاعدہ ''انما الاعمال بالنیات'' کا ثواب حاصل ہوگا اور زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۲۹ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار باب المصرف ص ۹۵ جلد ۲)۔

مسئلہ جس کو زکوۃ دی جائے اگر وہ صورت فقیرانہ و مفلسانہ رکھتا ہے یا فقیروں کے ساتھ مل کر آیا' یا اس نے سوال کیا اور اس پر زکوۃ دینے والے نے اس کو زکوۃ دے دی تو زکوۃ ادا ہو گئی۔ اگرچہ بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ غنی (مالدار) تھا اور مصرف زکوۃ نہ تھا۔ (جب بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی)۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۲۸ جلد ۶ و فتاوی محمودیہ ص ۱۲۰ ج ۱۱)

Marfat.com

مال دار فقیر کو زکوٰۃ دینا:-

سوال:- ہمارے ہاں مساکین وفقراء ایسے نہیں جو صدقہ فطر وغیرہ لینے کے قابل ہوں' کیونکہ وہ صاحب نصاب ہیں-ان پر زکوٰۃ واجب ہے- مالداروں سے بدرجہا بہتر ہیں- ایسے فقراء کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ یا مدارس اسلامیہ میں خرچ کرنا چاہیے؟

جواب:- ایسے نام کے فقراء کو جو مالدار صاحب نصاب ہیں' صدقۃ الفطر اور زکوٰۃ ودیگر صدقات واجبہ نہ دینا چاہیے بلکہ مدرسہ میں دے کر طلباء مساکین وغرباء پر صرف کرنا چاہیے-(فتاوی دار العلوم ص ۲۸٦ جلد ٦ بحوالہ ردالمحتار ص ۹۷ جلد ۲ باب المصرف)

مسئلہ ایسے فقیروں کو زکوٰۃ دینا جن کا کام ہی پیسہ مانگنے کا ہے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ اکثر متمول ہوتے ہیں- دینا درست نہیں-(فتاوی دار العلوم ص ۲۰۴ جلد ٦)

جو فقیر کمانے پر قادر ہو اس کو زکوٰۃ دینا:-

مسئلہ زکوٰۃ کے مستحق ہونے کا مدار حاجت پر ہے کہ کسی شخص کے پاس اس قدر مال ہو جس سے اس کی اور اس کے زیر کفالت افراد کی ضرورت پوری ہو سکے- اس اصول کے مدنظر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص حاجت مند تو ہو لیکن کام نہ کرتا ہو اور معاشرے پر بوجھ بن کر محض زکوٰۃ اور صدقات پر گزر کرنا چاہتا ہو' حالانکہ جسمانی لحاظ سے وہ محنت کرنے کے قابل ہو تو کیا ایسے شخص کو صدقات دی جا سکتی ہے؟

جمہور فقہائے احناف کی رائے یہ ہے کہ کسب یعنی کمانے کے قابل فقیر کا زکوٰۃ لینا (اور دینا) جائز تو ہے لیکن جب تک اس کے پاس زندہ رہنے کے لئے کچھ نہ کچھ موجود ہو اس کے لئے لینا ہی زیادہ بہتر ہے-(فقہ الزکوٰۃ ص ۲۸ جلد ۲ بحوالہ مجمع الانہار ص ۲۲۰)

مسئلہ جو شخص نصاب سے کم کا مالک ہو اسے زکوٰۃ دینا درست ہے اگرچہ وہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

صحیح اور کمانے کے قابل ہو کیونکہ وہ فقیر ہے اور فقراء مصارف زکوٰۃ میں داخل ہیں۔ نیز یہ کہ حقیقی حاجت کا پتہ لگانا دشوار ہے۔ اس لیے نصاب زکوٰۃ کے مالک نہ ہونے کو حاجت مند ہونے کے قائم مقام سمجھا جائے۔ (فقہ الزکوٰۃ ص ۲۰۶ جلد ۲)۔

زکوۃ صرف ان ہی کو دے جو مصارف قرآن پاک نے گنوائے ہیں وہ مصارف آٹھ ہیں۔ (۱) فقراء، عاملین، (۲) مساکین، (۳) علیہا، پھر المؤلفۃ پھر (۴) غلاموں کو آزاد کرنے والے اور پھر (۶) قرضداروں کو بار قرض سے سبکدوش کرنے والے (۷) فی سبیل اللہ اور (۸) آخر میں ابن السبیل (یعنی مسافر)۔

یتیم خانہ میں زکوۃ دینا کیسا ہے؟:۔

مسئلہ نابالغوں کو زکوۃ دینا درست ہے، پس یتیم خانہ میں یتامیٰ کے خرچ کے لئے زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۵۷ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۷۹ جلد ۲ باب المصرف)۔

مسئلہ یتیم نابالغ مفلس کے مصارف میں صرف کرنے کے لیے اس کے ولی یعنی سرپرست کو دینا درست ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۵۹ جلد ۶ و فقہ الزکوۃ ص ۴۰۰ ج ۲ و فتاوی محمودیہ ص ۹۰ ج ۳)

مسئلہ یتیم خانوں میں اگر یتیموں کا کھانا کپڑا وغیرہ مالکانہ حیثیت سے دیا جاتا ہو تو صرف اس خرچ کی حد تک زکوۃ کی رقم صرف ہو سکتی ہے۔ (معارف القرآن ص ۴۰۹ جلد ۴)۔

مسئلہ اگر وہ (یتیم) لڑکا سمجھدار ہے، روپیہ پر قبضہ کر سکتا ہے تو خود اس کو دینا جائز ہے۔ (زکوۃ کی رقم) اگر ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے بطور امانت لے کر

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

(سرپرست) رکھ سکتا ہے اور اگر وہ نا سمجھ ہے کہ روپیہ کو کہیں پھینک دے گا یا کسی اور طرح ضائع کر دے گا تو پھر اس کو دینا درست نہیں بلکہ وہ جس کی پرورش میں ہے اس کو لڑکے کے لیے دے دیا جائے اور اگر وہ قابل اعتماد نہ ہو تو پھر کوئی چچا (معتمد وغیرہ) اس روپیہ پر لڑکے کے پرورش کرنے والے کا قبضہ کرا کے بطور امانت رکھ سکتا ہے۔

رسول اللہؐ کے خاندان والوں کو زکوٰۃ دینا:۔

سوال:۔ کن کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور کن کو ناجائز ہے؟

جواب:۔ زکوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے لیے حلال نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مراد آل علیؓ آل عقیلؓ آل جعفرؓ آل عباسؓ اور آل حارث بن عبدالمطلب۔ پس جو شخص ان پانچ بزرگوں کی نسل سے ہو اس کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ اگر وہ غریب اور ضرورت مند ہو تو دوسرے فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۰ جلد ۳ و علم الفقہ ص ۴۶ جلد ۴)۔

سید اور ہاشمی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟:۔

سوال:۔ سید یا ہاشمی اگر انتہائی غربت کے عالم میں ہو تو اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب:۔ سید اور ہاشمی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ کیا اہل محلہ میں اتنی مروت بھی نہیں کہ غیر زکوٰۃ سے ان کی حاجت پوری کر دیں۔ اگر کسی کا والد انتہائی غربت کے عالم میں ہو تو کیا اس کو بھی مد زکوٰۃ ہی سے دے گا۔ (احسن الفتاوی ص ۲۷۹ جلد ۴)

مسئلہ ابو حنیفہؒ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق اور ظاہر الروایۃ کے مطابق

Marfat.com

سید کو کسی حال میں زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۱۲ جلد ۶)۔

مسئلہ مفتی بہ مذہب یہی ہے کہ سادات کو اس زمانہ میں بھی زکوٰۃ اور صدقات واجبہ مثل چرم قربانی وصدقہ فطر وغیرہ دینا حرام ہے اور زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ ہوگی۔ یہ قول صحیح نہیں ہے جو کہ کسی نے کہا ہے کہ بعض حالات میں مباح ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۳۹ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۹۰ جلد ۲ باب المصرف)۔

مسئلہ سید کو زکوٰۃ وعشر کا روپیہ وغلہ دینا درست نہیں ہے ہاں حیلہ کر کے دیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ حیلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی غیر سید غریب کو یہ کہہ کر دے دیا جائے کہ فلاں سید کو دینا تھا مگر وہ سید ہے اس کے لئے زکوٰۃ جائز نہیں لہذا تم کو دیتے ہیں اگر تم یہ تمام یا بعض اس کو بھی اپنی طرف سے دے دو تو بہتر ہے اور وہ لے کر دے دے تو سید کے لئے جائز ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۷۲ جلد ۴)۔

جس کی ماں سید ہو اس کو زکوٰۃ دینا:۔

مسئلہ اگر کسی شخص کی صرف ماں سید ہو باپ سید نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ اس لیے کہ نسب والد کی طرف سے ہوتا ہے جس کا والد سید نہ ہو وہ صرف والدہ کی طرف سے سید نہیں ہو سکتا۔ (احسن الفتاوی ص ۲۷۹ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار باب الکفارۃ ص ۳۴۶ جلد ۲)

جو شجرہ نسب نہ رکھتا ہو اس کو زکوٰۃ دینا:۔

سوال:۔ زید اپنے آباؤ اجداد سے یہی سنتا آیا ہے کہ ہمارا سلسلہ نسب حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے لیکن زید کے پاس کوئی مکمل شجرہ نسب نہیں ہے جس سے صحیح طور پر معلوم ہو سکے کہ ہم واقعی سید ہیں تو اس صورت میں زید کو مال زکوٰۃ لینا (جب کہ مستحق

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ بھی ہے) درست ہے یا نہیں؟

جواب:- ثبوت نسب کے لیے عام شہرت کافی ہے' شجرہ ہونا ضروری نہیں لہذا زید کے لئے زکوٰۃ لینا حرام ہے- (احسن الفتاوی ص ۲۷۹ جلد ۴ و کفایت المفتی ص ۲۵۵)-

سادات کو زکوٰۃ نہ دینے کی عقلی وجہ :-

مسئلہ زکوٰۃ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل (اولاد) کو اس سے ملوث کرنا مناسب نہ تھا اگر وہ ضرورت مند ہوں تو پاک مال سے ان کی مدد کی جائے' نیز اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہوتا تو ایک ناواقف کو وسوسہ ہو سکتا تھا کہ یہ خوب صورت نظام اپنی اولاد ہی کے لیے (معاذ اللہ) جاری تو نہیں فرما گئے؟

نیز اس کا ایک نفسیاتی پہلو یہ ہے اور وہ یہ کہ اگر آپ کی آل کو زکوٰۃ دینا جائز ہوتا تو لوگ آپ کے رشتہ و قرابت کی بنا پر انہی کو ترجیح دیتے- غیر سید کو دینے پر ان کا دل مطمئن نہ ہوتا- اس سے دوسرے فقراء کو شکایت ہوتی- (آپ کے مسائل ص ۳۹۱ جلد ۳)-

سید کی بیوی کو زکوٰۃ دینا:-

سوال:- ہمارے ایک عزیز جو کہ سید ہیں' جسمانی طور پر بالکل معذور ہیں' کمانے کے قابل نہیں' ان کی بیوی جو کہ غیر سید ہیں' اور گھر کی کفیل ہیں تو باوجود اس کے کہ شوہر اور بچے جو کہ سید ہیں ان کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے یا کیا حکم؟

جواب:- بیوی اگر غیر سید ہے اور وہ زکوٰۃ کی مستحق ہے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں- اس زکوٰۃ کی مالک ہونے کے بعد وہ اگر چاہے تو اپنے بچوں اور شوہر پر خرچ کر سکتی ہے- (آپ کے مسائل ص ۳۹۲ جلد ۳)-

مسئلہ شوہر کے سید ہونے کی وجہ سے عورت کو جو کہ خود مفلس ہے اور مالک

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نصاب نہیں ہے' زکوۃ دینا منع نہیں ہے بلکہ زکوۃ ادا ہو جاتی ہے اور رشتہ دار مفلس کو زکوۃ دینے میں ثواب دوہرا (ڈبل) ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۲۳ جلد ۶)۔

رشتہ دار مسکین کو زکوۃ دینا؟:۔

سوال:۔ میرا ایک بھائی بہت نادار مفلس اور ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہے' اس کا خرچہ آمدنی کچھ بھی نہیں تو کیا میں پوری رقم زکوۃ اس کو دے سکتا ہوں؟

جواب:۔ اس کو دینا زیادہ ثواب ہے' مگر یکمشت اتنی رقم نہ دیں کہ وہ فقیر صاحب نصاب ہو جائے' کچھ رقم دیں جب وہ خرچ ہو جائے تو مزید دے دیں' البتہ اگر وہ عیالدار بھی ہے تو بیک وقت اتنی رقم دے سکتے ہیں کہ کل افراد پر تقسیم کی جائے تو کسی کے پاس بھی نصاب پورا نہ ہو۔ (احسن الفتاوی ص ۲۹۲ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۷۵ ج ۲)

(زکوۃ وغیرہ حتی الامکان ایسے لوگوں کو دی جائے جو مانگتے نہیں' اور عزت نفس کی خاطر کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے' حالانکہ فاقوں کی نوبت پر ہوتے ہیں۔ ان کی بچیاں جوانی کی حدود کراس کر رہی ہیں' ان لوگ کو ڈھونڈ کر ان کی خدمت کرنی چاہیے اور زکوۃ کے صحیح مستحق لوگ ہیں۔ (حافظ مختار احمد)

بھائی کو زکوۃ دے کر باپ پر خرچ کروانا؟:۔

مسئلہ بھائی کو زکوۃ دینا صحیح ہے۔ جبکہ صاحب نصاب نہ ہو۔ مگر اس سے یہ فرمائش کرنا کہ وہ فلاں شخص (باپ) پر خرچ کرے' غلط ہے' جب اس نے بھائی کو زکوۃ دے دی تو وہ اس کی ملکیت ہو گی۔ اب وہ اس کا جو چاہے کرے' اور اگر بھائی کو زکوۃ دینا مقصود نہیں' بلکہ والد کو دینا مقصود ہے اور بھائی محض وکیل ہے تو بھائی کو دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہو گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۴ ج ۳)۔

سوتیلی والدہ کو زکوۃ دینا:۔

مسئلہ سوتیلی ماں کو زکوۃ دینا جب کہ وہ مصرف زکوۃ ہو یعنی صاحب

Marfat.com
Marfat.com

نصاب اور سیدہ نہ ہو درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۶۸ جلد ۷)

ادائے زکوٰۃ کی ایک صورت:-

سوال:- اگر زکوٰۃ کے پیسے گھر رکھے ہوں اور گھر کے باہر کوئی ضرورت مند مل جائے تو کیا جب کے پیسوں میں سے کچھ دیدیں اور گھر آ کر زکوۃ کے پیسوں میں سے لے لیں تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب:- زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۷ جلد ۳)

سیلاب زدگان کو زکوٰۃ دینا:-

سوال:- سیلاب زدگان کو زکوٰۃ کی رقم سے کھانا پکا کر بھیجنا یا نقدی یا اور کچھ سامان بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر ظن غالب ہو کہ یہ لوگ مستحق زکوٰۃ ہیں یعنی ان کے پاس بقدر نصاب مانع زکوٰۃ نصاب نہیں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ ان اشیاء یا رقوم کا ان کو مالک بنا دیا جائے اگر ان کی ملک میں نہیں دیا گیا بلکہ ویسے ان پر خرچ کیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کھانا بٹھا کر کھلایا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی مسکین کی ملک میں دینا ضروری (یعنی اس کھانے وغیرہ کا مالک بنا دیا جائے)۔ (احسن الفتاوی ص ۲۹۴ جلد ۴)۔

(حوادث اور فساد زدہ علاقہ میں بعض لوگ مالک نصاب بھی ہوتے ہیں مثلاً کسی کی دوکان یا فیکٹری وغیرہ تباہ و برباد کر دی گئی یا زلزلہ و سیلاب وغیرہ میں تباہ ہو گئی لیکن ان کا بینک بیلنس ہے یعنی روپیہ بینکوں میں جمع ہے یا دوسری جگہ زمین جائیداد وغیرہ اس کی ملکیت ہے جو بقدر نصاب یا اس سے زائد ہے تو ایسے لوگ شرعاً زکوٰۃ کے

Marfat.com
Marfat.com

مستحق نہیں ہیں اور زکوۃ بھی ادا نہ ہو گی- نیز ایسے مواقع میں بسا اوقات اصل مستحق تک زکوۃ کی رقم نہیں پہنچتی اور غیر مستحق کو مل جاتی ہے- اس لیے ایسے مواقع میں احتیاط بہت ہی ضروری ہے-)

مدز کوۃ سے قیدیوں کو کھانا کھلانا کیسا ہے؟:-

مسئلہ نفلی صدقات سے قیدیوں کو کھانا کھلانا جائز ہے' زکوۃ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر قیدی صاحب نصاب ہوں اور ان کو کھانے کا مالک بنا دیا جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی' اور اگر اباحۃ کھلایا' ملک نہیں بنایا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی- اس لیے کہ زکوۃ میں تملیک فقیر شرط ہے- (احسن الفتاوی ص ۲۹۷ جلد ۴ و آپ کے مسائل ص ۴۰۲ جلد ۳)-

ان حضرات کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے:-

(۱) اپنے حقیقی' علاتی' اخیافی' رضاعی بھائی بہنوں کو زکوۃ دینا جائز ہے- اسی طرح ان کی اولاد کو بھی دینا جائز ہے-

(۲) اپنے چچا' پھوپھی کو زکوۃ دینا جائز ہے' اسی طرح ان کی اولاد کو بھی دینا جائز ہے-

(۳) اپنے ماموں' خالہ کو زکوۃ دینا جائز ہے' اسی طرح ان کی اولاد کو بھی دینا جائز ہے-

(۴) اپنے سوتیلے ماں باپ کو زکوۃ دینا جائز ہے' اسی طرح ان کی اولاد کو بھی دینا جائز ہے-

(۵) اپنے خسر اور ساس کو زکوۃ دینا جائز ہے' اسی طرح ان کی اولاد کو بھی دینا جائز ہے-

(۶) مالدار کے والدین جو مستحق زکوۃ ہوں ان کو زکوۃ دینا جائز ہے-

(۷) مالدار کی بالغ اولاد جو مستحق زکوۃ ہوں ان کو زکوۃ دینا جائز ہے-

(۸) مالدار کی بالغ اولاد جو مستحق زکوۃ ہوں ان کو زکوۃ دینا جائز ہے-

(۹) مالدار بیوی کا شوہر جو مستحق زکوۃ ہو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے-

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

(۱۰) اپنے داماد اور بہو کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

(۱۱) شاگرد کا استاذ کو اور استاذ کا شاگرد کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (محض استاذ اور شاگرد کا تعلق مانع زکوۃ نہیں ہے)

(۱۲) شوہر کا اپنی بیوی کی ایسی اولاد کو زکوۃ دینا جائز ہے جو اس کے پہلے شوہر سے ہو۔

(۱۳) بیوی کا اپنے شوہر کی ایسی اولاد کو زکوۃ دینا جائز ہے جو اس کی پہلی بیوی سے ہو۔

(۱۴) مسافر کو زکوۃ دینا جائز ہے جب کہ سفر میں اس کے پاس مال نہ ہو اگر چہ اس کے پاس گھر پر نصاب کے بقدر مال موجود ہو۔

(۱۵) نابالغ محتاج کو زکوۃ دینا جائز ہے جب کہ اس کا باپ صاحب نصاب نہ ہو اگر چہ ماں صاحب نصاب ہو۔

(۱۶) عورت اپنے شوہر کی اولاد کو جب کہ اس کی دوسری بیوی سے ہو زکوۃ دے سکتی ہے۔

(۱۷) کسی شخص کی سو روپے کی آمدنی ہے اور اپنا گھر بھی ہے لیکن خرچ تین سو کا ہے وہ مصرف زکوۃ ہے۔

(۱۸) جس شخص کی آمدنی کافی ہے لیکن وہ مقروض ہو اور قرض ادا نہ کر سکے تو وہ بھی مصرف زکوۃ ہے۔

(۱۹) زکوۃ ہر اس شخص کو دی جا سکتی ہے جس کے پاس مقدار نصاب سے کم مال ہو اگر چہ وہ شخص تندرست اور کمائی کرنے کے قابل ہو۔

(مندرجہ بالا حضرات اگر مستحق زکوۃ ہوں تو ان کی مدد زکوۃ کی مد سے کر سکتے ہیں اور ان کو یہ بھی بتلانا ضروری نہیں کہ "یہ زکوۃ ہے" بلکہ خود نیت کر لینا کافی ہے۔

نوٹ:- حقیقی بھائی بہن ان کو کہتے ہیں جن کے ماں باپ ایک ہو۔ں علاتی بھائی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بہن ان کو کہتے ہیں کہ دونوں کا باپ ایک ہو اور ماں الگ الگ ہو' اخیافی بھائی بہن ان کو کہتے ہیں کہ دونوں کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ۔ رضاعی بھائی بہن ان کو کہتے ہیں جنہوں نے ایک عورت سے دودھ پیا ہو۔

مندرجہ بالا نمبر ایک سے نمبر 19 تک مسائل درج ذیل کتابوں سے مستفاد ہیں۔ امداد الفتاوی ص ۱۲ جلد ۳' فتاوی دار العلوم ص ۲۲۷ جلد ۶' ص ۲۳۸ ج ۶ وص ۱۹۶ جلد ۶' وص ۲۴۵ جلد ۶ وص ۲۴۶ جلد ۶ وص ۲۹۲ جلد ۶ وص ۲۹۰ جلد ۶ وص ۲۷۹ جلد ۶ وصد ۲۸۹ جلد ۶ وفتاوی محمودیہ ص ۱۰۶ جلد ۱۳ وص ۹۵ جلد ۳ واحسن الفتاوی ص ۱۶۹ جلد ۴ وفتاوے عالمگیری ص ۴۰ جلد ۴ وص ۳۰۹ جلد ۴ وکتاب الفقہ ص ۱۰۱۴ جلد وطحطاوی ص ۴۱۹ جلد وہدایہ ص ۲۰۵ جلد اول وامداد مسائل زکوۃ ص ۲۷۳ وآپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۹۴ جلد ۳۔

ان حضرات کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی:۔

(۱) اپنے ماں' باپ' دادا' دادی' پڑدادا' پڑدادا' کو زکوۃ دینا ناجائز ہے۔

(۲) اپنی ماں' نانا' نانی' پڑنانا' پڑنانی کو زکوۃ دینا ناجائز ہے۔

(۳) اپنے حقیقی لڑکے' پوتے' پوتیاں' پڑپوتے' پڑپوتیاں کو زکوۃ دینا ناجائز ہے۔

(۴) اپنی حقیقی لڑکی' نواسے' نواسی' پڑنواسے' پڑنواسی کو زکوۃ دینا ناجائز ہے۔

(۵) شوہر کا اپنی بیوی کو زکوۃ دینا' اس طرح بیوی کا اپنے شوہر کو زکوۃ دینا ناجائز ہے۔

(۶) ایسی مطلقہ عورت جو عدت گزار رہی ہو' اس کے شوہر کا اس کو زکوۃ دینا ناجائز ہے۔

(۷) مالدار صاحب نصاب کی محتاج نابالغ اولاد کو زکوۃ دینا ناجائز ہے۔

(۸) جو عورت (بیوہ) مالک نصاب ہے اس کو اور اس کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا ناجائز ہے۔

(۹) مدرس مدرسہ کو اور امام مسجد کو زکوۃ کا روپیہ تنخواہ میں دینا ناجائز ہے۔

Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

(۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے اگر وہ غریب ہیں تو ان کی مدد زکوٰۃ کے علاوہ روپیہ سے کرنا چاہیے۔

(۱۱) مالدار مالک نصاب کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

(۱۲) زکوٰۃ کا روپیہ مسجد کی مدرسہ کی خانقاہ کی مسافر خانہ کی یتیم خانہ کی اسکول کی شاہراہ عام کی تعمیر میں کنویں اور نہروں کی کھدائی میں لگانا ناجائز ہے۔

(۱۳) زکوٰۃ کا روپیہ میت کے کفن میں صرف کرنا - اسی طرح زکوٰۃ کے روپے سے قبرستان کے لیے زمین خریدنا ناجائز ہے۔

(۱۴) وہ تمام صورتیں جن میں مالک بنانا نہیں پایا جاتا وہ زکوٰۃ کے مصارف نہیں ہیں۔

مندرجہ بالا مسائل ایک نمبر سے 14 تک درج ذیل کتابوں سے مستفاد ہیں۔

معارف القرآن ص ۴۱۲ جلد ۴ وفتاوی دار العلوم ص ۲۹۲ جلد ۶ وص ۲۸۲ جلد ۶ وص ۲۱۲ جلد ۶ وص ۲۱۳ جلد ۶ وص ۲۳۸ جلد ۶ وص ۳۹ واحسن الفتاوی ص ۲۶۹ جلد ۴ وص ۲۶۹ جلد ۴ و کتاب الفقہ ص ۱۰۱۴ جلد اول وفتاوی محمودیہ ص ۸۷ جلد ۱۳ و آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۵۰۴ جلد ۳ ص ۳۹۰ جلد ۳ وفتاوی عالمگیری ص ۳۹ جلد ۴ و در مختار ص ۱۴۱ جلد اول وفقہ الزکوٰۃ ص ۲۰۳ جلد ۲ و امداد مسائل الزکوٰۃ ص ۷۶ وص ۷۲۔

قرض کے نام سے زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟:-

سوال:- ایک شخص جو زکوٰۃ کا مستحق ہے اس کو زکوٰۃ دینے والا کسی مصلحت سے قرض کی رقم کہہ کر زکوٰۃ دے اور نیت بھی زکوٰۃ کی ہے نہ کہ رقم واپس لینے کی تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب:- صورت مسئولہ میں جب نیت زکوٰۃ کی ہے نہ کہ رقم واپس لینے کی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ کسی نے مسکین کو درہم دیئے بطور قرض اور

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہبہ کے اور نیت کرلی زکوٰۃ کی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۱۲ جلد ۳)

مسئلہ زید نے بکر کو سو روپے زکوٰۃ کی نیت سے دیئے اور زکوٰۃ کا نام معیوب سمجھنے کی وجہ سے لیا اور یہ کہا کہ تم اپنا کام کرلو جب ہوں دے دینا' دو سال کے بعد بکر نے زید کے روپے واپس کیے تو زید کو واپس لینا جائز نہیں کیونکہ زکوٰۃ ادا ہو گئی تھی۔ بکر کو واپس دینا لازم ہے۔ اگر زکوٰۃ کا اظہار مناسب نہ ہو تو بکر پر یوں ظاہر کرے کہ میں نے قرض معاف کر دیا ہے یا ہدیہ کے نام سے دے دیئے ہیں۔ (احسن الفتاوی ص ۲۶۴ جلد ۴ وفقہ الزکوٰۃ ص ۳۶۹ جلد ۲)

مسئلہ اگر کسی مسکین (مستحق زکوٰۃ) کو کچھ رقم بطور قرض یا بطور ہبہ کے دی اور نیت اس میں زکوٰۃ کی کرلی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاوی عالمگیری ص ۴ جلد ۴)۔

زکوٰۃ کی رقم کسی دوسرے عنوان سے دینا کیسا ہے؟

سوال:۔ مستحق زکوٰۃ کو زکوٰۃ دیتے وقت یہ کہنا کہ یہ زکوٰۃ ہے' کیا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:۔ زکوٰۃ کے روپے دیتے وقت یہ کہنا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ ہے صرف نیت زکوٰۃ کافی ہے بلکہ مستحق کو یہ کہے کہ یہ عطیہ ہے یا قرض دیتا ہوں مگر دل میں زکوٰۃ کی نیت ہو تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۳ جلد ۲ وعلم الفقہ ص ۲۵ جلد ۴)۔

مسئلہ بھائی غریب ہو' مالک نصاب نہ ہو یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مالک نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ (شامی ص ۸۶ ج ۲)۔

مسئلہ زکوٰۃ کی رقم بہ نیت زکوٰۃ ہبہ' تحفہ' عیدی اور انعام کے نام سے بھائی

بھاوج اور بچوں کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۷۱ جلد اول و طحطاوی ص ۴۱۵ جلد و فتاوی رحیمیہ ص ۱۵۳ جلد ۵)۔

مسئلہ زکوٰۃ کا مستحق وہ شخص ہے جس کے پاس حاجت اصلیہ ضروریہ سے زائد اتنا مال نہ ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے' ایسا شخص زکوٰۃ لینے پر مجبور ہو تو لے سکتا ہے (لینے والے پر) ''زکوٰۃ کی رقم ہے'' یہ ظاہر کرنا مناسب نہ ہوگا' خویش و اقارب کو خفت ہوگی اور برا مانیں گے' ایسے موقع پر ہدیہ تحفہ کے نام سے بھی دیا جا سکتا ہے البتہ جس شخص کے متعلق تحقیق نہ ہو کہ وہ زکوٰۃ کا حقدار ہے تو اس سے تنہائی میں تحقیق کر لی جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۶۲ جلد ۵)۔

مسئلہ مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے' اسے کسی بھی عنوان سے زکوٰۃ دے دی جائے اور نیت زکوٰۃ کی کر لی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی' نیز ہدیہ' تحفہ' انعام وغیرہ کے عنوان سے زکوٰۃ ادا کی جائے اور ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کر لی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ بشرطیکہ وہ مستحق ہو۔ (کتاب الفقہ ص ۱۰۱۵ جلد اول)۔

مسئلہ اپنے رشتہ داروں اور ان کے بچوں کو یا کسی خوش خبری سنانے والے مستحق زکوٰۃ کو بصورت انعام و بخشش کچھ دیا اور اس میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو درست ہے' اسی طرح عید' تہوار و خوشی کے موقع پر اپنے خادموں کو زکوٰۃ کی نیت سے کچھ دے دینے کا بھی یہی حکم ہے۔ یعنی اگر وہ مستحق ہے تو دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کر لینے پر زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاوی عالمگیری ص ۱۴۱ جلد ۴)۔

مسئلہ اگر کسی کو انعام کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گی۔ (بہشتی زیور ص ۴۸ جلد ۳ بحوالہ شرح التنویر ص ۱۴۲

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جلد اور درمختار ص ۱۰۸ جلد ۲)۔

مسئلہ جس کو زکوٰۃ دی جائے اس پر زکوٰۃ کا ظاہر کر دینا ضروری نہیں ہے۔ البتہ وہ محل اور مصرف زکوٰۃ ہونا چاہیے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۹۰ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲۰ ج ۲)

مسئلہ اپنے عزیز غریب (مستحق) کو دینے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ ان کو جتلا (بتلا) کر دے کر صدقہ یا زکوٰۃ دے رہا ہوں' کسی تحفہ یا ھدیہ کے عنوان سے بھی (زکوٰۃ وصدقہ) دیا جا سکتا ہے تا کہ لینے میں شریف آدمی کو اپنی خفت محسوس نہ ہو۔ (معارف القرآن ص ۴۱۲ جلد ۴ وآپ کے مسائل ص ۳۹۸ جلد ۳)۔

مسئلہ نیز مستحق رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے میں دو ثواب ملتے ہیں' ایک زکوٰۃ ادا کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب۔ (مشکوۃ شریف ص ۱۷۰ جلد اول وفتاوی دار العلوم ص ۲۳۶ جلد ۶ و درمختار ص ۳۵۳ جلد ۲)۔

غیر مستحق کو زکوٰۃ دیدی گئی تو کیا حکم ہے؟:۔

مسئلہ اگر کسی شخص نے کسی شخص کو اپنے گمان کے مطابق اور مستحق اور مصرف زکوٰۃ سمجھ کر زکوٰۃ دے دی' بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اسی کا غلام (شرعی) یا کافر تھا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی' دوبارہ دینی چاہیے' کیونکہ غلام کی ملکیت تو آقا ہی کی ملکیت ہوتی ہے' وہ اس کی ملک سے نکلا ہی نہیں۔ اس لیے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اور کافر زکوٰۃ کا مصرف نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگر بعد میں یہ ثابت ہو کہ جس کو زکوٰۃ دی گئی ہے وہ مالدار یا سید یا ہاشمی یا اپنا باپ یا بیٹا یا بیوی یا شوہر ہے تو زکوٰۃ کے اعادہ (دوبارہ لوٹانے) کی ضرورت نہیں' کیونکہ زکوٰۃ کی رقم اس کی ملک سے نکل کر محل ثواب میں پہنچ چکی ہے اور تعین مصرف میں جو غلطی کسی اندھیرے یا مغالطہ کی وجہ سے ہوگئی وہ معاف ہے۔ (درمختار ص ۹۲ جلد ۲ و معارف القرآن

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ص ۳۱۲،۴ جلد ۴ وفتاوی دار العلوم ص ۲۲۷ جلد ۶ وفقہ الزکوۃ ص ۲۶۱ جلد ۲)۔

مسئلہ زکوۃ ادا کرتے وقت اگر غالب گمان تھا کہ یہ شخص زکوۃ کا مستحق ہے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۸ جلد ۳)۔

مسئلہ اگر کسی کو شبہ ہو جائے کہ جس شخص کو زکوۃ دے گا معلوم نہیں وہ مالدار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوۃ نہ دے۔ اگر بے تحقیق کے دے دیا تو دیکھو گمان زیادہ کہا جاتا ہے۔ اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ فقیر (مستحق) ہے تو زکوۃ ادا ہو گئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دے لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہی ہے تو زکوۃ ادا ہو گئی پھر سے دینے کی ضرورت نہیں۔ (شامی، امداد مسائل زکوۃ ص ۴۷، بہار شریف)۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

صدقہ فطر کے آداب

سوال:۔ صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب:۔ یہ صدقہ ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر فرض ہے اور نصاب کے برابر مال حاجت اصلیہ سے زیادہ ہو خواہ اس پر سال گزرا ہو خواہ اس پر زکوۃ واجب نہ ہو۔ جیسے وہ گھر جو اپنے رہنے کا ہو اور تجارت کے لئے نہ ہو۔ لہذا بچہ اور مجنون پر بھی واجب ہے کیونکہ بالغ ہونا شرط نہیں، پس اگر نابالغ یا مجنون مالک نصاب ہے تو ان کا ولی ان کے مال سے ادا کرے اگر ادا نہ کیا تو بالغ ہونے یا مجنون کے جنون کے زائل ہونے کے بعد یہ خود ادا کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں، روزہ دار، غیر روزہ دار اور نابالغ بچہ اور مجنون ہر ایک پر واجب ہے مگر شرط یہ ہے کہ مالک نصاب ہوں، کسی نصاب

کے مالک ہوں اس کی تفصیل سن لیجئے۔

نصاب کیا ہے؟:۔

سوال:۔ نصاب کس کو کہتے ہیں؟

جواب:۔ مال کی معین مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔مختلف احکام کے لئے مختلف مقداریں ہیں اس لحاظ سے نصاب تین قسم کا ہوا۔

(۱) ایک وہ نصاب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے وہ چاندی' سونا اور مال تجارت ہے ایک سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی جس کا مفصل بیان اوپر گزرا۔گھر میں سامان کتنی ہی مالیت کا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں صرف نقدی اور مال تجارت پر ہے۔

(۲) دوسرا نصاب گھر کے سامان کی مالیت پر ہے۔دین (قرض) اور حاجت اصلیہ سے اگر اتنا زائد اور فاضل سامان ہے کہ اس کی قیمت بقدر نصاب ہو جاتی ہے تو اگرچہ اس کے پاس چاندی سونا یا مال تجارت نہ ہو۔مگر عید الفطر کی صبح طلوع فجر کے وقت اتنی مالیت کا فالتو سا سامان جس کے پاس موجود ہوگا اس پر صدقہ عید الفطر واجب ہوگا اور قربانی کے ایام میں اگر اتنی مالیت کا سامان موجود ہے تو قربانی بھی لازم ہوگی۔اتنی مالیت کے سامان کے مالک پر زکوٰۃ واجب نہیں مگر دوسروں کی زکوٰۃ لینا بھی حرام ہے اور نفقہ اقارب بھی اس پر واجب ہے۔اگر وہ اقارب محتاج ہیں۔(مراقی الفلاح ص ۳۹۴)

(۳) تیسرا نصاب وہ جس کے مالک پر سوال حرام ہے۔وہ اتنی مقدار کھانے کا مالک ہونا ہے کہ ایک دن کی غذا کے لئے کافی ہو۔بعض نے کہا کہ پچاس درہم کا مالک ہو تو اس کو سوال حرام ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

صدقہ فطر کا واجب ہونے کا وقت:-

صدقہ فطر عید الفطر کے دن طلوع فجر ثانی کے بعد واجب ہوتا ہے خود اپنی طرف سے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے ادا کرے مگر بیوی اور ماں باپ اور بڑے بچوں اور چھوٹے مالدار بچوں کی طرف سے اس پر لازم نہیں اگر ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے تو ان سے اجازت لے کر ادا کرے تب ان کی طرف سے ادا ہوگا ورنہ نہیں- مگر عالمگیری میں ہے کہ بڑے بچوں اور بیوی کے لئے یہ حکم خاص ہے کہ بغیر اذن کے بھی ان کی طرف سے دے دیا تو ادا ہو جائے گا- دادا پر دادا کو اپنے پوتا پوتی کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں- ہاں باپ پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے ادا کرنا لازم ہے اگر چھوٹی بچی کی شادی کر کے اس کے شوہر کے سپرد کر دیا تو اب باپ پر اس کا صدقہ واجب نہیں اگرچہ عید کے دن باپ کے یہاں ہو-

سوال:- صدقہ فطر کی ادائیگی کا مستحب وقت کونسا ہے؟

جواب:- مستحب ہے کہ نماز عید کے لئے جانے سے پہلے صدقہ دے کر جائے یوں تو تمام عمر ادائیگی کا وقت ہے اگر اب نہیں دیا تو جب چاہے ادا کر دے- ادا ہو جائے گا-

سوال:- صدقہ فطر کن چیزوں سے ادا ہوتا ہے؟

جواب:- چار چیزوں سے صدقہ فطر ادا ہوتا ہے-(۱) صدقہ فطر میں گیہوں دینا مستحب ہے- (۲) جو، جوار، مکئی، چنے، چاول اور لونگ وغیرہ بھی دے سکتے ہیں- (۳) منقی، (۴) کھجور- صدقہ فطر اگر گیہوں دینا ہو تو نصف صاع یا قریبا ایک سیر تین چھٹانک اور جو یا جو کا آٹا دو سیر تین چھٹانک، چھوہارے یا منقی دو سیر چھ چھٹانک دینا ہوں گے یا جو وقت کے لحاظ سے علمائے کرام مقرر فرمائیں- وہ سب درست ہوگا- صدقہ فطر کے مصارف بھی وہی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہے جوزکوۃ کے ہے-اگراصل نہ دے تو اس کی قیمت بھی ادا کرسکتا ہے بلکہ قیمت دینا افضل ہے یا پھر گیہوں یا جو دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے-منقی یا کھجوران کی قیمت دینا افضل ہے-گرانی میں خودان چیزوں کا دینا قیمت دینا سے افضل ہے-صدقہ فطر عید سے دوایک روز پہلے ہی ادا کردے تو زیادہ بہتر ہے ورنہ نماز عید سے پہلے تو ضرور ادا کر دینا چاہیے-نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا مستحب ہے-(عالمگیری ص ۲۰۲)

وقت وجوب جب طلوع فجر ثانی کے بعد ہے تو جو بچہ طلوع فجر سے قبل پیدا ہوگا اس کا صدقہ دیا جائے گا اور کوئی مرگیا تو اس کا صدقہ نہیں ہوگا-کیونکہ وقت وجوب میں وہ زندہ نہیں رہا اور جو بعد فجر پیدا ہوا اس پر صدقہ نہیں-کیونکہ صبح نمودار ہونے کے وقت وہ نہ تھا-

ایک کا صدقہ ایک ہی شخص کو دے اگر متفرق چند فقیروں کو دیا تو کافی نہیں ہوگا اور اگر متعدد آدمیوں کا صدقہ ایک شخص کو دیا تو کافی ہوگا-

سوال:- نصف صاع کتنے وزن کا ہوتا ہے؟

جواب:- شامی میں ہے کہ نصف صاع دو من (سیر) کا ہوتا ہے اور ایک من چالیس استار کا اور ایک استار ساڑھے چار مثقال کا ہوتا ہے اور ایک مثقال ساڑھے چار ماسہ کا ہوتا ہے-اس حساب سے ایک سیر اور بارہ چھٹانک سے کچھ اوپر نصف صاع ہوا-بعض حضرات کی تحقیق سوا دو سیر ہے-لہذا احتیاطاً دو سیر بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہی دے دینا چاہیے-

سوال:- زکوۃ اور صدقہ فطر میں کیا فرق ہے؟

جواب:- زکوۃ میں حولان حول (سال کا گزرنا) عقل، بلوغ اور نصاب نامی شرط ہے-صدقہ فطر میں یہ شرائط نہیں اور معلوم ہو چکا کہ اگر نصاب نامی نہیں ہے تو گھر میں جو زائد سامان ہے بقدر نصاب اس کی قیمت ہے تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے-نابالغ اور مجنون پر بھی صدقہ فطر ہے زکوۃ نہیں-(شامی، عالمگیری، درمختار)

Marfat.com

صدقہ نفل کی فضیلت کا بیان

سوال:- صدقہ نفل کے کچھ فضائل بھی تحریر فرمائیے؟

جواب:- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی پاک کمائی سے کھجور کے برابر بھی کوئی صدقہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے اور پھر جیسے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کی پرورش سے اس کو بڑھاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی تمہارے مال کو بڑھا کر پہاڑ کے برابر کر دیتا ہے۔

اس ہی طرح دوسری حدیث شریف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے اور نہ عفو و درگزر سے عزت کم ہوتی ہے بلکہ زیادہ ہوتی ہے اور نہ تواضع سے آدمی کا مرتبہ پست ہوتا ہے بلکہ اس کو رفعت و بلندی حاصل ہوتی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرمائے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! جو مال کو روک کر رکھتا ہے اس کے مال کو تلف کر۔

صدقہ لینے والے کو ہدایات

سوال:- صدقہ لینے والے کو بھی کچھ ہدایات فرمائیں؟

جواب:- حتی الامکان صدقہ اور زکوٰۃ لینے سے گریز کرے اور خود محنت اور مزدوری کر کے حاصل کرے یہ بہتر ہے۔ حتی الوسع صدقہ اور زکوۃ لینے سے گریز کرے۔ مجبوراً جو کچھ لے اسے اللہ پاک کی طرف سے سمجھے دینے والے کو وسیلہ جانے اور اس کا شکریہ ادا کرے۔ دینے والے کے حق میں دعا ضرور کرے مال حرام کا یقین ہو تو نہ لے اور ضرورت سے زائد نہ لے۔ صرف اپنی ضروریات پر خرچ کرے نہ کہ عیش و عشرت پر۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی رسی لے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھے اور پشت پر رکھ کر لائے اس کو فروخت کرے اور اللہ اس کے ذریعہ اس کے چہرہ کو بے آبرو ہونے سے روکے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے پھر وہ لوگ اس کو دیں یا نہ دیں۔ اگر چہ مال اچھا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے لئے سوال کی ذلت کو مسلمان کے لئے پسند نہیں فرمایا۔ ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ خیرات دینے والا اور نیچے والا ہاتھ خیرات لینے والا ہوتا ہے۔ (مشکوۃ شریف)

بھیک مانگنا بہت ذلت کی بات ہے بغیر ضرورت سوال نہ کرے۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ بے ضرورت سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔ (مسلم ابوداؤد نسائی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو سوال سے بچنا چاہے گا اللہ پاک اسے بچائے گا اور جو غنی بننا چاہے گا اللہ پاک اسے غنی کردے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا اللہ پاک اسے صبر دے گا اور فرمایا جو بندہ سوال کا دروازہ کھولے گا اللہ اس پر محتاجی کا دروازہ کھولے گا۔ (احمد داؤد)

اللہ کی راہ میں دینے والوں کو ہدایات

سوال:۔ رضائے خداوندی کے لئے دینے والوں کو بھی کچھ ہدایات فرمائیں؟

جواب:۔ حدیث شریف میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو عظیم نعمت سے نوازتا ہے تو اس پر عظیم ذمہ داری ہے یعنی عائد کرتا ہے۔ کہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کرے ورنہ اس کی نعمت کو زوال شروع ہو جائے گا۔ (شرح سفر السعادت ص ۵۴۲ شامی)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

عالمگیری)- پس لازم ہے کہ شکر الٰہی بجالاتا ہوا اپنی نعمت سے دوسروں کو بھی نفع پہنچائے کہ بقائے نعمت اسی طریق شکر میں منحصر ہے-

اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہونے کی کوشش کرے کیونکہ قرآن میں ہے- ید الله فوق ایدیهم کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ سب سے بلند اور اونچا ہے- تم بھی دینے والے بنو کہ تمہارا ہاتھ بھی اونچا ہے کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے- کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "الید العلیا خیر من ید السفلی کو بلند ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے یعنی دینے والا لینے والے سے بہتر ہے اس کے علاوہ اس موافقت اور شباہت سے تمہیں دینے میں لطف ولذت اور تقرب الی اللہ حاصل ہوگا-

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت سے بھی موصوف ہونا ہے- حدیث شریف میں ہے- واللہ معطی وانا قاسم کہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں- اتباع سنت کی تم بھی نیت کرو کہ اللہ تعالیٰ نے دولت عطا کی اور ہم نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قاسم بن کر اس کے تقسیم کرنے والے ہیں- واللہ معطی وانا قاسم' کے تحت شکر نعمت بھی ہے اور اتباع سنت بھی-

ہرگز ہرگز زکوۃ دے کر احسان نہ جتائے اور طعن' جھڑکی اور ترش روئی یا دیگر حقارت آمیز کلمات سے ایذا نہ پہنچائے بلکہ لینے والے کا احسان مانے کہ اس نے قبول کر کے میرے مال کو طہارت بخشی اور دوزخ سے نجات کا انتظام کر دیا اور یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ سے اس نے اپنا رزق لیا ہے مگر اس کا کرم ہے کہ میرے، ہاتھوں اس کا رزق پہنچایا اور مجھ کو وسیلہ خیر بنا کر تفوق اور برتری عطا فرمائی جس کو چاہے اللہ تعالیٰ عزت عطا فرمائے اور یہ بھی سمجھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قرض ہے اور اس کا واجب الاداحق ہے- اس نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے فلاں بندہ اور غلام کو دے دینا تو درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ ہی کو دینا ہے- اللہ تعالیٰ کا حق

Marfat.com
Marfat.com

وصول کرنے کے لئے اس کی طرف سے قائم مقام ہے۔ اس لئے ادب کے ساتھ پیش کرے۔

محبت کے کئی مدارج ہیں۔ ایک درجہ محبت کا یہ ہے کہ زکوۃ کا مال قربان کر دیا۔ دوسرا درجہ محبت کا اس سے اونچا ہے کہ حاجت سے جو زائد مال ہے۔ اس کو بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ ایسے لوگ مقدار زکوۃ صرف کرنے پر قناعت نہیں کرتے بلکہ زائد مال بھی نہیں رکھتے اس کو بھی محبوب پر قربان کر دیتے ہیں۔ تیسرا درجہ سب سے اونچا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں رکھتے۔ سارا مال محبوب پر قربان کر دیتے ہیں۔ جیسے اوپر گزرا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب راہ خدا میں مال دینے کی ترغیب دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آدھا مال اللہ کی راہ میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ عرض کیا اتنا ہی نصف مال چھوڑا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارا مال لیکر حاضر خدمت ہوئے۔ ارشاد فرمایا "اے ابوبکر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ عرض کیا گھر والوں کے لئے اللہ کو اور اس کے رسول کو چھوڑا اور کسی کو نہیں چھوڑا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کے مدارج میں اتنا ہی فرق ہے جتنا تم دونوں کی باتوں اور کلاموں میں فرق ہے۔ لہذا حسب حیثیت اظہار محبت و تعلق کی نیت کرے۔ ضروری ہے کہ اللہ سے محبت رکھے اور کم از کم زکوۃ جیسے ادنی درجہ محبت پر قائم ہو کر ہی محبت کا اظہار کریا ور اللہ کی محبت کو ترجیح دے کر اپنے اس فعل سے صدق ایمان کی گواہی دے۔ اسی لئے زکوۃ کو صدقہ کہتے ہیں کہ اس سے صدق ایمان اور خلوص کا اظہار ہے۔

جس طرح زکوۃ وغیرہ میں مال کو قربان کر دیتا ہے اسی طرح ایک اور درجہ محبت کا ہے کہ جہاد میں وہ اپنی جان کو بھی قربان کر دیتا ہے۔ موت اور شہادت اس کو اچھی لگتی ہے۔ شوق دیدار محبوب میں مرنا اور جان پر کھیلنا اس کو محبوب ہو جاتا ہے۔ یہ کمال صدق ایمان کی علامت ہے۔ ایسی جان اور مال کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور جنت کے عوض میں خریدتا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ۔ (پ ۱۱ ع ۳)

ترجمہ:۔ "اللہ تعالیٰ پر جان و مال کو قربان کرنے والوں کی جان و مال کا خریدار اللہ تعالیٰ ہے۔"

فقراء کی خدمت کو سعادت سمجھے ان کا وہ مقام ہے کہ مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کی خدمت سے برکت حاصل کرے اور نیت کرے کہ میں فقیر اور دیگر ارباب حقوق کی خدمت کے لئے کماتا ہوں۔ تاکہ تجارت میں برکت ہو اور زیادہ ثواب ملے۔

جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں دے اس کو کثیر نہ جانے ورنہ عجب یعنی خود پسندی پیدا ہو گی اور یہ مہلک خیر ہے۔ ویو م حنین اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا "کہ حنین کے دن کثرت کے خیال نے تم کو غرور میں ڈال دیا اور کثرت کچھ کام نہ آئی۔ لہذا بڑی سے بڑی کثیر رقم کو بھی اللہ کی راہ میں کم سمجھے، تواضع اور عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کر کے قبولیت کی دعا کرتا رہے۔

حکمی صدقات کا بیان

سوال:۔ حکمی صدقات کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ اس سے وہ کام مراد ہیں جو خود صدقات نہیں ہیں۔ مگر ان کا ثواب صدقات کے حکم میں ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ ہر نیکی صدقہ دینے کے برابر ہے۔ تسبیح کرنا، اللہ کی بڑائی بیان کرنا، اس کی حمد و ثناء کرنا اور کلمہ توحید پڑھنا ان کے پڑھنے میں صدقہ کا ثواب ہے۔

2۔ اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی اور خوشی کے ساتھ ملنا۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

3- اپنے بھائی کو اچھے کام کا حکم کرنا اور بری بات ہے سے روکنا۔

4- ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ جس جگہ جا کر میں جا کر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں وہاں جا کر ان کی راہنمائی کرنا یقینی تبلیغ کرنا۔ بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے۔

5- جس کی بینائی خراب ہو اس کی مدد کرنا۔

6- راستہ سے پتھر، کانٹا اور ہڈی وغیرہ تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا۔

7- اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا۔ جگ وغیرہ میں سے اپنے بھائی کے گلاس میں پانی ڈالنا اسی حکم میں داخل ہے۔ (مشکوۃ بحوالہ ترمذی)

یہ سب کام صدقہ ہیں یعنی سب صدقہ کا حکم میں ہیں۔

8- اسی طرح کسی نے کوئی درخت لگایا فصل بوئی تو اس میں سے جو انسان اور جانور کھائے گا یا اس سے کوئی چوری ہو بونے والے کے لئے صدقہ ہے۔ (مشکوۃ)

9- بیوی کے پاس جانا بھی صدقہ ہے۔ یہ فعل حرام سے بچاتا ہے۔

10- دو آدمیوں کے درمیان عدل و انصاف کرنا یہ بھی صدقہ کا حکم رکھتا ہے۔

11- ریل یا بس ویگن وغیرہ سواری پر چڑھتے وقت سوار ہونے والے ضعیف لوگوں کی مدد کرنا۔ اور اس کے سامان کو اٹھا کر رکھنا بھی صدقہ ہے۔

12- اچھی اور پیاری بات کہنا خوش ہو کر مسکرا کر بات کرنا بھی صدقہ ہے۔

13- نماز کی طرف ہر قدم چلنا ہر دم پر صدقہ کا ثواب ہے۔

14- غمگین اور طالب امداد کی مدد کرنا۔

15- لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھنا یہ بھی صدقہ کا حکم رکھتا ہے۔

16- دودھ دینے والی اونٹنی یا بکری وغیرہ کسی کو دودھ پینے کے لئے عادتاً دینا بھی صدقہ ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

"قیامت کے خوفناک میدان میں جب کوئی سایہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو عرش عظیم کے سائے میں رکھے گا جس نے انتہائی رازداری سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوگا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر ہی نہ ہوگی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (بخاری شریف)

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَه

پہنچادو چاہے ایک ہی آیت ہو۔ (حدیث پاک)

وقت کی اہم ضرورت

تبلیغ کی غرض سے چھوٹے چھوٹے سبق آیات قرآنی و حدیث نبویؐ کے فرمان جو مختلف فیکٹریوں اور دفاتر اور دکانوں میں آویزاں یعنی لگائے جاتے ہیں جو کہ آنے جانے والا ہر شخص ایک ہی نظر میں پڑھ کر اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے آپ کو کچھ کہے بغیر صرف آویزاں کرنے سے انبیاء کرامؑ کا کام جو تبلیغ کا ہے تبلیغی کینڈر آویزاں کر کے وہ ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ فی زمانہ اگر کسی کو کہیں کہ بھائی یہ نیکی کا کام ہے کرو تو الٹا کہنے والے کو طنزاً کہتا ہے جاؤ بھائی اپنے کام کرو۔ برائے مہربانی کر کے اپنے آفس، فیکٹری یا دوکان میں یہ آویزاں کر کے انبیاء علیہم السلام کے کام کا ثواب حاصل کریں۔

فرمان رسولؐ ہے۔ "سب سے اچھا انسان وہ ہے جو اچھائی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ یعنی تبلیغ کا کام کرے۔" زبانی ہو، تحریری ہو، جسمانی ہو۔

آخری گزارش

اس کتاب کی تصحیح میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے اگر پھر بھی بتقاضائے بشریت کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما دیں۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اس حوالے سے اس کی تصحیح کردی جائیگی۔ والسلام علی من اتبع الھدی

تمام شد

ابن حافظ مختار احمد فاضل عربی

☆☆☆☆☆

بلامعاوضہ کتاب حاصل کرنے کے لئے
مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کریں

دعاؤں کا طلب گار

حاجی اشفاق احمد

اکیمی سرجیکل انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ سیالکوٹ

Ph:552698-3255698-3255898

Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

ایک سچا' امانت دار مسلمان
تاجر قیامت کے دن شہداء
کے ساتھ ہو گا

حدیث مبارکہ

صدقہ اور خیرات دینے میں ہمیشہ ریا اور نمائش سے اجتناب کرے۔

ادارہ

شعبہ نشر و اشاعت قرآن و حدیث

مدرسہ معین الاسلام رجسٹرڈ

بسطامی روڈ نزد ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان

Adnan
7124469